رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۹۷ سالانہ قیمت پیشگی ۱؎ہ
قیمت فی پرچہ ۵؍ غیر ملکوں سے ۱؎ہ
سادھو کا کام خلق کی دردمندی … (curved line, partly illegible)

سادھو

علم۔ اخلاق۔ مذہب تواریخ و فلسفہ کا ماہوار رسالہ

جلد ۷	بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۶ء	نمبر ۵

ایڈیٹر شیوبرت لال ورمن ایم۔ اے

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
ڈمرو کی صدا	صفحہ ۳	چہل درویش	صفحہ ۱۰۵
خدا صفحہ ۵ - علم	" ۶	خیالات کی دنیا - بیداری	" ۱۱۸
اہم سروم یا اناکل	" ۱۶	برائی کس بات میں ہے	" ۱۱۹
سولہہ کلا کے کرشن	" ۱۷	ایک میڈیک اور کشمیر	" ۱۲۱
غزل	" ۲۹	اونٹ اور چوہا	" ۱۲۳
پورن بھگت	" ۳۰	چاہ کندہ را چاہ درپیش	" ۱۲۴
سوکشم درشٹی	" ۵۱	سرائے	" "
غزل	" ۵۶	ایک باورچی جج ہوگیا	" ۱۲۵
ستسنگی	" ۵۷	لالچ بری بلا ہے	" ۱۲۷
نظم	" ۷۰	اور بھی سن لیجیے	" ۱۲۹
سفلی دل کے مشورے	" ۷۱	صلائے عام	۱۳۰
[illegible] صفحہ ۸۴ - ہندو دھرم	" ۹۵	خط و کتابت	"

آدرش سٹیم پریس لاہور کے بالک رام پرنٹر نے بابو شیوبرت لال پبلشر کے لئے چھاپا +

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پرارتھنا! پرم پورش پورن دھنی! ہم سب کو اپنا سچا پتر بنالے یہی تجھ سے بار بار پرارتھنا ہے۔

عام اطلاع

۱۔ سادھو کے خریدار اصحاب کو خط و کتابت و پتہ تبدیل کرانیکے وقت اپنا چٹ نمبر ضرور بھیجنا چاہیئے تاکہ تعمیل حکم میں دیر نہ ہو۔ ڈاکخانہ کے رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۹ کا ہرگز حوالہ نہ دیں۔

۲۔ سادھو ہر مہینہ کی پہلی تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔ جن اصحاب کو مہینہ کی ۱۰ تاریخ تک نہ پہونچے وہ یاد دہانی کر کے منگالیا کریں۔

۳۔ سادھو کا انتظام بالکل درست ہے۔ رسالہ احتیاط کے ساتھ بھیجا جاتا ہے اکثر ڈاکخانہ والوں کی بداحتیاطی سے شکایت ہو جاتی ہے۔ خریدار صاحبوں کو لوکل پوسٹماسٹر اور پوسٹماسٹر جنرل لاہور سے بھی شکایت کرتے رہنا چاہیئے۔

۴۔ سادھو کے خریداروں کو سرسوتی بھنڈار نامی رسالہ کے تمام نمبر رعایتی قیمت میں ملینگے بشرطیکہ وہ مستقل طور پر اپنا نام درج رجسٹر کرالیں * مینجر سادھو لاہور

تتو درشی

ایڈیٹر بابو شیوبرت لال ورمن ایم۔اے

ہندی کا سب سے زیادہ ضخیم رسالہ جو ہر مہینہ سوادھیا کیلئے کافی سامان اکٹھا کرتا ہے ہندی زبان میں اس سے بڑا رسالہ کوئی نہیں ہے۔ جہاں اسمیں فلسفہ و اصلی مراد عام فہم عبارت میں لکھی جاتی ہے ساتھ ہی بھارت کی استریوں و پرشوں کے سُندر چرتر بھی ادبکتا کیساتھ ہوتے ہیں نہایت قابل قدر چیز ہے ضخامت ۱۳۲ صفحہ قیمت سالانہ ۲؎ معہ محصولڈاک نمونہ ۲ر کو دیا جاتا ہے۔ اگر یہ منظور ہے کہ ہندی پڑھنے والوں کو ہندو دھرم و ہندو فلسفہ کی اچھی سمجھ آوے تو اس کو پڑھیں کم از کم نمونہ کا پرچہ خرید کر دیکھئے خود اسکی خوبیوں کا پتہ لگ جائیگا * مینجر تتو درشی لاہور

نوٹس۔ ایڈیٹر صاحب گھر جانیوالے ہیں اس لئے جملہ خط و کتابت مینجر کے نام سے ہو۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یاد حق میں جگ کرنا ہے فقط سادھو کا کام + خلق کو رستہ دکھانا ہے فقط سادھو کا کام

سادھو

جلد ۱ — بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۱۰ع — نمبر ۵

ڈمرو کی صدا (چتاونی)

گر کام نہیں عقبیٰ کا کیا۔ مالک سے تو شرماویگا — اور ہاتھ ملیگا رہ رہ کر پھل جب کرنی کا پاویگا
یہ ہاتھی گھوڑے مال مکان کوئی کام نہ تیرے آویگا — کوئی ساتھ نہ دیگا کبھی تیرا بس ہنس اکیلا جاویگا

جب کوچ کی باری آویگی اس دم تو بہت پچھتاویگا

موقع جو ملا ہے یہ تجھ کو مت چوک ملیگا پھر نہ کبھی — کرنا ہے تجھے جو کچھ کر لے کہتا ہوں میں بات یہ سچ وہی
گر مکتی کی خواہش ہے تجھ کو مکتی تو کما لے جیتے جی — گر گیان سے دھیان سے کام ہے کچھ کر لے تو اسی دم کام ابھی

جب کوچ کی باری آویگی اُس دم تو بہت پچھتاویگا

غافل مت کا ہل بن مت بھول بھٹک میں دن کو کھو — ناداں مت ہو جاہل مت ہو سکھ نیند میں ہر دم تو مت سو
بس رام کے نام سے من کو لگا دنیا جو ٹھگنی ہے اسکا مت ہو — یہ ساتھ نہ تیرے جاویگی اُسوقت ہے ہاتھ میں تیرے گو

جب کوچ کی باری آویگی اُسدم تو بہت پچھتاویگا

باتیں نہ بنا باتیں نہ سنا باتوں سے ہوا کب کچھ حاصل — بک بک کے مرے پنڈت سارے بک بک کے مرے عالم فاضل
باتوں سے بھلا کیا کام بنے باتوں سے کوئی کیا ہو کامل — باتوں سے نہ ہو دیدار خدا۔ ہوگا نہ کبھی حق سے واصل

جب کوچ کی باری آویگی اُسدن تو بہت پچھتاویگا

کوئی [illegible] یہ ظاہر میں بنے سادھو جو گی — کوئی عیش میں دنیا کے بھولے کہلاتے ہیں سب بیٹھے بھوگی
کوئی درد سے غم سے پریشاں ہیں ہمیاں [illegible] — کوئی ہجر میں یار کے نالاں ہیں تو انکی طرح مت ہو سوگی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جب کوچ کی باری آویگی اُس دم تو بہت پچھتاویگا

مت بھول یہ جائے قیام نہیں یہاں کبھی کسی کا دوام نہیں — یہ دُکھ کی جگہ ہے سُن پیارے یہاں ملا کبھی آرام نہیں
کبھی ایک تیرے پر ہرگز دنیا ردی کا کام نہیں — جو پھندے میں اس کے آکے پھنسے اُنکا کبھی نیک انجام نہیں

جب کوچ کی باری آویگی اُس دم تو بہت پچھتاویگا

جس مال پہ اتنا نازاں ہے وہ بھائی بہن لیجاوینگے — اور تجھ کو گھر سے کرکے جُدا مرگھٹ لے جا پہونچائینگے
کر خاک تیری ہڈی پسلی گھر اپنے واپس آوینگے — اور نام تیرا پھر بھول کے بھی ہرگز نہ زبان پہ لاوینگے

جب کوچ کی باری آویگی اُس دم تو بہت پچھتاویگا

گر آنکھ ملی ہے دیکھ ذرا دنیا کے تماشے اے غافل — گر کان ملے ہیں سُن تو سہی کہتے ہیں ہمیشہ کیا عاقل
گر عقل ہے ہوش ہے کام بھی لے مت بن رکھ یاد اے جاہل — یہ دنیا رہنے کی جا کب ہے سب خاک ہوئے عالم عامل

جب کوچ کی باری آویگی اُسدم تو بہت پچھتاویگا

یاں خاص و عام کوئی نہ رہا راجہ نہ رہے رانی نہ رہے — بھوگی نہ رہے سوگی نہ رہے جوگی نہ رہے گیانی نہ رہے
کامی نہ رہے نہ کرودھی رہے لوبھی نہ رہے مانی نہ رہے — میں تجھ سے کہوں کیا کیا بھائی کرمی نہ رہے دھیانی نہ رہے

جب کوچ کی باری آویگی اس دم تو بہت پچھتاوے گا

اب کالے کیس سفید ہوئے چہرہ پہ تیرے آئی ہے شکن — آنکھوں نے جواب دیا تجھ کو کچھ سوچ سمجھ ناداں مت بن
نہیں ہاتھ میں تیرے زور نہیں وہ طاقت نہیں رہے پانہیں وہ جوبن — سن کان سے آخری وقت ہے یہ کہتا ہوں میں سچا تجھ سے بچن

جب کوچ کی باری آویگی اس دم تو بہت پچھتاوے گا

اب کوچ کا ڈنکا بجتا ہے کر چلنے کی بھی تیاری — من سب سے ہٹا لے تو اپنا ہاں دیر نہ کر ہشیاری
ہم دونوں گئے ہاتھوں سے ورنہ ہوگی تیری ذلت خواری — نہیں کام آئیگا وہاں تیرے کچھ مکر و فریب اور عیاری

جب کوچ کی باری آویگی اُس دم تو بہت پچھتاوے گا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

خدا

تجھے کیا تلاش ہے بے خبر کہ خدا کہاں ہے کہاں نہیں
وہ ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر کوئی جا نہیں کہ جہاں نہیں
وہی آنکھ میں تیری نور ہے وہی دل میں تیرے سرور ہے
وہی پاس ہے وہی دور ہے کہوں کس طرح کہ عیاں نہیں
وہی شکل ہے وہی اسم ہے وہی نوع ہے وہی قسم ہے
وہی جان ہے وہی جسم ہے یہ ہے راز وہ کہ نہاں نہیں
کبھی کہنا اس کو نہ لامکاں کہ تہ زمین و بر آسماں
وہی ہے عیاں وہی ہے نہاں کہاں اس مکیں کا مکاں نہیں
وہی ہے مکاں وہی ہے مکیں وہی ہے زماں وہی ہے زمیں
یہ خلا نہیں یہ ملا نہیں یہ زمیں نہیں یہ زماں نہیں
وہی شمس ہے وہی ہے قمر وہی اختروں میں ہے جلوہ گر
وہی ہے فلک وہی بحر و بر تیری آنکھ ہو تو کہاں نہیں
وہی ہے مکاں میں بسا ہوا وہی ہے زماں میں رما ہوا
وہی علتوں میں بھرا ہوا کہے کون یہ کہ یہاں نہیں
وہ ہر اک نشان میں ہے نشاں وہ ہر اک مکان میں ہے مکاں
نہ وہ لامکاں نہ وہ بے نشاں کہاں اسکا نام و نشاں نہیں
وہی راس و چپ وہی پیش و پس وہی جز وہی وہی کل ہے بس
اسے دیکھتا ہوں میں ہر نفس ولے مہر تاب بیاں نہیں

سورج نرائن مہر

علم

جب ہم مکتب میں پڑھتے تھے۔ اُستاد ہم کو الف بے تے ٹے پڑھاتے تھے۔ جب حرفوں کی سمجھ آگئی اعراب یعنی زیر و زبر پیش سے کام رہا۔ جب اعراب سمجھ گئے۔ حرفوں کا ملانا سیکھا۔ جب یہ بھی آگیا۔ لفظوں اور جملوں کو پڑھا کئے۔ آخر اُن کی مدد سے کتابوں کے صفحے کے صفحے پڑھتے رہے۔ مگر ابھی تک ہم کو عالم کہلانے کا فخر حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ معنی اور مطالب سے خبر نہیں تھی۔ آخر رفتہ رفتہ جس قدر ہوش اور تمیز آتی گئی۔ اور عمر بڑھتی گئی۔ ہمارے سمجھ میں آتا گیا کہ علم کیا شے ہے۔ اور اسُ کا مقصد کیا ہے۔ اور اس سمجھ کے آتے ہی ہم نے متقدمین اور متاخرین کے تجربات اور مشاہدات سے فایدہ اٹھانا شروع کیا۔ اور پھر اس قابل بنے کہ خود تجربہ اور مشاہدہ کرنے لگے۔ اور اب دُنیا ہم کو عالم کہتی ہے اور ہمارے کلام اور سخن کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

اگر ہم نے تعلیم کے ابتدائی مرحلوں کی بیعزتی کی ہوتی۔ خواہ استاد کے کہنے کو اول جلول سمجھ کر بے پرواہ رہتے تو آج ہم کو مشکل سے پڑھنے لکھنے اور درس تدریس کے فایدہ سے مستفید ہونے کا موقع ہاتھ آتا۔ الف بے تے علم نہیں تھے۔ وہ علم تک پہونچانے کے ذریعے تھے۔ اسُی طرح یہ کتابیں اور نوشتہ جات بھی بطور خود علم نہیں ہیں۔ علم کے ذریعے ہیں۔ یہ سب صرف ذریعے ہیں اور مقصد علم ہے۔ مقصد اور ذریعوں میں فرق ہوتا ہے وہ ایک سے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ اُس کی سمجھ نہیں رکھتے وہ سچے عالم بھی نہیں ہوتے علم کوئی اور شے ہے اور یہ کچھ اور چیز ہیں۔ جس طرح بڑھئی ہاتھ میں بسولا لیکر لکڑی کو کاٹتا ہے۔ اور اس سے خوبصورت مورتی گڑھ کر نکالتا ہے۔ ویسے ہی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اسی طرح اِن ذریعوں سے ہم کو علم تک پہونچنے میں آسانی ہوتی ہے۔

علم کہاں ہے؟ علم کہیں اور جگہ نہیں ہے۔ ہمارے دل میں ہے۔ ہمارا دل ہی دراصل علوم و فنون کا خزانہ اور بھنڈار ہے۔ علم اور کسی جگہ سے نہیں آتا بلکہ وہ ہم میں موجود ہے۔ باہری سامان صرف اُس کے ظاہر کرنے کے ذریعے ہیں۔ جس طرح سنگتراش کا ہتوڑہ ضرب لگاکر پتھر کے اندر سے تصویر نکالتا ہے ویسے ہی تحریک اور ترغیب۔ مطالعہ اور سوادھیایہ سے علم ہمارے اپنے اندر سے نکلتا ہے۔ طالب علم کو کوئی پڑھائیگا کیا؟ صرف تحریک اور ترغیب کا عمل کیا جاتا ہے۔ ذریعے اور اوزار اُس کو دئیے جاتے ہیں۔ تادیب اور تربیت کیجاتی ہے۔ تاکہ وہ اپنے دل کے اندر سے علم کے چھپے ہوئے خزانہ کو برآمد کرے اور اور سچّا عالم ہے۔ اگر اُس کو دل کے اندر داخل ہونے کا راز مل گیا تو وہ عالم ہوگا۔ اور اگر اس سے محروم رہ گیا تو عالم تو نہ ہوگا نقال اور بھانڈ کہلائیگا۔ اور اُس کا سارا پڑھا لکھا طوطے کی ٹائیں ٹائیں فش ہوگی۔ آجکل ہمارے درمیان اس قسم کے پڑھے لکھے بھانڈ بہت ہیں۔ جن کو علم کی خبر نہیں لیکن سُنی سُنائی اور پڑھی پڑھائی باتوں کو دُہراتے رہتے ہیں۔ پلیٹ فارم پر اُن کی تقریریں سُن لو۔ ہربرٹ سپنسر۔ ہکسلے۔ ٹنڈل۔ اور ایرا غیرا بہت سے عالموں کے حوالہ جات دئیے جائینگے۔ مگر یہ نہ ہوگا کہ وہ کچھ اپنی بھی کہیں۔ مانا۔ فلاں فلاں عالموں کی یہ رائے سہی۔ مگر تم نے اپنے طور پر کیا سوچا ہے۔ اور کس نتیجہ پر پہونچے ہو؟ اس کا جواب کچھ نہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ چبائے ہوئے لقمہ کو جو لوگوں نے تھونک دیا ہے اپنے مُنہ میں لیکر چباتے ہیں۔ یہ فضلہ خور ہیں۔ فضلہ خوری کے سوا اور کچھ ان کو نہیں آتا۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اُن کو دنیا میں شانتی نہیں ہے۔ اور نہ انھوں نے سلامتی اور سلامت روی کے اصول

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اصول کی خبر پائی۔ ان عالموں کی نسبت کبیر صاحب کا فتوےٰ یوں ہے۔

پانی ملے نہ آپ کو۔ اورن بخشت کھیر
آپن من نشچل نہیں اور بندھاوت دھیر
ساکھی لائے بنائے کرات اُت اکشر کاٹ
کہیں کبیر کب لگ جیو۔ جوٹھی پتل چاٹ

دُنیا کے اور لوگ چاہے مان لیں۔ لیکن دانا آدمی اس بات کو نہیں مانینگے۔ اصلی علم وہ ہے جو انسان کی ذات ہو۔ اور اُس کے دل کے سرچشمہ سے اُسی طرح نکلتا ہو۔ جیسے پانی گنگوتری سے برآمد ہوتا ہے۔ کتابیں کیا کہتی ہیں۔ اس پر سوال نہیں ہے۔ کتابوں کو آدمیوں نے بنایا ہے وہ اُن کے خیالات اور معلومات کی اصلی تصویریں ہیں۔ اصلی نہیں ہیں۔ آدمی کو کتاب نہیں بنا سکتی۔ مگر آجکل کے ہمارے پڑھے لکھے بابو ایسے بننا چاہتے ہیں جن کو گویا کتابوں نے بنایا ہے۔ علم اگر روح کو آزادی کی طرف لیجاتا ہے تو وہ علم ہے۔ علم اگر غلامی کی زنجیروں سے گرفتار کرا رہا ہے تو وہ علم نہیں کوئی اور چیز ہے۔ دنیا میں اشانتی پھیلی ہوئی۔ کہیں شانتی کا نام و نشان نہیں۔ اور اس پر بھی ناز ہے کہ علم وہنر کا ڈنکا بج رہا ہے۔ ہم میں کتنے آدمی ہیں جو آنند کی زندگی بسر کرتے ہیں؟ کتنے آدمی ہیں جن میں چیتن شکتی کے اوصاف کا ظہور ہے۔ کتنے آدمی نظر آتے ہیں جو اپنی ہستی کو اوروں سے محسوس کرا سکتے ہیں۔ ہر جگہ ایسے آدمیوں کا ابھاؤ ہے۔ اور پھر بھی یہ زعم کہ ہم عالم ہیں اور علم کے مفاد سے بہرہ ور ہیں۔

اگر ہم سے پوچھا جائے تو ہم تو یہ کہیں گے کہ جو علم ہم کو دھوبی کے کُتے کی طرح گھر گھاٹ کا نہیں رکھتا اس کو لیجا کر سمندر میں غرق کر دو۔ جو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

علم ہم کو فضلہ خور بناتا ہے اُس کا مٹ جانا ہی اچھا ہے۔ جو علم ہم کو دُنیا میں کسی اور کا محتاج اور دست نگر کر دیتا ہے اُس کو دیا سلائی لگا کر جلا دو۔ کیونکہ اگر وہ نہ رہیگا تو ہماری ذلت کی حالت نہ رہیگی۔

علم کے متعلق ہم نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ علم صرف ذات کا نام ہے علم طاقت ہے جس سے دنیا کی تمام طاقتیں مغلوب کی جا سکتی ہیں علم روشنی ہے۔ جس کی مدد سے مادہ کے تاریک سے تاریک پردے خود بخود اُدھڑ جاتے ہیں۔ علم ہمت اور اولوالعزمی ہے جس کے سامنے پہاڑ کا پتہ پانی ہو کر بہہ جاتا ہے۔ کیا تم کو ان عالموں میں یہ خوبیاں نظر آتی ہیں؟ جواب ملیگا نہیں۔ اور اس لئے یہ جو کچھ لکھا پڑھا جا رہا ہے علم نہیں ہے جہل ہے۔ علم شئے بہ از جہل شئے اس کو بھی جاہلیت کی ایک دوسری صورت سمجھو۔

علم کیا ہے؟ علم ذات کا گیان ہے۔ اس جواب کو ایک صاحب کمال صوفی نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:۔

جانِ جملہ علمہا این است این ۔ کہ بدانی من کیم در یوم دین
قیمتِ ہر کالہ میدانی کہ چیست ۔ قیمتِ خود را نہ دانی ابلہی ست

اس کا بُرا بھلا خلاصہ یہ ہوگا کہ تمام علوم و فنون۔ فلسفہ و سائینس صنعت و حرفت کا سدہانت یہ ہے کہ انسان کو ذہن نشین ہو جائے میں کیا ہوں۔ میری اصلیت کیا ہے اور مجھ میں کیا اوصاف ہیں۔ لوگ ہر چیز کی قدر و قیمت جانتے ہیں لیکن اپنی حیثیت نہیں پہچانتے ان سے کہو کہ تم نپٹ اناڑی اور پرلے درجہ کے نادان اور بیوقوف ہو۔

جن کو اپنی ذات کا علم ہوتا ہے وہ تہذیب و تمدن کی چوٹی پر نظر آتے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہیں۔ جن کو اپنے آتما کا گیان ہے وہ ہر شے پر اپنا عکس ڈالتے ہیں اور کسی سے منعکس اور متاثر نہیں ہوتے۔ رام کو اپنے آتما کا گیان تھا۔ دُنیا کی سب سے بڑی طاقت کو محض بندر اور ریچھوں کے ذریعہ مغلوب کر دیا۔ اور دنیا کو دکھا دیا کہ طاقتور انسان کس طرح حقیر اور ذلیل شے کو اپنی طاقت دیکر بڑی سے بڑی شہزور طاقت کو نیچا دکھا سکتا ہے۔ بھگیرتھ میں اپنی ذات کا علم تھا۔ آکاش سے گنگا کو مجبور کیا کہ بھارت ورش کے خطوں کو سیراب کرے ہمالیہ نے اس گنگا کو بارہا اپنے کندراؤں کے سینہ میں چھپانا چاہا۔ مگر آتم گیانی نے اس کے سینہ کو چاک کر کے اُلٹی بہنے والی گنگا کو سیدھے بہایا۔

اولوالعزمان دانشمند جب کرنے پر آتے ہیں
سمندر پھاڑتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

آتم گیانی ہی سچا عالم سچا پنڈت دانشمند اور سچا طاقتور ہے۔ جس کی طاقت کے سامنے دنیا کو تعظیم کا سر جھکانا پڑتا ہے۔ بُدھ دیو کیا تھے؟ ایک معمولی حیثیت کے سادھو۔ مگر دنیا کو مغلوب کر لیا۔ شنکراچاریہ کی کیا حیثیت تھی؟ ظاہرا ایک کمزور بے سروسامان ودیارتھی تھے دیکھتے دیکھتے اپنی فضیلت کا ڈنکا بجا گئے۔ تم سمجھتے ہو۔ ان کے کوشش کا دائرہ صرف بھارت ورش تک محدود تھا۔ نہیں۔ تواریخ کے صفحات اور دوسری قوموں کے نوشتہ جات کو پڑھو۔ بُدھ نے پچیس برس کے پرچار میں کُل ایشیا کو فتح کر لیا تھا۔ شنکر نے بتیس برس کی عمر میں فارس وغیرہ کی زبردست طاقتوں پر اپنا اثر ڈال لیا تھا۔ یہانتک کہ زردشت نبی کو اپنے مذہبی نسخہ ژند میں اُن کی بزرگی تسلیم کرنی پڑی ہے۔ اور وہ اپنی کتاب میں اُنکو چنگر گھاچہ کا نام دیتا ہے۔ جو شنکراچاریہ لفظ کی بگڑی ہوئی صُورت ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تعجب کی بات ہے کہ شنکر نے سات برس کی عمر میں اُپ نشدوں کی تفسیر لکھی۔ جو کچھ کرنا تھا۔ بیس بائیس برس کی مدت میں کر لیا۔ اور اپنی زندگی کے مشن کو پورا کر کے صرف تیس برس کے زمانہ میں دنیا سے کوچ کر دیا۔ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں ہے کہ چند ہی سالوں کی اشاعت میں گوتم بدھ کے خیالات کُل دنیا میں پھیل گئے۔ یہ انسان تھے۔ یہ عالم تھے۔ یہ برہم گیانی تھے۔ یہ اپنے آتما کے بل کو جانتے تھے۔ تم ان کے علم کو علم کہہ سکتے ہو۔ باقی اوروں کا علم علم نہیں ہے۔ جہل ہے بلکہ جہل مرکب ہے۔ کولھو کے بیل کی طرح دن بھر چکر لگاتے رہتے ہیں اور آخر جہاں تھے وہاں ہی پڑے رہتے ہیں نہ ان کے کام کا کسی پر اثر پڑتا ہے۔ نہ اُن کی دین و دنیا میں عزت ہوتی ہے۔ بس ظاہر ہے کہ یہ فضلہ خور ہیں۔ جھوٹے ہیں۔ جھوٹ کھانے والے اور دوسروں کا چبایا ہوا لقمہ چبانیوالے ہیں۔ خود دکھی ہیں اوروں کو دُکھی کرتے ہیں خود نادان ہیں اوروں کو نادانی کے چاہ مصیبت میں پھنساتے رہتے ہیں۔ کوتاہ بیں ناعاقبت اندیش۔ ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ ہمارے کام کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اپنے اوپر بھروسہ نہیں۔ اپنے پاؤں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں۔ دوسرا اُن کو روٹی دے تو یہ کھائیں۔ دوسرا ان کو کپڑے پہنائے تو یہ کپڑے پہنیں۔ یہ کھونٹے سے بندھے ہوئے مویشی ہیں جو اوروں کے لائے ہوئے چارہ کو چباتے ہیں اور بار بار اسی کی جگالی کرتے رہتے ہیں۔ مجھ سے کبھی نہ کہو کہ یہ عالم ہیں۔ میں ان کو جاہلوں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ یہ وید کے منتروں کا ڈینگ مارتے ہوئے فٹ بال کی طرح ٹھوکر کھا کھا کر ادھر سے ادھر لڑھکتے ہیں۔ یہ اُپنشدوں کا حوالہ دیتے ہوئے ذرہ سی آزمائش کے وقت ایسے پھسل پڑتے ہیں کہ منہ کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بل گمر جاتے ہیں اور دُنیا ان پر ہنستی ہے۔ اگر وید اور اُپ نشد کی تعلیم کا یہ نتیجہ ہے۔ تو اُن کو دور سے سلام کرنا چاہیئے۔ مگر اس میں وید اور اُپنشد کا قصور نہیں ہے۔ قصور اُن کی کمظرفی اور کوتاہ بینی کا ہے۔ جب تک وید خود انسان کے ذاتی عمل میں نہ بولیں وہ وید کب ہیں جب تک اُپ نشد کی لافانی صدا انسان کے دل کے گنبد میں نہ گونجے وہ اپ نشد کب ہیں۔

معمولی عالموں کا ہمارے یہاں یہ حال ہے۔ تم نے دیکھ لیا اُن کے علم میں جان اور طاقت نہیں ہے۔ ان کا رُخ موت اور کمزوری کی طرف ہے۔ کیا اب بھی تم کو ایسے علم اور ایسے عالموں پر وشواس کرنا چاہیئے ؟ دوسری طرف جو برہمہ گیانی کہلاتے ہیں۔ روٹیوں کے لئے در در مارے پھرتے ہیں۔ نہ کوئی اُن سنتا ہے نہ اُن میں طاقت ہے کہ وہ اپنے برہمہ گیان کا اثر دوسروں کے دلوں پر ڈال سکیں۔ اُن کی نسبت کبیر صاحب کی بانی یوں کہتی ہے۔

پڑھ لکھ کر سمجھاوہیں من نہیں دھائے دھیر
روٹی کا سنشے پڑا یوں کتھ کہیں کبیر

روٹیوں کے کتے برہمہ گیانی نہیں ہوتے۔ برہمہ گیانی ہیں تو شیر کی ورتی ہوتی ہے۔ شیر زندہ شکار مار کر کچھ خود کھا لیتا ہے باقی کمزور اور ذلیل گیدڑ اور لومڑیوں کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ تم خود اپنی آنکھوں دیکھ لو۔ یہ شیر ہیں یا کمینہ گیدڑ اور مکار لومڑی ہیں۔ اُنہوں نے ویدانت کے نام کو بٹہ لگایا۔ سمجھ بوجھ خاک نہیں۔ مگر "اہم برہمہ آسمی" کی صدا بلند ہے۔ "تتو مسی" کے شور سے اپنے و دوسروں کے دماغ کو پراگندہ کر رہے ہیں۔ کیا اندھیر کی بات ہے کہ جو تعلیم مغز حقیقت تک پہونچانے والے انسان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کو ذات کا علم بخشنے والی اور شانتی اور آنند دینے والی تھی وہ آج ان بیہودہ بکنے والوں کی وجہ سے اس قدر بدنام ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ فضلہ خور اس کے تتو کو اور اس کے سار کو نہیں سمجھتے نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں اگر انگریزی پڑھے ہوئے بابو ہربرٹ سپنسر وغیرہ کے بچے کھچے جوٹھ کو چباتے ہیں تو یہ ویدانتی ویاس اور وسشٹ کے پتل چاٹتے ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہے۔ نہ یہ اپنے دل کے کتب خانہ میں داخل ہو کر علم کے اصلی روپ کے پہچاننے کی قابلیت رکھتے ہیں نہ اس کو اپنا کر سکتے ہیں۔ یہ بھوکی کہتے ہیں۔ ان میں انبھو نہیں ہے۔ یہ بھوساگر کی لہروں کے کشمکش میں تھپیڑے کھا رہے ہیں نہ آپ تر سکتے ہیں نہ اوروں کو تار سکتے ہیں۔

سنسکرت میں ایک شلوک آتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہو گا کہ "اور شاستر اس وقت تک گیدڑوں کی طرح شور مچایا کرتے ہیں جب تک ویدانت کا شیر اٹھ کر صدا نہیں بلند کرتا۔ اس کے اٹھنے کی دیر ہے۔ پھر یہ سب دم دبا کر دبک رہتے ہیں اور اس کے سامنے آنے کی جرات نہیں کرتے" یہ ویدانت ہے یہ برہمہ گیانیوں کا علم ہے۔ جس کی تعریف میں گورو نانک صاحب کے گرنتھ میں صفحوں کے صفحے رنگے پڑے ہیں۔ ویدانت لفظی گورکھ دھندا نہیں ہے۔ ویدانت اصطلاحوں کا بنڈل نہیں ہے وہ مغز حقیقت ہے باقی سب گوشت اور پوست ہیں بلکہ خشک ہڈیاں ہیں۔ جن کو کتے چبایا کرتے ہیں۔ برہم گیانی نہ کبھی لفظوں کے جال میں پھنسا نہ اوروں کو پھنساتا ہے۔ نہ وہ خود گمراہ ہے نہ اوروں کو گمراہ کرتا ہے۔ وہ سچائی کو دیکھتا ہے۔ وہ خود سچائی ہے اور بھولے بھٹکے انسان اس کی ذات

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گے لافانی مشعل کے نور سے سچا راستہ پا جاتے ہیں۔ ایک صوفی کو اس کی خبر ملی۔ وہ مغز حقیقت کی طرف رجوع ہوا۔ اور اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کر گیا۔

من ز قرآن مغز را بر داشتم　　استخوان پیش سگان انداختم

اگر چراغ کے پاس بیٹھنے سے دکھائی دے جاتا ہے۔ اگر امرت پان کرنے سے زہر کا خوف نہیں رہتا تو ہم کیسے مان لیں کہ برہمہ گیان کو پاکر بھی انسان باطل پرستی اور بیہودہ مزخرفات کا والہ وشیدا ہو سکتا ہے۔ مگر ہم نے یہ بتا دیا کہ یہ بھکمنگے گیروا بستر پہننے والے نہ تو ویدانتی ہیں نہ برہمہ گیانی ہیں۔ ان میں سے کسی کو شنکراچاریہ کی ٹیک ہے کوئی رامانج کے نام کا شیدائی ہے۔ اِن میں سے آتم نشٹھ اور برہمہ نشٹھ کوئی بھی نہیں ہے۔ صاحب کمال صوفی اِن کی حالت دیکھ کر کہتا ہے۔

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند　　روز و شب در بق بق و در زق زق اند

تو چہ دانی سرِ حق از جاہلی　　تو گرفتاری ابوبکر و علے

انسان میں اصلیت ہونی چاہئے اصلیت پرستی انسان کا خاصہ ہے محض اس بات پر وشواس کر لینا کہ یہ شنکر یا رامانج کا مت ہے۔ سخت غلطی ہے۔ بھائی! وہ تو جو کہنا تھا کہہ گئے۔ تو اپنی کیا کہتا ہے۔ تیرا بھی کچھ انبھو ہے یا یوں ہی اناپ شناپ سناتا رہتا ہے۔ تو نے خود کیا ساکشاتکار کیا۔ شنکر اور رامانج کا زمانہ گیا۔ وہ وقت اور تھا۔ اب اور وقت ہے۔ زمانہ بدل گیا۔ خیالات بدل گئے۔ مقتضار وقت کی بات کیوں نہیں کہتا کیوں گھٹ پٹ کے درشٹانتوں کے کھٹ پٹ میں پڑا ہے۔ ویدانت کتاب میں نہیں ہے ویدانت تو اپنی ذات ہے۔ جو وید کا انت ہے وہی آتما ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جو آتما ہے وہی وید کا انت ہے۔ یہ ویدانت کی اصلی حقیقت اور اصلی حیثیت ہے۔ ہم تقلید کے قایل نہیں۔ ہم نقل کرنے کے عادی نہیں۔ تقلید اور نقل دونوں گمراہی کی علامتیں ہیں۔ عالم معرفت نہ آراید تا کارش بہ کفر نہ انجامد

عبادت بہ تقلید گمراہی است خنک رہروے را کہ آگاہی است

جن کو ویدانت سے تعلق ہے وہ ان باتوں پہ ذرہ غور کریں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ وہ نفس مطلب کے سمجھنے میں غلطی نہ کرینگے۔

ویدانت دُنیا کا سچا اور اکیلا علم ہے۔ اور سارے علم خواہ وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔ اُس کے پیٹ میں رہتے ہیں یہ کسی کا بر ودھی نہیں ہے۔ مگر وہ کہتا ہے کہ میں علم کی روح ہوں اور جتنے علم و ہنر ہیں سب کی حیثیت ویدانت کی نسبت وہ ہے جو الف بے تے کی کتابوں کے ساتھ ہے۔ وہ سب ذریعے ہیں۔ یہ سب کا مقصد ہے اور سب جسم و عضو ہیں یہ سب کا انتریامی آتما ہے۔ اور وہ کتاب میں نہیں ہے انبھو میں ہے۔ اور اپنی ذات ہے کیونکہ کتابوں کا خاتمہ وید تک ہو جاتا ہے۔ وید دنیا کی ہوالاول ہوالاخر کتاب ہیں۔ یہاں آ کر پھر کتب خانوں کی حد ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد علم ذات کی سرحد شروع ہوتی ہے اور یہ علم ذات ویدانت ہے۔

مبارک ہیں وہ لوگ جو ویدانت کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کیونکہ سچائی کچھ اُنہیں کے پلّے پڑیگی۔

کہنا تھا سو کہہ چکے اب کچھ کہا نہ جائے
ایک بھیا دو جا گیا۔ دریا لہر سمائے

میں کیا ہوں؟

یہ کائنات ہوئی ہست میری ہستی سے
مجھی سے عالم امکان کا منتظم ہے نظام

میں بحر لا تمنا ہی ہوں اُٹھتے رہتے ہیں
حباب و لجہ گرداب و موج مجھ میں مدام

میں آپ دیدۂ بینا ہوں یہ جہاں ہے خواب
مجھی سے مُہیت ہے ہر چیز کہ جسمیں اسکو کلام

دکھاتے کیا ہو زمین و فلک کے نظارے
بسی ہوئی ہے مجھی سے یہ کائنات تمام

مرے ہی نور سے خورشید و ماہ روشن ہیں
مرے ہی رنگ سے رنگیں ہے سحر اور شام

مری نگاہ کی چشمک ہر اک ستارہ ہے
سپہر جس کو سمجھتے ہو وہ ہے میرا بام

مرے خیال کی وسعت خلا میں پھیلی ہے
ہوا کی سرعت رفتار میں ہے میرا خرام

نہ آندھیاں انہیں جانو کہ یہ ہیں سانس مرے
نہ ابر تم اسے کہنا کہ میرا فیض ہے عام

فضائے بحر مسکن سکون قلب مرا
جبیں کے بل مرے طوفان و باد جنکا نام

زمین روکش خلد بریں مجھی سے ہے
ہر ایک شے کو مجھی سے ہے یاں ثبات و قیام

میں کوہسار میں گر ہوں بلندیٔ رفعت
تو مرغزار میں نزہت ہوں اور طراوت نام

مرا جمال بہار چمن کا نظارہ
مرا جلال بیاباں کا خوفناک مقام

کہیں نسیم ہوں میں جس سے جا میں جان آئے
کہیں میں پھول کی بو جس سے عطر بیز مشام

طیور میں مری مستی کہ وہ ہیں زمزمہ سنج
وحوش میں ہے مری حرکت کہ وہ ہوئے خوش گام

مجھی سے آدمیوں کی ہے عقل و فہم و خرد
شرف ہے جس سے انہیں جس سے سب ہیں انکے غلام

غرض شمار کہاں تک کروں کہ سب میں ہوں
ہر ایک شکل مری ہے ہر ایک میرا نام

کوئی جگہ نہیں مجھ سے کبھی کہیں خالی
بھرے ہوئے ہیں رگ و ریشے اور سب کے مسام

تری کلام کا اے مہر لطف مجھ سے ہے
مجھے سے تو ہوا شیریں نوا و شیریں کام

سورج نرائن مہر

سولہہ کلا کے کرشن

سری کرشن چندجی کو برہمہ کا سولہہ کلا کا اوتار کہا جاتا ہے۔ اور اس خصوصیت میں اُن کو اور تمام اوتاروں میں فوقیت اور فضیلت کا رتبہ دیا جاتا ہے جہاں تک مہابھارت کے نوشتہ جات اور شریمد بھاگوت کے استعارات کا تعلق ہے۔ کرشن بھگوان کو مکمل بنانے اور مکمل دکھانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس میں شک بھی نہیں ہے کہ وہ کوشش کسی حد تک کامیابی کی حد تک پہونچی ہے "کسی حد تک" کا لفظ ہم اس لیئے استعمال کرتے ہیں کہ جیسی چاہیئے۔ ویسی کامیابی ان کتابوں کے لکھنے والوں کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب بھگوان سری کرشن کی زندگی کے تمام مدارج کو طالب علمی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اُس پر سوال کیا جاتا ہے تو جواب ملتا ہے کہ کرشن بھگوان صرف کمسنی کے زمانہ میں کنس کے مارنے کے وقت تک سولہہ کلا کے تھے۔ پھر وہ بارہ کلا کے رہ گئے۔ اور آخری وقت پرم دھام سدھارتے سمے صرف آٹھ کلا کے تھے۔ یہ جواب بہت کمزور ہے اس کے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم سے اگر پوچھا جاوے تو ہم شروع سے آخر تک کرشن بھگوان کو سولہہ کلا کا ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور اس میں کلام بھی نہیں ہے کہ وہ مکمل تھے۔ اور پورے سولہہ کلا کے تھے۔

جس وقت یودھشٹر مہاراج نے راجسو یگیہ کا کام کرنا شروع کیا۔ تمام دیش دیشانتر کے رشی منی راجے مہاراجے موجود تھے۔ مگر سب کے خیر مقدم کرنے کی خدمت کرشن بھگوان کو سپرد ہوئی۔ بھیشم سب سے زیادہ بزرگ تھے۔ پرماتما کے بھگت تھے۔ رشی راج تھے۔ ساری دُنیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ان کی تعظیم کرتی تھی۔ یودھشٹر سب سے زیادہ پرتاپی راجہ تھے۔ نیک تھے۔
ست بادی تھے۔ دہرم راج تھے۔ سب کے دلوں میں ان کے لئے جگہ تھی
درونا چاریہ سب کے استاد تھے۔ براہمن تھے۔ آچاریہ تھے۔ پانڈو اور کورو
دونوں نے اُن سے تعلیم پائی تھی۔ سب اُن کو مانتے تھے۔ دہرتراشٹر خاندان
کے بزرگ تھے۔ سب کچھ تھے۔ ان میں سے کسی کو وہ خدمت نہیں دیگئی اور
جب یودھشٹر نے بھیشم سے سوال کیا اُنہوں نے سری کرشن بھگوان کی طرف
اشارہ کیا اور اس کام کے لئے ان ہی کو سب سے زیادہ قابل ترجیح سمجھا۔
یہ اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ اُن کی زندگی ہی میں لوگ اُن کو کس
نظر سے دیکھنے کے عادی تھے۔ ششوپال کو جو کرشن مہاراج کا رشتہ کا بھائی
تھا۔ یہ فوقیت اور ترجیح پسند نہیں آئی۔ اُس نے حسد اور رقابت کی وجہ سے
کرشن کو ۱۰۱ مرتبہ گالیاں دیں اور اُس کی سزا میں اس کی جو حالت ہوئی
وہ سب کو معلوم ہے۔ محتاج بیان نہیں۔ اُس کی سزا اس بات کی سند
ہوگی کہ کرشن بھگوان اپنے زمانہ ہی میں سب میں زیادہ ممتاز اور قابل تعظیم
سمجھے جاتے تھے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ میرے دانست میں یہ بہت
بڑی بات ہے۔ بہت سے انسان لایق و فایق سب کچھ ہوتے ہیں اُن کی
زندگی میں اور اُن کے وطن میں اُن کی عزت نہیں ہوتی یہ گھر کا جوگی جوگڑا
آن گانوں کا سدھ ہ، مگر کرشن بھگوان کی شخصیت اور حیثیت مستثنیات سے
تھے۔ گیانی دھیانی۔ عالم پنڈت۔ رشی منی۔ راجے مہاراجے سب اس بات
کو جانتے اور مانتے تھے کہ کرشن بھگوان سب پر فوقیت کا درجہ رکھتے ہیں
اور یہ کیوں؟ وجہ یہ ہے کہ پورے سولہہ کلا کے تھے۔
جو شخص پورے سولہہ کلا کا ہوگا وہ مکمل ہوگا۔ مکمل شخصیت کو انسان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں کہتے وہ فوق البشر یا فوق الانسان کہلاتا ہے۔ اور اُس سے کسی کام میں غلطی یا قصور واقع نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے۔ کہاں کس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اور جو شخص موقع و محل کو جان کر موقع اور محل کے موافق کام کرتا ہے وہ انسانی گروہ میں عزت پانے کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اور وہی سب کا مدار علیہ ہوتا ہے۔ اُس کا سب اعتبار کرتے ہیں۔ اس کو لغزش اور ناقص کمزوریوں سے آزاد سمجھتے ہیں۔ اس میں انصاف رہتا ہے۔ اس میں اعتدال پسندی کی روح رہتی ہے۔ اور وہ جانتا ہے کس وقت انتہائی درجہ کی کارروائی کی جاتی ہے۔ جن میں غرور ہے۔ نخوت ہے۔ بزدلی ہے۔ وہ منصف نہیں ہو سکتے اور جن میں انصاف نہیں ہوتا ان کی روح خوبصورت نہیں ہوتی کیونکہ انصاف اصل میں خوبصورتی کا مرادف ہے۔ جس کے نقطہ نگاہ سے ہر چیز موقع موقع پر اپنے موزونیت کے لحاظ سے قایم رہے۔ اس سے زیادہ تعریف نصافت کی نہیں کی جاسکتی۔ کرشن بھگوان میں یہ وصف کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ لوگوں کی آنکھیں اندھی نہیں تھیں اُنہوں نے کرشن کو دیکھا اور اُن کو اس زمانہ کے تمام رشی اور منیوں پر۔ براہمن اور کشتریوں پر۔ جوگی اور جتیوں پر فوقیت دی اور وہ اس فوقیت اور ترجیح کے مستحق تھے۔

عام طور پر دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کسی آدمی کا دل بہ مقابلہ دماغ کے زیادہ نشو و نما پا جاتا ہے اس میں دلی جذبات بمقابلہ دماغی جذبات کے زیادہ ہوتے ہیں۔ کسی کی عقلی طاقت دلی طاقت سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اس میں عقلی جذبات زیادہ ہوتے ہیں۔ دیکھو ترازو کا پلہ برابر نہیں ہے۔ اس سے انصاف کی اُمید کبھی نہ رکھنا۔ یہ ناقص انسان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ مکمل نہیں ہے۔ نہ اس کی بات پر کبھی جانا۔ دلی جذبات کا انسان ضرورت سے زیادہ رحمدل نیکدل اور دردمند ہوگا۔ عقلی جذبات کا انسان ضرورت سے زیادہ ممکن ہے سخت دل سنگدل اور بیدرد ہو۔ دونوں میں نقص ہے دونوں کی نگاہیں جدا جدا ہیں۔ دونوں سے اعتدال پسندی جو نظام قدرت کی جان ہے۔ کوسوں دور رہیگی وہ انتہائی درجہ پر نشست رکھتے ہیں اور اپنے جذبات کے غلام ہیں۔ ان سے کبھی امید نہیں ہوسکتی کہ وہ دل اور عقل کے پلڑوں کو مساوی رکھ سکیں اس لئے وہ مکمل نہیں ہونگے۔ اور نہ اس قابل ہیں کہ انصاف کے مسند پر بٹھائے جائیں ان کا فیصلہ یک طرفہ ہوگا وہ یکطرفہ ڈگری دیدینگے۔ اور دنیا کبھی ایسے جج یا منصف کے فیصلہ کو پسند نہ کریگی۔ کیونکہ ان کے اجلاس میں انصاف کے خون ہونے کا خوف ہوگا۔ انصاف تو وہاں ہوتا ہے جہاں ترازو کے پلڑے برابر ہوں یہ خصوصیت ابتک صرف کرشن بھگوان میں دنیا نے دیکھی ہے اور اس لئے اگر ان کو اوتار نہ بھی مانا جائے تو تواریخی نوشتہ جات کے موافق وہ ابتک کے تمام پیدا شدہ انسان میں اس نظر سے اکیلی نظیر ہیں اور یہ وجہ ہے کہ ان کو پورن سولہہ کلا کا کہا گیا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کرشن بھگوان نے یودھشٹر کو کہا تم کوئی برا انسان تلاش کر لاؤ۔ اور دریودھن سے کہا تم اچھا آدمی ڈھونڈھ لاؤ۔ دونوں گئے کچھ عرصہ کے بعد یوں ہی اکیلے واپس آئے۔ بھگوان نے پوچھا۔ کیوں تم تن تنہا کیوں آئے۔ یودھشٹر بولے۔ مہاراج! میں نے بہت جگہ ڈھونڈھا کوئی آدمی ایسا نہیں ملا۔ جس میں کچھ نہ کچھ نیکی نہ ہو۔ میں اس کو برا نہیں کہہ سکتا۔ کوئی آدمی دنیا میں برا نہیں ہے۔ دریودھن نے کہا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اچھا انسان کہیں بھی نہیں ہے سب میں کوئی نہ کوئی عیب ہے اس لئے
میری تلاش ناکامیاب رہی۔ کرشن ہنسے۔ یودھشٹر سے کہا۔ اگر یہ بات ہے
تو پھر راج میں جیلخانے اور عدالتیں کیوں قایم ہیں اور دریودھن سے بولے
تمہارے کہنے کے موافق دنیا میں کوئی بھگت اور مالک کا پیارا نہ ہونا چاہیئے
مگر ہر جگہ بھگتی اور نیکی کی صدا گونج رہی ہے۔

اس قصہ میں اور کرشن بھگوان کے کلام میں ہمارے ایسے آدمیوں
کے غور اور فکر کے لئے کس قدر سامان موجود ہے۔ تم کو درشانت کے صرف
ضروری انگ کے طرف نگاہ رکھنا چاہیئے۔ زیادہ بھکنے میں نقصان ہوگا۔
اسی ایک مثال میں اُن کی وسیع نظری کا سامان نظر آئیگا۔ اور تمہارے
دل میں وقعت ہوگی کہ کرشن جی کی شخصیت کیسی تھی۔

موقع اور ضرورت کے وقت جس کا دل بجر سے بھی زیادہ سخت ہو۔
اور موقع و ضرورت کے وقت جس کا دل موم سے زیادہ نرم ہو۔ وہ مکمل
کہلایا جاسکتا ہے۔ معمولی انسان میں یہ خاصہ کہیں نظر نہیں آتا۔ کرشن
بھگوان کی اعلےٰ تعریف یہ تھی کہ وہ جیسا یوگیہ برتاؤ کرنا چاہتے تھے۔

کرشن کی شخصیت کا بہترین مطالعہ صرف بھگوت گیتا ہے۔ اس
چھوٹی مگر دُنیا میں سب سے وسیع کتاب میں کرشن بھگوان کی اصلیت
اور ان کے اصلی روپ کا درشن ہوتا ہے۔ تم نہ تو مہابھارت سے ضخیم
پوتھی کو ہاتھ لگاؤ۔ نہ شریمد بھاگوت کے استعارات پر جاؤ۔ صرف گیتا
پڑھو اور اسُ کے ورقوں میں۔ اسُ کے شلوکوں میں اس کے لفظوں
کے بین السطور میں کرشن مرآری کی چمکتی ہوئی پورن سولہہ کلا کی مورتی
نظر آویگی۔ اور تم رفتہ رفتہ سمجھنے لگوگے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اس

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گننے سے میرا مقصد کیا ہے۔ گیتا کو طالبعلم کی نگاہ سے پڑھو۔ تب تم کو اس سولہہ کلا کا بھید ملیگا۔ اور اگر یوں ہی ورق گردانی کرتے ہو۔ تو تمہارا بھی حال ویسا ہی ہوگا جیسے نوسو ننانوے گیتا پڑھنے والوں کا ہوتا ہے۔

نہ محقق بود نہ دانشمند چارپائے بر و کتابے چند

انسان جو پڑھے اُس کو کچھ گُنے بھی۔ ورنہ وہ پڑھنا بے سود ہے۔ طوطے کی رٹن ہے۔ طوطا ساری عمر رام رام کہتا رہا۔ آخر میں بلی نے پنجہ سے گردن مروڑ دی۔ اور گنگا رام کی ٹائیں ٹائیں فش ختم ہو گئی۔

کرشن بھگوان کی مبارک ذات پر حملہ کرنے والے نادان اُن کو مُتہم کرتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے بھارت کا ناش لگ گیا۔ تم جانتے ہو۔ میں ایسے نادانوں کو کیا کہتا ہوں؟ میں ان کو اندھے کی ستری سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں پر پٹی چڑھا رکھی ہے۔ اندھے دہر تراشٹ کی ستری نے بھی کرشن کو مطعون کیا تھا۔ ورنہ سارے مہا بھارت میں جتنے عقلمند دوست و دشمن تھے کبھی کسی نے اس ذات پاک کو مُتہم قرار نہیں دیا۔ آجکل کے نادان نکتہ چین بھی اندھے کی ستری سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ یہ چراغ کے تلے اندھیرے کو تو شاید دیکھ بھی لیتے ہیں۔ مگر چراغ کو اور چراغ کی روشنی کو نہیں دیکھتے۔

کرشن بھگوان کی خوبی بیان کرنے کے لئے شیش ناگ کو اور بھی ہزاروں زبان کے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور شاید اس پر بھی وہ ان کی خوبیوں کا نغمہ نہ گا سکے۔

سات سمندر مس کروں ۔ لکھنی سب بن رائے
کہیں کبیر کیا کیجئے ۔ گورو گن لکھا نہ جائے

سیاہی[1] قلم[2] جنگل[3]

زمین سب دہرتی کاغذ کروں - لیکھن سب بن را ئے
سات سندھ کا مس کروں - گورو گن لکھا نہ جائے

تم نے کرشن مہاراج کی سخت دلی کی تصویر کچھ کچھ دیکھ لی اُنہوں نے مہابھارت کی لڑائی لڑ ہی - کورو پانڈو کا ناش ہو گیا۔ شیشوپال جراسندھ کو مار دیا - اپنی خاص اولاد سے دُنیا کی سطح کو پاک کر دیا - مگر اُن کی رحمدلی کی نظیریں و مثالیں بھی اُن سے کم نہیں ہیں - لڑکپن سے لیکر تا دم واپسین ان کے بھگت بتسلتا کو دیکھو - کھیلتے کھیلتے گیند جمنا میں گر جاتی ہے - گوال بال رونے لگ جاتے ہیں - اور وہ کالے ناگ کا خوف نہ کر کے گہری جمنا میں کود پڑتے ہیں - اور سانپ کے پنجوں سے بچ بچا کر گیند کو صاف نکال لاتے ہیں - اور اپنے ساتھ کھیلنے والے بچوں کے تفریح و خوشی کا سامان دم کے دم میں موجود کر دیتے ہیں -

سوداما غریب براہمن جس کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے ہیں بدن سے بدبو آرہی ہے - غریب کو کہیں ٹھکانا نہیں ملتا - روٹیوں کا محتاج ہے کسی وقت کرشن کے ساتھ پڑھتا تھا - سُنا کرشن دوارکا کے راجہ ہیں - ہم مکتبی کے خیال سے ملنے آتا ہے - کرشن دوڑ کر اس کو گلے لگا لیتے ہیں اپنے ساتھ سنگھاسن پر بٹھاتے ہیں اور رکمنی اور ست بھاما رانیوں کو ساتھ لیکر اس کو خود نہلاتے ہیں اور اس خیال سے کہ اس کا شرم و حجاب دور ہو جائے اس کی چاولوں کی پوٹلی کو چپکے نکال کر اپنی رانیوں کے ساتھ مل کر کھا لیتے ہیں اور اس کو مالا مال کر دیتے ہیں -

کرشن بہ حیثیت سفیر دریودہن کے دربار میں صلح کرانے جاتے ہیں اُس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر راجہ یودہشٹر کے نایب ہونے کی وجہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سے باوجود دہرتراشٹ کی منت کے اُس کی دعوت نہیں قبول کرتے اور اپنے بھگت بدرجی کے یہاں جاکر بغیر نمک ملا ہوا اُبالا ساگ کھا لیتے ہیں۔ اور اُس کو غذاء روح کا خطاب دیتے ہیں۔

چیر اُتارتے وقت دروپدی چلاتی ہے۔ دُشّاسن اُس کو ننگا کرتا ہے کوئی مددگار نہیں۔ کسی کا آسرا نہیں۔ وہ کرشن کو پکارتی ہے۔ کرشن دوارکا میں ہیں۔ وہاں دروپدی کا خیال جاتا ہے اور کرشن محض قوت خیال کی مدد سے اُس کے آڑے کام آتے ہیں اور چیر بڑھتی جاتی ہے۔

کوتاہ اندیش نکتہ چین اس کو نہیں سمجھ سکتا کہ خیال کی دھار سے کس قدر انسان دور رہ کر دوسروں کی مدد کرتا ہے۔ اب بغیر تار کے خبر پہنچائی جاتی ہے۔ کیا آتم گیان والوں کے لئے یہ ناممکنات سے ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خیالات کا تبادلہ نہ کرسکیں؟ اور مصیبت کے وقت کام نہ آئیں؟ ایسا ہوتا ہے۔ ایسا ممکن ہے۔ تم مانو یا نہ مانو۔ میں خود خیالات کی دھاروں کی تموج کو آنکھوں سے دیکھتا ہوں انسان جب کبھی چاہے خیالات کی دھار کو دور بھیج کر کام کرسکتا ہے۔ کرشن اور دروپدی کا تو کہنا کیا ہے۔ اب بھی اس طرح اکثر مہاتما اپنے شاگردوں کو ہزاروں کوس تک رہ کر فاصلہ سے وحدانیت کا سبق پڑھاتے رہتے ہیں۔

پرم پورش سم گورو کو جان
بن جب بتیا کہیں بچن سو جان
شیخ افغان است و بے آلت چو حق
با مریدان داد بے گفتن سبق
جو گورو بسیں بنارسی ششیہ سمندر تیر

ایک پلک بسرے نہیں جوگن ہوئے شریر

جو سچا آدمی چاہے اب بھی اس کا تجربہ کر سکتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ سائنیس خود اپنی ترقی کے سلسلہ میں اس معمہ کو حل کرتی جاتی ہے۔ جس کا دیباچہ بغیر تار کے خبر رسانی کا ذریعہ ہے۔ کرشن نے اس طرح دروپدی کی مدد کی تھی۔

اس قسم کی مثالیں بہت ہیں۔ اگر غور کی آنکھ سے بھاگوت پڑھ سکتے ہو۔ تو پڑھو۔ تم بغیر متاثر ہوئے نہ رہ سکوگے۔

کرشن بھگوان میں ترقی اور سختی اس طرح کی تھی۔ اور یہ مکمل شخصیت کی وصف ہے۔ تم سوال کروگے کہ اس کا باعث کیا ہے؟ میں جواب دونگا۔ کہ کرشن دنیا میں بہترین مریادا پرشوتم تھے وہ مریادا کی بنیاد قایم کرنے آئے تھے۔ ان پر فرض تھا کہ مریادا کے سارے پہلو کو مضبوط کرتے۔ وہ وشنو کے اوتار تھے۔ وشنو سنسار کا منتظم ہے۔ اور اس کے اوتار کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقررہ آئین اور قانون کا سختی کے ساتھ عملدرامد کرے۔ اور کرشن جی نے پورے طرح پر اس کو دکھادیا جو کسی اور وشنو کے اوتار میں نظر نہیں آیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ پورن سولہہ کلا کے اوتار کہلاتے ہیں۔

مجھ کو گمان ہے میرے پڑھنے والے کہینگے کہ تم تو اب اوتار کو بھی صحیح گہنے لگے۔ میں کہوں گا۔ میں نے ان کو غیر صحیح کب کہا تھا۔ یہ مسلہ ویسا ہی سچا ہے۔ جیسے سورج کی روشنی۔ اگر کوئی نہ سمجھے تو یہ اس کا قصور ہے، جنہوں نے ابتدا سے میرے لٹریچر کو پڑھا ہے۔ اُن کو اس کا سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ وہ مغز حقیقت کو جانتے ہیں۔ میں نے بارہا اپنے مضامین

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے سلسلہ میں لکھا ہے۔ کہ برہمانڈ میں جتنی طاقتیں ہیں۔ سب کا منڈل ہوتا ہے۔ یہی منڈل اُس کے لوک کہلاتے ہیں۔ اور جب کبھی دنیا میں گڑبڑ ہوتی ہے ضروری طاقت کی انش ظاہر ہوکر پھر ترمیم وتنسیخ کے قاعدوں کو جاری کرتے ہیں اسی کو اوتار کہتے ہیں۔ نظام کائنات کا ادھشٹاتا وشنو ہے اور اس لئے اس کی انش وشنو کا اوتار کہلاتی ہے۔ اوتار صرف وشنو ہی کا نہیں ہوتا۔ اور طاقتوں کا بھی ہوا کرتا ہے۔ مثلاً سپت رشی۔ جن کو تم اب مُردہ کہہ رہے ہو۔ برہمانڈ میں اُن کا بھی منڈل ہے۔ اگست۔ وسشٹ وسوامتر وغیرہ رشی سب منڈلیک ہیں۔ اور اپنے منڈلوں میں رہ کر دنیا کے کاروبار میں اثر انداز رہتے ہیں۔ جب ودیا بدھی کے سلسلہ میں خرابی واقع ہوتی ہے۔ ان کا کوئی نہ کوئی انش نیچے اُترتا ہے۔ اور اپنی خاص مریادا کو پھر از سر نو قایم کر جاتا ہے۔ یہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے۔ اور اب بھی ہوگا۔ مگر چونکہ مجموعی حیثیت میں وشنو سارے جگت کا منتظم ہے اس لئے اس کے اوتار کو سب پر فوقیت دیگئی ہے۔ اوروں کا اتنا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ وشنو کے اوتاروں میں کرشن کو ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ پورے انش اور سولہہ کلا والے تھے۔

تم پوچھوگے۔ کئی مرتبہ تم نے سولہہ کلا کا لفظ استعمال کیا۔ اس سے آخر تمہاری مراد کیا ہے؟ میں کہوں گا۔ کیا ابتک تم نے اس کی تشریح نہیں سُنی۔ حالانکہ بھاگوت وغیرہ میں بدفعات اس کے حوالے آئے ہیں۔ اگر تم نہیں جانتے تو میں خوشی کے ساتھ تمہارے معلومات کے وسیع کرنے کے نظر سے اس کی صراحت کر دونگا۔

یہ سولہہ کلا کوئی غیر معمولی اصطلاح نہیں ہے۔ جس کی تشریح کے

لئے سائینس وغیرہ کی مدد لیجائے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تمہاری اور ہماری ساخت کے تتوّں سے مُراد ہے۔ ہم میں تم میں اور سب میں سولہہ کلائیں ہیں کسی میں کمی کے ساتھ اُن کا نشو ونما ہوا ہے۔ کسی میں زیادتی کے ساتھ۔ جس میں پورن ریتی سے ان کی حالت کی تکمیل ہوتی ہے وہ پورن سولہہ کلا والے کہلاتے ہیں۔ ورنہ وہ غیر مکمل سمجھے جاتے ہیں۔ یہ سولہہ کلا پانچ کُرم اندریاں۔ پانچ گیان اندریاں۔ چار انتہ کرن چتشٹے اور دو پردھان اور آتما ہیں۔ گیان اندریاں آنکھہ۔ کان۔ ناک۔ زبان (ذائقہ) اور چمڑا (توچا) ہیں۔ پانچ کرم اندریاں ہاتھہ۔ پاؤں۔ زبان (قوت کلام) اُپستھہ اور گُدا ہیں۔ چار انتہ کرن ہیں من۔ بدھی۔ چیت اور اہنکار شامل ہیں۔ دو پرم تتو۔ پردھان اور آتما ہیں۔ یہ سولہہ تتو ہر انسان میں ہوتے ہیں۔ پردھان پرکرتی کو بولتے ہیں جو ہمارے جسم میں نہایت لطیف حالت میں رہتی ہے۔ اور باقی کے چودہ تتو اُسی کے تبدیلی کی حالتیں ہیں۔ یہ سولہہ کلا کی مختصر و آسان تفصیل ہے۔ جس میں یہ پورن ریتی سے چمکتی ہیں وہ صاحب کمال ہوتا ہے جس میں کمی رہتی ہے۔ وہ ناقص ہوتا ہے ان کا نقص قریب قریب تمام آدمیوں میں ہے۔ مگر اس نقص کی بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً جن آدمیوں میں یہ موجود ہیں اور نشو ونما پا رہی ہیں اُن کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ جن میں ان میں سے کسی ایک کی بھی کمی رہتی ہے وہ معیوب خیال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھہ رہنا خالی از خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی نہ کسی وقت دھوکا کا باعث ہوگا۔ اُس میں انسانیت کے اوصاف بھی پوری طرح پرگٹ نہ ہونگے۔

ہندؤں میں کانا آدمی اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اسی طرح اندھے لولے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لنگڑے وغیرہ کا حال ہے۔ انگ ہین آدمی یوں تو ظاہر شکل میں ناقص نظر آتا ہے۔ باطنی طور پر اُس میں روحانیت اور اور انسانیت کی اور بھی کمی رہتی ہے۔ اس لئے اس کے برخلاف اس قدر تعصب کیا جاتا ہے تعصب کرنا بُرا ہے۔ کسی کو بُرا سمجھنا بُرا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ غور و فکر و تجربہ ایسوں سے محتاط رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ یہ ایک مشہور کہاوت ہے۔

ننّو بیں سو، سنتہلی میں کانا
سوا لاکھہ میں اینچا تانا

اور اگر تم غور کرو گے اور تحقیقات کرو گے تو اس کہاوت میں بہت بڑی سچائی ملیگی۔ جو آنکھہ والے کسی وجہ سے اندھے ہو گئے ہیں ان میں اس قدر نقص نہیں ہوتا۔ گو وہ بھی خالی از علت نہیں ہیں۔ جو پیدائشی طور پر ناقص جسم والے ہیں ان میں اکثر قصور رہتا ہے گو ممکن ہے۔ کسی کسی میں مستثنیات ہوں مگر مستثنیات کا یہاں ذکر نہیں ہے۔ ایک یہ بھی کہاوت ہے۔

کوجیت کانا پھوبت سادہو۔ کوجیت کانی پتی ورتا

یعنی کبھی کبھی ایسا دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ کوئی کوئی کانا سادہو ہوتا ہے اور کوئی کوئی کانی پتی ورتا بھی ہوتی ہے۔ مگر شاذ۔ اور شاذ کی حیثیت معدوم کی حیثیت سمجھنی چاہئے۔

انگ ہین والوں کے برخلاف یہاں تک تعصب کیا جاتا ہے کہ کسی کام سے پہلے یا صبح کے وقت اُن کا منہ دیکھنا بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔ میں اس عام تعصب کا حامی نہیں ہوں۔ میرا مطلب اس کے کہنے سے صرف

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اتنا ہے کہ جو جسم سے مکمل ہو۔ اُس میں روحانیت اور انسانیت کی زیادہ امید رکھنی چاہیئے۔ جب ناقص جسم والا انسان یوں ہی دنیا دی کام میں قاصر رہتا ہے تو اخلاقی اور روحانی پہلو سے اس میں نقص کا رہنا بعید از قیاس نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اصلی طور پر جسم کی خرابی کی وجہ سے زندگی کے مقصد کی تکمیل اچھی طرح نہ کر سکیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوں میں کبھی انگ ہین والوں کو گورو اور پروہت نہیں کیا جاتا۔

یہ سولہہ کلائیں ہیں جن کا کرشن بھگوان میں پورا پورا نشو ونما تھا اور اسی وجہ سے ان کی بزرگی سب سے زیادہ تسلیم کی جاتی ہے۔ اور اوتاروں میں یہ بات نہیں ہے کسی میں دل کی طاقت بڑھی ہوئی ہے کسی میں اور انگ بڑھ گیا ہے وعلےٰ ہذا القیاس۔ کرشن بھگوان میں یہ سب بڑی خوبصورتی کے ساتھ پورن ریتی سے نشو ونما پاکر موجود تھیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اتنے خوبصورت بھی سمجھے جاتے تھے۔

کہ معنی بود صورتِ خوب را

یہ سولہہ کلا کی بہت مختصر مگر اطمینان بخش تشریح ہے۔

حقیقت

بے ہوش ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں
بیہوش ہیں تو ہم ہیں دیندار ہیں تو ہم ہیں

اپنے سوا نہیں ہے ہستی کسی کی ہرگز
بے جان ہیں تو ہم ہیں جاندار ہیں تو ہم ہیں

گلشن میں ہم ہیں نزہت صحرا میں ہم ہیں وحشت
گر پھول ہیں تو ہم ہیں گر خار ہیں تو ہم ہیں

الفاظ اور معانی دل سے ہمارے نکلے
گر نثر ہیں تو ہم ہیں اشعار ہیں تو ہم ہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عیاری اور یاری دونوں کی تہ میں ہم ہیں — گر یار ہیں تو ہم ہیں عیّار ہیں تو ہم ہیں
جھگڑا ابھی طے کر دو تم اے شیخ و رند اپنا — بیدین ہیں تو ہم ہیں دیندار ہیں تو ہم ہیں
ہم سے ہے سب امیری ہم سے ہے سب فقیری — زردار ہیں تو ہم ہیں نادار ہیں تو ہم ہیں
ہم ہی نہاں رہے ہیں ہم ہی عیاں ہوئے ہیں — گر کشف ہیں تو ہم ہیں اسرار ہیں تو ہم ہیں
ہیں شیخ صومعے میں اور رند میکدے میں — ہشیار ہیں تو ہم ہیں سرشار ہیں تو ہم ہیں
اپنی ہے ساری برکت اپنی ہے ساری حرکت — رفتار ہیں تو ہم ہیں گفتار ہیں تو ہم ہیں
وحدت میں ہم نہاں ہیں کثرت میں ہم عیاں ہیں — مستور ہیں تو ہم ہیں دوچار ہیں تو ہم ہیں
منکر ہیں جو وہ اپنے اور جو مقر وہ اپنے — اقرار ہیں تو ہم ہیں انکار ہیں تو ہم ہیں
خود کہتے ہیں انا الحق خود پاتے ہیں سزائیں — منصور ہیں تو ہم ہیں اور دار ہیں تو ہم ہیں
اپنے ہی دم سے ساری گلزار کی فضا ہے — گر برگ ہیں تو ہم ہیں گر بار ہیں تو ہم ہیں
جنت جمال اپنا دوزخ جلال اپنا — گر نور ہیں تو ہم ہیں گر نار ہیں تو ہم ہیں

ہر شکل ہے ہماری ہر نام ہے ہمارا
اے مہر تجھ سے ہر جا دوچار ہیں تو ہم ہیں

(سورج نراین مہرؔ)

پورن بھگت

پہلا باب

پیدائش

جن میں مالک کا پیار ہے۔ مالک صرف اُن ہی کو اپنا درشن دیتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں رات دن جن کو سوا مالک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کے اور کسی کا خیال نہیں رہتا۔ مالک اُن ہی کو ملتا ہے۔ نہ وہ کرم میں ہے نہ دہرم میں ہے نہ دین میں ہے نہ ایمان میں ہے وہ صرف پریم میں ہے۔ پریم ہی کی آنکھ سے وہ دیکھا جاتا ہے۔ پریم کے زینہ پر پاؤں رکھکر اس تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے سوا اُس کے ملنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے،

جوگی جنگم سیوڑا سنیاسی درویش بنا پریم پہونچے نہیں دُرلبھ سنگور دیش

ان مہان آتماؤں میں سے جو پرماتما کے قدموں پر نثار ہوئے ایک پورن بھگت بھی تھا۔ جو سیالکوٹ کا رہنے والا تھا۔ اس غریب کو بارہا سخت امتحان اور آزمایشوں کے مرحلوں سے گذرنا پڑا۔ طرح طرح کی سختیاں جھیلیں۔ زندگی کے لالے پڑے۔ مگر وہ امتحان میں پورا اُترا۔ اور اُس کی زندگی بھگتی کی زندگی ہو گئی۔

پورن بھگت سیالکوٹ کے راجہ سالباہن کا لڑکا تھا۔ قوم کا راجپوت پوار تھا۔ ماں کا نام اچھران تھا۔ شالباہن خود ہندوستان کے بڑے بادشاہوں میں سے گذرا ہے۔ اور اس کے نام کا سمت شاکے اب تک ہندوستان میں اس کی عظمت کی یادگار ہے۔ یہ بکرمادتیہ کے سمت ۵۷ میں تخت پر بیٹھا اور اسی سنہ سے اُس کا اپنا سمت جاری ہوا۔ پہلے یہ اجین میں رہتا تھا بعد ازاں پنجاب میں آیا۔ اور سخت دارو گیر کے بعد یہاں کا راجہ ہوا۔ اور سیالکوٹ میں اپنی راجدھانی قایم کی۔ آجکل سیالکوٹ کوئی بہت بڑا شہر نہیں ہے مگر شالباہن کے زمانہ میں یہ بہت بارونق تھا۔ اور اس کے باقی ماندہ کھنڈرات آجتک اس کی عظمت کی یاد دہانی کرتے ہیں۔

سیالکوٹ میں مائی اچھران دیوی کے بطن سے پورن پیدا ہوا۔ جو بہت خوبصورت تھا۔ اس کی پیدایش کے وقت جب نجومیوں نے زائچہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بنایا- مہاراجہ شالباہن سے کہا گیا کہ بارہ برس کی عمر تک باپ کو چاہئے کہ اپنے لڑکے کو نہ دیکھے ورنہ اس کا نتیجہ اس کے لئے مضر ہوگا۔ شالباہن کو نجومیوں کی بات پر وشواس تھا- اس نے پورن کو پیدا ہونے کے زمانہ سے ایک اونچے مینار میں قید کر دیا- اور وہاں ہی اس ناکردہ گناہ معصوم کی پرورش ہوئی- راجہ کا لڑکا تھا- نوکر چاکر کی کمی نہیں تھی- ناز و نعم کے ساتھ پرورش کی گئی- اس کو شاستروں کی تعلیم بھی وہاں ہی دلائی گئی- مگر قید ہونے کے سنسکار نے لڑکپن ہی کی عمر سے اس کو بیراگی بنا دیا اور اسی قید میں اس کی پاک زندگی کی بنیاد پڑی-

کہا جاتا ہے پورن بہت ذہین اور طبیعتدار لڑکا تھا- تھوڑے ہی عرصہ میں اس نے سنسکرت کی بہت سی کتابیں پڑھ لیں اور جس وقت وہ بارہ برس کا ہوا- نہ صرف دنیاوی و دینی علوم سے اس کو واقفیت ہوگئی تھی بلکہ وہ راج کاج کے کام اور نیز آداب شاہی سے بہت ماہر ہوگیا تھا- اور لوگ اس کی خداداد ذہانت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے- وہ اکثر ایشور اور جیو کے تعلقات کی بابت کبھی کبھی اس قسم کے سوال کر بیٹھتا تھا- کہ پنڈتوں کو اس کو جواب دینا مشکل ہو جاتا تھا +

دوسرا باب

باپ سے ملاقات

بارہ برس گذر گئے- وقت کچھ اس طرح سے آتا جاتا ہے کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں- اور واقعات اور ان کے نتیجوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ تو ابھی کل کی بات ہے- بارہ برس کے بعد پنڈتوں نے راجہ کو اپنے لڑکے کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیکھنے کا حکم دیا۔ پورن دربار میں بلایا گیا۔ اور وہ اپنے ہاتھ میں طرح طرح کے جواہرات لیکر شالباہن کے حضور میں حاضر ہوا نذر گذرانی اور تین مرتبہ راجہ کو جُھک کر سلام کیا۔ شالباہن اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ پوچھا۔ بیٹے! تو میرا لڑکا ہے۔ اس نذر نیاز کی کیا ضرورت تھی۔ اس نے ادب کے ساتھ جواب دیا۔ مہاراج! یہ سچ ہے۔ کہ آپ میرے باپ ہیں مگر آپ میرے راجہ بھی ہیں میں صرف آپ کا لڑکا ہی نہیں ہوں۔ بلکہ رعیت بھی ہوں۔ شاستروں کا حکم ہے راجہ کے دربار میں سادھو کی خدمت میں اور دیوتاؤں کے حضور میں خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے۔ راجہ کی اولاد اس کی رعیت میں سب سے زیادہ ممتاز سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس کو نذر دینی لازم ہے۔ ان سیدھی سادی باتوں سے شالباہن کا دل بہت خوش ہوا۔ اور وہ اپنے مشیروں سے کہنے لگا۔ پورن کے عادات و اخلاق کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ راج نیتی کے بیوہار کو بہت اچھی طرح سے سمجھتا ہے۔ وزیروں نے اس کی تعریف کی اور تمام شہر میں اُس کی رہائی کی خوشی میں شادیانے بجنے لگے۔

پورن گو بارہ برس ہی کا تھا۔ مگر وہ جسم کا نہایت مضبوط تھا۔ اُس کے عضو کچھ اس طرح کے سڈول تھے گویا خوبصورتی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ اور اسی عمر میں وہ جوان۔ تنومند اور مضبوط معلوم ہوتا تھا۔ اُس کو دیکھ کر راجہ کو خواہش ہوئی کہ اُس کی شادی کر دے مگر پورن دنیا میں کسی اور کام کے لئے آیا تھا۔ اُس نے ہاتھ باندھکر کہا مہاراج! میری عمر صرف بارہ برس کی ہے۔ ابھی میرے برہمچریہ کا بھی زمانہ نہیں گذرا۔ اس لئے اس وقت شادی کر دینے سے آیندہ کے لئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مجھ کو جو کچھ سیکھنا اور پڑھنا لکھنا ہے سب میں نقص آجائیگا- اور میری زندگی کی بنیاد کمزور ہو جائیگی -اس کے سوا میرا دل دنیاوی تعلقات کی طرف مایل نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی قدیم رشیوں کے خیالات کے مطالعہ میں صرف کرنا چاہتا ہوں - اور ایشور کی بھگتی کو اپنا اعلےٰ مقصد بنانا چاہتا ہوں اس جواب سے راجہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا- اس نے کہا بیٹے! میں تیرا باپ اور راجہ ہوں- میں نے تیرے اطوار سے سمجھا تھا- تو راج نیتی کے بیوہار سے بہت کچھ واقف ہے۔ مگر آج پہلا دن ہے اور آج ہی تو میری عدول حکمی کرتا ہے- پورن نے سر جھکا کر کہا- مہاراج! یہ عدول حکمی نہیں ہے- زندگی کے مدارج چار حصوں میں تقسیم ہوئے ہیں اور اُن کے فرائض جدا جدا ہیں- اگر ان کا خیال نہیں کیا جائیگا تو پھر اس کے مقصد کے ہاتھ آنے میں ناکامیابی ہوگی- راجہ کچھ کہنے ہی کو تھا کہ دانشمند وزیروں نے اُس کو سمجھایا- شہزادہ بہت کم سن ہے۔ یہ اُس کی تربیت کے دن ہیں- تاکہ جسمانی اور عقلی قوے اچھی طرح نشو و نما پائیں جلدی کیا ہے- پھر کبھی شادی کی بابت سوچا جائیگا- راجہ اس جواب سے خاموش ہو گیا- اور مُسکرا کر کہنے لگا- بہت اچھا- جاکر محل میں اپنی ماتاؤں سے مل آ- جو تیرے دیکھنے کے لئے ترس رہی ہیں- پُتر! تیری دو ماتائیں ہیں- ایک بڑی رانی ہے جس کے پیٹ سے تو پیدا ہوا ہے- اور ایک چھوٹی ہے- جس کی تعظیم تجھ کو اپنی ہی ماتا کی طرح کرنی چاہیئے-

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تیسرا باب

ماتاؤں سے ملاپ اور پہلا امتحان

اچھرا دیوی ذات کی کشترانی تھی۔ مگر راجہ کی دوسری رانی لوناچماری تھی۔ جو کامروپ دیش کی رہنے والی تھی۔ اچھرا مزاج کی سیدھی سادی تھی۔ لونا گو حد درجہ کی حسین تھی۔ مگر ساتھ ہی بہت کمینہ مزاج کی تھی۔ اور اگر تم تحقیقات کروگے تو تم کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ رانی تانترک شاستروں کی جاننے والی عالمہ اور علامہ تھی اور اب بھی اگو پنجابی اس کے حالات سے کم واقف ہیں مگر ہندوستان کے ہر حصہ میں بہت سے منتر اس کے نام سے یادگار ہیں اور جنتر منتر کے معاملات سے وہ اتنی واقف تھی کہ ادنی طبقہ کے تانترک اب بھی اپنا منتر جگاتے وقت اس کا نام لیتے ہیں اور کوئی منتر ایسا نہ ملیگا جس میں اس کا نام نہ آتا ہو۔ ان منتروں میں اس کا نام جس طرح لیا جاتا ہے۔ اس کی صورت اس طرح کی ہے:۔ "کامرو دیس کمچھیا دیوی۔ جہاں بسے لونا چماری۔ پھُرو منتر ایشور واچا۔ منتر سدھ اور منتر ہے ساچا۔ دوہائی بھیر وناتھ کی دوہائی لوناچماری کی۔ چھُو"۔ ان منتروں سے پتہ لگتا ہے کہ لونا معمولی طرح کی عورت نہیں تھی۔ بلکہ اس قسم کے معاملات میں اس کا سکہ بہت آدمیوں کے دلوں میں بیٹھا تھا۔

پورن پہلے اپنی ماتا سے ملا۔ اس کو نذر و نیاز دی۔ اچھرا نے جس وقت اپنے بیٹے کو دیکھا۔ پریم کے امنگ میں اس کے گلے سے مل کر رو دی۔ اس پر زر و جواہر نیوچھاور کئے۔ اور کہنے لگی۔ ایشور نے بڑی کرپا کی۔ مجھ کو ہیرا لال واپس دیا۔ اس کو پاکر اب مجھ کو کسی بات کی خواہش نہیں رہی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور اچھیا دیوی (اچھرا) کی اچھیا آج پورن کو پاکر پورن ہو گئی۔ مگر لونا چماری پر اس کا اثر اور طرح پر پڑا۔

جس وقت لونا نے اس مجسم حسن کی مورتی کو دیکھا۔ اس کا دل خراب ہو گیا۔ وہ اس پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی۔ پورن نے ہاتھ باندھ کر اس کو پرنام کیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس کی خوبصورتی کو دیکھتی رہی۔ وہ کچھ اس طرح باولی ہو گئی کہ اس نے شرم و حجاب کو بالائے طاق رکھ دیا۔ اور جب اس کا اشارہ پاکر لونڈی اور باندیاں چلی گئیں۔ اس نے مسکرا کر پورن سے کہا "تم مجھ کو ماتا کیوں کہتے ہو۔ میں تمہاری ماں نہیں ہوں۔ نہ تم میرے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ مجھ کو نمسکار نہ کرو۔ مجھ کو اور نظر سے دیکھو۔ میں تم کو کچھ اور سمجھتی ہوں۔ تم میرے پیارے ہو میں تم کو پیار کرتی ہوں۔

دل و جان سے مجھے بھاتی ہیں ادائیں تیری پاس لا چاند سا مکھڑا لوں میں بلائیں تیری

پورن دل میں ڈرا۔ تھر تھر کانپنے لگا۔ اس نے نظر کو نیچے کر کے کہا۔ تو میری ماتا ہے۔ میرے باپ کی رانی ہے۔ میں اچھرا دیوی میں اور تجھ میں کوئی فرق نہیں دیکھتا۔ اور میں تیرا بھی ویسا ہی لڑکا ہوں جیسے اپنی ماتا کا۔

مگر لونا پر اس کے حسن کا جادو چل گیا تھا۔ اس نے پھر مسکرا کر کہا۔ ان باتوں کو جانے دو۔ دیکھو میری عمر کیا ہے۔ کیا اس عمر میں میں تمہارے سن کا بچہ پیدا کر سکتی ہوں۔ مجھ کو ماتا نہ کہو۔ کچھ اور کہو۔ میرے پاس آ جاؤ اور میرے پلنگ پر بیٹھ جاؤ۔

دل پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھا لوں تجھ کو پاس آ جاؤ گلے سے میں لگا لوں تجھ کو

یا تو پورن اب تک کانپتا تھا یا اب اس کی صورت تمتما اٹھی۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اُس نے سنجیدگی کے ساتھ کہا- ماتا! میں تیرا پتر ہوں- پتر کی حیثیت میں
میں تیری عزت کرونگا- اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہہ سکتا-
لونا بولی- تم نادان اور کم سن ہو- ابھی دنیا کا تجربہ نہیں ہے تم کو
اس بات کی خبر نہیں ہے کہ جب کبھی کوئی شخص کسی عورت کی محبت
کی تحقیر کرتا ہے- وہ محبت مہلک دشمنی کی صورت میں تبدیل ہو جاتی
ہے- اور پھر دنیا کی کوئی طاقت ایسے سرکش مرد کو محفوظ نہیں رکھ سکتی
تم کو خبر نہیں- مجھ میں طاقت ہے- اگر میں کہہ دوں تو راجہ ابھی اپنے ہاتھ
سے تم کو قتل کر دیگا- سوچ سمجھ کر کام کرو- میں کبھی تمہاری ماں نہیں
ہوں نہ تم نے میری چھاتیوں سے دودھ پیا ہے- اپنی جان پر رحم کرو-
فضول باتیں نہ کرو- نہ اپنے آپ کو ضایع کرو- مجھ سے ملو- میرے ساتھ
مل کر رہنے میں ہی کچھ تمہاری خیریت ہے-

زندگی کا ہے مزہ ایسی ملاقات تو نہیں وقت ضایع نہ کرو اپنا تم ان تو نہیں بات

پورن نے کہا- مجھ کو مرنے جینے کی پرواہ نہیں ہے- موت اگر آتی ہے
ابھی آجائے- اگر دھرم ہے تو سب کچھ ہے- دھرم نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں

مرنے جینے کی نہیں فکر ہے مجھ کو کچھ بھی دھرم کی راہ نہ چھوڑونگا کبھی جیتے جی

لونا نے جواب دیا- بہت خوب- اب میں شیرنی بنکر تمہارا خون پیونگی-
اور آج ہی تم کو خاک و خون میں ملا کر تب کل کرونگی-
پورن نے پھر کچھ جواب نہیں دیا- ہاتھ باندھے ہوئے لونا کو نمسکار
کر کے باہر آیا-
اس کے جاتے ہی رانی نے اپنی حالت بدلی- دو چار چوڑیاں پھوڑ
ڈالیں- سر کے بال بکھیر لئے- اور ایک کنارے کھاٹ پر بیٹھ کر رونے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

لگی۔ راجہ کو اس کی پریشانی کی خبر دیگئی۔ وہ زن مُرید تھا۔ اُسی وقت محل میں آیا۔ اور رانی سے پوچھنے لگا۔ "تیرا کیا حال ہے۔ کس نے تجھ کو دکھ دیا۔ تو ذرا اپنی زبان کو حرکت دے اور میں ابھی تیرے دشمن کو پھانسی پر چڑھا دونگا"۔ ستری کے چرتر کو کوئی بھی نہیں جان سکتا۔

ہاتھوں مہندی لگائے کر باگھن کھا دیس
نینوں کاجل دے کر گاڑھے باندھے کیس

بیری مارے دانو سے یہ مارے ہنس کھیل
چھوٹی ہوٹی کامنی سب ہی بش کی بیل

کہیں کبیر اس گھات کو جانیں سنت سجان
گائے روئے ہنس کھیل کے ہرت سبھن کے پران

کیکئی نے دشرتھ کو اس طرح شیشہ میں اُتار لیا تھا کہ معصوم رام کو جنگل جنگل چودہ برس تک پریشان رہنا پڑا۔ پنگلا نے بھرتری کے کان کچھ اس طرح بھر دئے تھے کہ وکرما دتیہ سا سادھو مدت تک فقیرانہ لباس میں جا بجا پھرتا رہا۔ ستری کے جال سے کوئی پُرش بچ نہیں سکتا۔ ان کا جادو غضب کا ہوتا ہے۔ ان کا مارا ہوا زندہ نہیں رہ سکتا۔ جو رات دن ستری کے سنگ رہتے ہیں اُن کی زندگی کتوں سے بھی بدتر ہو جاتی ہے۔ اور وہ انسانیت کو کھو کر حیوان بنجاتے ہیں۔

کبیر اُن کی کون گتی جو نت ناری کے سنگ
ناری کی جھائیں پڑت اندھے ہوت بھجنگ

کامی نر کتا سدا چھ رتو بارہ ماس
کامی کتا تیس دن انتر ہوئے اُداس

نام سنیہی اُوبرے وشیا کھایا چھار
کامنی کالی ناگنی تینوں لوک مجھار

ایسا سادھو نا ملا جا سنگ اُتروں پار
ناری ندی اتھاہ جل بوڑ مُوا سنسار

لُونا نے آنکھیں بنا کر کہا۔ میرا حال کچھ نہ پوچھو۔ خود ہی دیکھ لو۔ کپڑا پھٹا ہوا ہے۔ چوڑیاں ٹوٹ گئی ہیں۔ کیس بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ حالت پورن کی سختی اور جبر و ظلم سے ہوئی ہے۔ میں نے بمشکل اپنے ناموس کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بچا پایا۔ ورنہ ایشور جانے وہ کیا کرتا۔ جب میں چلانے لگی وہ محل سے بھاگ گیا۔

راجہ کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اس نے قسم کھائی کہ میں ایسے نالائق اور ناخلف لڑکے کو زندہ نہ رکھونگا۔ اور اسی وقت وہ اُلٹے پاؤں دربار میں چلا آیا +

چوتھا باب

دوسرا امتحان

پورن دکھی تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچتا تھا کہ میری زندگی کی ابتدا نہایت خوفناک ہے۔ کون جانے کیا حالت پیش آئے۔ اتنے میں راجہ کا آدمی پہونچا۔ "آپ کو مہاراج یاد کرتے ہیں،" یہ جانتا تھا کہ طلبی کا سبب کیا ہے۔ تاہم یہ بیخوف تھا۔ ایشور پر نظر تھی۔ اسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ویسے ہی راجہ کے پاس چلا آیا۔ اس نے کہا "پورن! اگیا اچھا ہوتا۔ اگر تو پیدا ہوتے ہی مرگیا ہوتا۔ ناخلف تو نے کیا کیا۔ میں تیری شادی کرنا چاہتا تھا۔ اور تو نے انکار کیا اور محل میں جا کر اپنی ماتا کی بےعزتی کی۔ کیا سعادتمند لڑکوں کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں"؟

پورن کی آنکھوں سے آنسوؤں کے تار جاری تھے۔ اس نے رو کر کہا "پتاجی! سچ اور جھوٹ کی تمیز کرنا مشکل ہے۔ میں آپ کو کیسے اپنی بیگناہی کا یقین دلاؤں۔ بہتر ہے کھولتے ہوئے تیل میں مجھ کو ڈال دیجیے اگر میں سچا ہوں تو ایشور مجھ کو زندہ نکال لینگے"۔

شالباہن نے کہا "نالائق! تو قصور کا اقرار بھی نہیں کرتا نہ معافی مانگتا ہے۔ مجھ کو تیرے نالائق پن کا پورا ثبوت مل گیا ہے۔ میں اب تجھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سننا نہیں چاہتا- تجھ کو جلادوں کے حوالہ کرتا ہوں"
راجہ نے ایسا ہی کیا- جلاد اُس کی گردن مارنے کے لئے جنگل کی طرف لیچلے- جس وقت اچھران دیوی کو خبر ملی وہ بے تحاشا دوڑتی ہوئی دربار میں چلی آئی "مہاراج! پورن بے قصور ہے وہ معصوم ہے- اس کی ذرا بھی خطا نہیں- یہ سب لونا کا کرتب ہے- اس کو نہ مارئیے- اس کے ساتھ میری بھی گردن کٹوا دیجئے- میرے اکلوتے بیٹے کو محض ایک جھوٹی عورت کے کہنے سے نہ قتل کرائیے" شالباہن نے غصہ سے حکم دیا- اس بادلی عورت کو نظروں سے دور کرو- اگر یہ نہ مانے تو اس کو بھی قتل کردو- پورن بدچلن ہے میں کسی کی بات نہ سنونگا- اور آج اس کو اس طرح دنیا سے صاف کردونگا- گویا وہ کبھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا-"

لوگ رانی کو زبردستی محل میں پکڑ کر لیجانے لگے- اور پورن کے ہاتھ پاؤں باندھکر جلاد جنگل کی طرف لیچلے- پورن نے چلتے وقت ماں باپ کو نمسکار کیا اور کہا "کسی وقت آپ کو اس ظلم کے لئے افسوس کرنا پڑیگا" اس کی باتوں نے شالباہن کے دل کو اور بھی سخت بنا دیا- اچھرا کہنے لگی- مہاراج! اب تم کو باپ کون کہیگا کون تمہارے نام و نشان کو زندہ رکھیگا- پورن کو نہ مارو- ذرا صبر کرجاؤ- وقت آپ ہی بتادیگا کہ قصور کس کا ہے- یہ کہہ کر رانی دہاڑیں مار مار کر رونے لگی-

پورن کو نہ مارو کہ یہ معصوم ہے بچہ ۔۔۔ کم سن ہے ابھی بھولا ہے مظلوم ہی بچہ
ظالم مجھے تو اس کے عوض قتل ابھی کر ۔۔۔ ہے ہے مرے پورن کو نہ تو مار ستمگر
مت رسیوں سے باندھو نہ خون اسکا کرو تم ۔۔۔ جلادو کہا مانو- نہ راجہ کی سُنو تم
بیٹا پورن میرا معصوم گرفتار بلا ہے ۔۔۔ میں کس سے کہوں: بچہ یہ بیجرم خطا ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مگر کسی نے اُس کی نہیں سُنی - زبردستی اُس کو محل میں لیگئے - وہاں اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا - اور اس نے رو رو کر اپنی آنکھوں کی روشنی بھی کھو دی -

جلاد اس کو جنگل کی طرف لیچلے - راہ میں لونا کی ایک باندی نے اُس کو رانی کا خط دکھایا - جس میں لکھا ہوا تھا - "جس ہاتھ میں زہر ہے - اُسی ہاتھ میں امرت بھی ہے - تم اپنی ضد کو چھوڑ دو - اور میں ابھی تم کو زندہ بچالوں گی" - پورن نے اس کو پڑھا - اور اس پر تھوک دیا -

قصہ کوتاہ جلاد اس کو جنگل میں لائے - اور اس کو مار کر ایک کنوئیں میں ڈال کر چلے گئے اور راجہ کو اس کے مارے جانے کی خبر سُنا دی - پورن اس دوسرے امتحان میں بھی کامیاب ہوا +

پانچواں باب

گورو کا ملاپ

جا کو راکھے سائیاں - مار نہ سکّے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے - جو جگ بیری ہوئے

پورن کنوئیں میں پڑا ہے - لوگ جانتے ہیں وہ مر گیا - مگر مالک نے اس کو کسی بہتر کام کے لئے بنایا تھا - وہ کنوئیں میں بے آب و دانہ پڑا ہے - اس کے مارنے میں کوئی کسر نہیں رکھی گئی - مگر تھوڑی ہی دیر بعد اُس کو ہوش آیا - اُس نے اپنی حالت دیکھی - لونا کے ظلم کو یاد کیا اور پھر ہر چہار طرف سے اپنی توجہ کو ہٹا کر مالک کو یاد کرنے لگا -
یہ کوئی نہیں کہہ سکتا وہ کنوئیں میں کتنے دن [illegible] پڑا رہا - کنوئیں

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

میں پانی نہیں تھا۔اندھا کنواں! جلادوں نے سمجھا۔وہ اس کی قبر کا کام دیگا۔ اور کنوئیں کے اندر کیڑے مکوڑے اُس کی لاش کھا جائینگے۔مگر ایسا نہیں ہوا۔

گورو گورکھناتھ گھومتے پھرتے ہوئے سیالکوٹ کے قریب پہونچے۔ صبح کا وقت تھا اتفاق وقت کسی شاگرد کو اُسی کنوئیں میں پانی بھرنے کے لئے بھیجا۔وہ جب کنوئیں کی جگت پر پہونچا۔اُس کو اندر سے گانے کی آواز سنائی دی۔جیسے کوئی سادھو بھیروِیں کے راگ میں بھجن گاتا ہو۔وہ وہاں بیٹھ گیا اور خوشی سے بھجن سننے لگا۔گانیوالا گا رہا تھا۔

دُکھیوں کا تو سہارا سوامی۔نام تیرا ہے اونکارا

۱۔ نرگُون نرنگن روپ پربھو تیرا۔ نراکار اور ساکارا
وار پار کوئی کیسے پاوے۔ وید کہے اپرم پارا

۲۔ انتریامی گھٹ گھٹ باسی۔اوناشی جگ آدھارا
جب لگ دیا درشٹی نہیں تیری۔جانے نہ کوئی بھوجل پارا

۳۔ پتت اُدھارن۔بھو بھئے تارن۔کارن کارج کرتارا
دین بندھو کرونا کے ساگر۔ اُدبھت رکھوارا

۴۔ ٹوٹی ناؤ پڑی بھو ساگر۔ آن پڑی ہے منجدھارا
کاڑھ نکارو کرو ناس دھاا۔ بیگ تھلو میری بھرتارا

سادھو کو تعجب ہوا۔"اس کنوئیں میں کون رہتا ہے"۔ وہ دل میں ڈرا اور گورکھناتھ کو جا کر اطلاع دی۔ وہ خود وہاں آئے۔پورن ابھی تک گا رہا تھا۔جب بھجن ختم ہوا۔اُنہوں نے پوچھا "تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ تمہارا باپ کون ہے؟ کس دیس کے رہنے والے ہو؟ اور کنوئیں میں کیوں پڑے ہو؟" اندیودن نے جواب دیا "ہمارا دیش اُجین ہے جہاں کا دھ گوپادتیہ

راجہ تھا۔ ہمارے بزرگ سیالکوٹ میں آکر آباد ہوئے۔ میرا نام پورن ہے۔ اور شالباہن میرا باپ ہے۔ میں صرف اتنا ہی اس وقت تم کو بتا سکتا ہوں۔ مجھ کو کنوئیں سے باہر نکالو۔ اس وقت میں تم کو زیادہ حال سناؤنگا"۔

گورو گورکھ ناتھ کے ایک شاگرد نے اُس کو کنوئیں سے باہر نکالا "مُبارک ہو تم۔ جس کو گورو گورکھناتھ کی شرن ملی ہے۔ کیونکہ وہ مہاتما ہیں اور ایشور کے پیارے ہیں۔ تم گورو کو نمسکار کرو"۔ اور پورن نے جس کے ہاتھ پاؤں زخمی تھے اُن کو پرنام کیا۔ گورو نے کہا "اب تم اپنا حال کہہ سناؤ"۔

پورن بولا "میں راجہ کا پُتر ہوں۔ پیدا ہوتے ہی قید کیا گیا۔ بارہ برس کے بعد نجات ہوئی۔ ہر شخص مجھ کو پیار کرتا تھا۔ باپ نے مجھ کو مضبوط اور تندرست دیکھکر شادی کرنی چاہی۔ میں نے انکار کیا۔ باپ نے سوتیلی ماں کے پاس دیکھنے کے لئے بھیجا۔ وہ مجھ کو دیکھتی ہی دیوانی ہوگئی۔ اور بُری نظر سے دیکھنے لگی۔ میں بھاگ آیا۔ اُس نے میرے باپ کو اُلٹی سیدھی سمجھاکر میرے قتل کے درپے کیا۔ وہ یہاں لائے اور اپنی دانست میں مجھ کو مار کر چلے گئے۔ آپ میرا علاج کیجئے۔ تاکہ میں تندرست ہوجاؤں۔ اور میرے زخمی ہاتھ پاؤں کام کرنے کے قابل بنجائیں"۔

گورو گورکھناتھ نے ایسا ہی کیا اور جب وہ اُن کے آشیرباد سے اچھا ہوگیا۔ اُن سے کہنے لگا۔ مجھ کو اپنا چیلا بنائیے۔ مگر پہلے گورو نے منظور نہیں کیا۔ اور کہا۔ "تو جا۔ اپنے باپ سے مل۔ اور اپنے گھر کا کام کاج کر"۔ پورن بولا۔ "میں جوگ سیکھنا چاہتا ہوں"۔ اُنھوں نے کہا "جوگ کوئی سہل چیز نہیں ہے جو شخص بھوک پیاس کو برداشت کر سکے دنیا کا مان اپمان سہہ سکے۔ رنج اور خوشی کو یکساں سمجھ [illegible] وہ شخص جوگ

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

سیکھنے کا ادہکاری ہے - اور ہم ایسے ہی آدمیوں کو اپنا چیلا بناتے ہیں - کون جانے کس وقت تو موہ مایا میں پھنس جائے - اور دنیا تجھ کو گمراہ کر دے - اس لئے اس ارادہ سے باز آ"۔ مگر پورن نے اُن کی نہیں سُنی اور ہاتھ باندھکر کہنے لگا - کرپا ساگر! مجھ پر دیا کیجئے - سنسار کی باسنا مجھ میں نہیں ہے نہ میں اب گھر جانا چاہتا ہوں - آپ جو کچھ ہدایت کرینگے میں اس کی پابندی کرونگا -

نام دان اب ستگور دیجے - کال ستاوے سو انسا پھیجے

کِنکا نام کرے میرا کاج - ہے ستگور میری تم کو لاج

پورن نے ایسی عاجزی کے ساتھ اُن سے پرارتھنا کی کہ آخر مجبور ہو کر گورو نے اس کو اپنی شاگردی میں قبول کیا اور وہ اُن کے ساتھ رہنے لگا +

چھٹوان باب

تیسرا و چوتھا امتحان

دو دن تین دن گذرے - گورکھناتھ کے شاگرد کہنے لگے - راجہ کا لڑکا کیا یوگ کی کمائی کر سکیگا - جہاں آزمایش کا وقت آیا - یہ پھسل پڑیگا اور مایا اس کو اپنا بنا لیگی - مگر گورکھناتھ کا خیال ایسا نہیں تھا - وہ سمجھ گئے تھے کہ پورن میں آہنی استقلال ہے - تاہم امتحان لینا منظور تھا - آخر انہوں نے اس سے کہا بیٹے پورن! جا شہر سے بھکشا مانگ لا - یہاں ایک سندر رانی رہتی ہے - اُس سے مانگ کر لے آ - تب یہ سادھو آج بھوگ لگا دینگے - مگر یاد رکھنا - کہیں دُنیا کے جال میں نہ پھنس جانا - اب دنیا کے ساتھ تیرا تعلق نہیں ہے - دنیا کی سب عورتیں تیری بہنیں ہیں اور تمام مرد تیرے بھائی ہیں ایسی نگاہ سے سب کو دیکھنا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

پورن نے جواب دیا " خاطر جمع رکھئے - اگر میں ایسا ہی ہوتا تو باپ کے کہنے سے شادی کر لیتا خواہ لونا کے جال میں پھنس جاتا - آپ میرے سر پر اپنے شفقت کا ہاتھ رکھ دیجئے - اور میں دنیا کے امتحانات کا آسانی سے مقابلہ کرونگا "

اور گورو نے اُس کے سر پر دیا کا ہاتھ رکھا - اور شاہزادہ پورن اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ بھیک مانگنے کے لئے باہر نکلا - وہ اور کہیں نہیں گیا - صرف رانی سندر کے محل میں گیا - اور الکھ کہہ کر کھڑا ہو گیا - ایک لونڈی بھیکھ لیکر آئی پورن نے کہا - مجھ کو باندیوں سے کام نہیں ہے رانی سندر سے کہو بھیکھ لائے - گورو گورکھناتھ کا اکھاڑہ شہر کے باہر پڑا ہے اور آج حکم یہ ہے - کہ صرف سندر رانی کی بھکشا کا بھوگ لگایا جائے - لونڈی نے رانی کو جاکر خبر دی - رانی نے جھروکے سے پورن کو دیکھا - لونڈی سے بولی - فقیر کو اندر لے آ - مگر پورن نے کہا - مکان کے اندر قدم رکھنے کا حکم نہیں ہے - آخر وہ خود تھال بھر کر لے آئی - اور فقیر کی جھولی بھر دی - تھال میں روپیہ پیسے ہیرے جواہر تھے -

جب وہ بھکشا لیکر گورو کے پاس پہونچا وہ دیکھ کر خوش ہوا - مگر کہنے لگا - بیٹے پورن ! ان کو لیکر کیا ہوگا - جا یہ سب رانی کو واپس دے آ - اور اس کے عوض کھانے پینے کی چیزیں لے آ - پورن نے ایسا ہی کیا - دوسری دفعہ رانی نے مختلف قسم کے پکوان بنواکر اُس کے ساتھ کئے اور آپ بھی پیچھے پیچھے گورو کے درشن کے لئے چلی آئی - اور اُن سے مل کر خوش ہوئی - گورکھناتھ نے دعا دی - اور وہ اپنے گھر واپس گئی ٭

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ساتواں باب

آخری امتحان

گورو گورکھ ناتھ نے ایک دن پورن سے کہا۔ میری خواہش ہے کہ تم اپنے باپ سے مل لو۔ تاکہ تمہارے دل میں اُس کے برخلاف کوئی کدورت نہ رہے۔ اور میں دیکھنا چاہتا ہوں تم اپنے گھر کے لوگوں کے ساتھ کس طرح سلوک کرتے ہو۔ پورن نے کہا بہت اچھا خداوند!

اور وہ فقیرانہ وضع میں اپنے پرانے باغ میں آکر مقیم ہوا۔ جو اب قریب قریب ویرانہ بن رہا تھا۔ شہر کے لوگوں نے سُنا۔ بہت سے لوگ اس نوجوان سادھو کے درشن کے لئے آئے اور اس کی کھشا وارتا اور پوترتائی کا چرچا دور دور ہونے لگا۔ شالباہن اور رانی لونا نے بھی خبر سُنی وہ بھی اس کی زیارت کے ارادہ سے وہاں پہونچے۔ جب پورن نے دیکھا کہ راجہ رانی آرہے ہیں وہ اُن کی تعظیم میں اپنی جگہ سے اُٹھا۔ راجہ نے کہا۔ مہاراج! آپ سادھو اور ہم لوگ گرہستی ہیں۔ اس طرح تعظیم کرنا آپ کو مناسب نہ تھا۔ پورن قہقہہ مار کر ہنسا۔ یہ "گشا تہ دھرم پرودھرمہ" اے راجن! سارا جگت راجہ کی پرجا ہے۔ اگر راجہ نہ ہو تو کوئی آشرم نہیں رہ سکتا۔ راجہ دراصل سب کا سردار ہے اور ہر شخص کو اس کی عزت کرنی چاہئے۔ اب آپ یہ فرمائیے۔ آپ کس ارادہ سے یہاں آئے ہیں؟

راجہ بولا۔ میرے کوئی اولاد نہیں ہے۔ جو تخت و تاج کی وارث ہو سکے اس کا مجھ کو بہت دُکھ رہتا ہے۔ پورن نے کہا تمہارے ایک لڑکا تھا۔ جو مائی اچھراں کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ تم نے اس کو بے قصور قتل کرادیا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ایشور نے تم کو نعمت دی تھی۔ تم نے قدر نہیں کی۔ اور اب پھر اسی کی خواہش کرتے ہو؟ راجہ یہ سُنکر رونے لگا۔ "مہاتما! یہ سچ ہے۔ مجھ کو پرماتما نے ایک لڑکا دیا تھا۔ وہ ناخلف نکل گیا۔ اس لئے اس کا قتل کرنا میں نے مصلحت سمجھا۔

پورن نے کہا۔ سمجھ بوجھ کر بات کرو۔ لڑکا معصوم تھا۔ گنہگار صرف رانی تھی۔ تم نے اس کے قصور کی تحقیقات نہیں کی اور اس طرح اس کو ذبح کرا دیا جیسے قصائی بھیڑ بکری کو ذبح کرتے ہیں۔ کیوں مہارانی لونا! یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے؟

رانی نے سر نیچا کر لیا۔ سادھو کے سامنے اُس کو جھوٹ بولنے کی جُرات نہ ہو سکی۔ اُس نے کہا۔ مہاتما! یہ صحیح ہے۔ پورن بے قصور تھا میں گنہگار ہوں۔ اس کی صورت دیکھ کر میں باولی ہو گئی۔ وہ میرے کہنے میں نہیں آیا اور میں نے راجہ کو اُس کے مارنے کے لئے آمادہ کر دیا۔

راجہ کے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہی بدبخت! تو نے میرے معصوم بچے کو بے گناہ قتل کرایا۔ ہائے وہ کہتا جاتا تھا کہ میں بے گناہ ہوں۔ مجھ پر تیرا جادو چل گیا تھا۔ میں نے اس غریب کی نہیں سُنی۔ اور اُس کو یوں ہی جلاد کے سپرد کر دیا۔ ہائے میرا پورن! تو میرے ہاتھوں سے نکل گیا میرا ہاتھ اپنے ہی اکلوتے بیٹے کے خون سے رنگین ہو گیا۔ کون ایسا نادان شخص ہو گا جو اس طرح اپنے لڑکے کو ناحق ذبح کرائیگا۔

کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے
موتی بھی لُٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے
اللہ دکھائے نہ الم نورِ نظر کا
بہہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب جگر کا
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے
گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

شالباہن کا رونا دیکھکر پورن سے نہیں رہا گیا۔ وہ بھی رونے لگا۔ اور آخر میں رانی سے متوجہ ہو کر بولا۔ "رانی جو کچھ ہونا تھا ہو گیا رنج کرنا بے سود ہے۔ ایشور چاہیگا تو تیرے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر رانی! افسوس یہ ہے کہ تونے معصوم کے ساتھ ظلم کیا۔ کرنی کا پھل ضرور ملیگا۔ اس میں ذرہ بھی شک نہیں!"

جس وقت پورن راجہ اور رانی سے باتیں کر رہا تھا۔ رانی اچھران کو ایک سادھو کے باغ میں آنے کی خبر ملی۔ وہ بھی لاٹھی ٹیکتے ہوئے وہاں آئی۔ کیونکہ اُس کی آنکھیں روتے روتے خراب ہو گئی تھیں اور وہ دیکھ نہیں سکتی تھی۔ پورن نے دیکھا اس کی ماں لڑکھڑاتی ہوئی آرہی ہے۔ قریب تھا کہ وہ گر پڑے۔ یہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس لایا۔ پوچھا "مائی! تیری آنکھوں کا کیا حال ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "میری آنکھوں کی روشنی زبردستی چھین لیگئی۔ ظلم و ستم نے میرے بچے کو میری گود سے چھین کر قتل کر ڈالا۔ مہاتما! میں جیتی ہوں۔ میرا پورن مر گیا بیحیائی کی زندگی ہے مجھ کو اُس کے ساتھ ہی مر جانا چاہیئے تھا۔ مگر دیکھو میں جیتی ہوں اور میرا لال چل بسا۔ اے سادھو! تم کیا پوچھتے ہو۔ لڑکا ہی آنکھ کا نور اور دل کا سرور ہے۔ بیٹا بڑھاپے میں لاٹھی کا کام دیتا ہے وہ چھوٹ گیا۔ آنکھیں پھوٹ گئیں۔ دکھائی نہیں دیتا چلتے پھرتے ٹھوکریں کھاتی ہوں۔ اگر تمہارے پاس کوئی دوا ہو تو مجھ کو دینا۔"

اچھران کی سیدھی سادی باتوں سے راجہ کو جو دُکھ ہوا بیان سے باہر ہے۔ پورن کے بھی آنسو نکل پڑے۔ اس نے کہا۔ مائی! صبر کر صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ جو مر گیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتا۔ جو گیا وہ پھر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

واپس نہیں آتا - یہ ایشور کا اٹل قانون ہے - دُعا کر رونا اور ماتم کرنا چھوڑدے دوا علاج سے اور ایشور کی کرپا سے تیری آنکھیں پھر اچھی ہو جائینگی -

مائی اچھران متعجب ہوئی - بیٹے! تو کون ہے - کس ماتا کے گربھ میں تو نے جنم لیا ہے - میں تجھ کو دیکھ نہیں سکتی - مگر ایسا معلوم ہوتا ہے - یہہ میرے پورن کی آواز ہے - بتا تو سہی - میں کیا کہتی ہوں -

پورن بولا "میں گورو گورکھناتھ کا چیلا ہوں - جوگی ہو گیا ہوں - میرے بزرگ اجین کے رہنے والے پوار بنس سے تھے میں راجہ شالباہن اور رانی اچھران کا بیٹا ہوں اور ذات کا کشتری ہوں"

مشکل سے یہ الفاظ کہنے والے کی زبان سے نکلے تھے کہ اچھران اُچھل پڑی اور جس طرح گائے اپنے بچے کے پاس جا کر چومنے چاٹنے لگتی ہے اُس نے پورن کو گود میں اوٹھا لیا - اور اُس وقت تھوڑی دیر کیلئے وہ رنج وغم کو بھول گئی - سچ ہے -

دولت کوئی دُنیا میں پسر سے نہیں بہتر راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر

صدموں میں علاج دل مجروح یہی ہے
ریحان ہے یہی روح بھی ہے روح یہی ہے

ماں باپ کا دل غنچہ خندان ہے اسی سے گل ہے کہ گھر رشک گلستان ہے اسی سے
سب راحت وآرام کا سامان ہے اسی سے آبادئے کاشانہ انسان ہے اسی سے

دلبند ہو پہلو میں تو غم پاس نہیں ہے
کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے (انیس)

راجہ نے جب یہ دیکھا شرم سے پانی پانی ہو گیا - اور اپنے کیے پر پچھتانے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لگا۔ رانی لونا کا حال کچھ نہ پوچھو۔ زمین پھٹ جائے اور وہ اُس میں سما جائے پورن نے راجہ سے کہا۔ رنج نہ کرو۔ قسمت کے معاملات میں انسان مجبور ولاچار ہے۔ اور اُس نے لونا سے کہا "گذری ہوئی باتوں کو بھولا دے مجھ کو اپنا حقیقی لڑکا سمجھ اس میں نہ تیرا قصور ہے نہ باپ کا قصور ہے جیسا برہما نے لکھا تھا۔ ویسا ہوا"

راجہ شالباہن نے ہاتھ باندھکر کہا "پرماتما! تو مجھ کو معاف کر میں ہی اکیلا اپنے لڑکے کی بربادی کا باعث ہوں۔ ہائے میں تجھ کو کیا جواب دونگا"

پورن نے سب کی تسلی کی اور کہنے لگا "اب آپ محل میں جائیے۔ میں بھی گورو کے پاس جاتا ہوں" مگر راجہ نے کہا "پورن! تم یہاں سے نہ جاؤ۔ مال وملک سب کچھ لے لو۔ میری جگہ راج کرو۔ تمہارے چلے جانے سے پھر دوبارہ تازہ رنج ہوگا"

مگر اُس نے جواب دیا "میں اب راجہ کا لڑکا نہیں رہا۔ فقیر کا لڑکا ہوں میرا سنسکار ہو چکا ہے۔ اب میں تمہارے بنس کا بھی نہیں ہوں گورکھ کے بنس کا ہوں کیسے ممکن ہے کہ میں اب گرہست آشرم میں آؤں۔ سب کچھ ہوتا ہے مگر نہ تو باہر نکلا ہوا دانت اندر جاتا ہے نہ جوگی کا چیلا پھر گرہستی ہو سکتا ہے۔ آپ راجہ ہو۔ نیتی کو جانتے ہو۔ اس کے سوا اور میں کیا کہوں"

راجہ نے کہا۔ مجھ کو اپنا چیلا کیجئے۔ یہاں کچھ دنوں رہئے۔ اور اپنے اُپدیش سے ہم سب کو کرتارتھ کیجئے"

پورن بولا۔ گورو تو صرف گورکھنا تھ جی ہو سکتے ہیں مجھ کو یہاں ایک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دن سے زیادہ رہنے کا حکم نہیں ہے۔

درویش رواں رہے تو بہتر　　آب دریا بہے تو بہتر

اے راجہ! تم لونا پر ناراض نہ ہونا۔ یہ میری ماتا اور تمہاری رانی ہے۔ اور اچھراں دیوی کا بھی خیال رکھنا۔ یہ کہہ کر پورن اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور راجہ کی اجازت لئے ہوئے بغیر پھر ٹیلے پر آگیا۔ جہاں گورو گورکھ ناتھ رہتے تھے۔ یہ اس کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ کہنے لگے تو امتحان میں پورا اُترا۔ اور آج سے تو گورو کا سچا چیلا ہے۔ اور وہ سچ مچ سچا چیلا تھا۔

تن سے سیس اُتار یا چھوٹی تن کی آس　　آگے سے گورو سر کہیا آوت دیکھا داس
کبیر توڑا مان گڈھ مارے پانچ غنیم　　سیس نوایا دھنی کو سادھی بڑی مہم

یہ پورن بھگت کی مختصر کہانی ہے۔ ایشور کرے جو کوئی اس کو شردھا سے پڑھے مالک اُس کو اپنا سچ پُتر بنا دے +

سوکشم درشٹی

آج ہم سوکشم درشٹی کو نئے معنے کا جامہ پہناتے ہیں۔ سوکشم درشٹی کا اردو ترجمہ لطیف نظری ہوگا۔ سنسکرت کا لفظ تو ہماری مراد کو کسی قدر ظاہر کر سکیگا۔ اردو لفظ سے یہ اُمید کسی حالت میں کی جا سکتی۔ سوکشم درشٹی کا استعمال اس مضمون میں بالکل لفظی اور لغوی معنی میں کیا جاتا ہے اور اس لئے ہمارے پڑھنے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے انسان کا آتما تین شریروں سے ڈھکا ہوا ہے۔ جن کو ستھول۔ سوکشم اور کارن شریر کہتے ہیں۔ اور انہیں تین شریروں کے لحاظ سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

انسان کی ورشٹی میں فرق ہونا چاہئے۔ ستھول شریر یہ موٹا کثیف جسم ہے جو نظر آتا ہے۔ اور جس کے پالن کے بمنت ہم سب لوگ رات دن محنت کرتے رہتے ہیں ایڑی سے چوٹی تک جو کچھ تم دیکھتے ہو اور اس کے اندر جو ہڈی ماس خون نس ناڑی وغیرہ نظر نہیں آتے وہ بھی یہی ستھول شریر ہے سوکشم شریر لطیف تتوں سے بنا ہوا اس کے اندر ہے۔ جو حالت ستھول شریر کی ہے وہی سوکشم شریر ہے جو کچھ اس میں ہے وہی اس میں بھی ہے۔ جو اندریاں وغیرہ یہاں ہیں وہی وہاں بھی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ ستھول ہے وہ سوکشم ہے۔ اور وہ اس کے اندر چھپا ہوا ہے مختصر لفظوں میں ستھول شریر سوکشم شریر کا خارجی یا باہری غلاف ہے۔ مگر یہ باہری خول اس طرح کا نہیں ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے جسم پر عبا پہن لیتا ہے۔ بلکہ سوکشم شریر ستھول شریر میں اوت پروت ہے اور بلکہ یہ اسی کا ستھول سایہ ہے جو ساتھ رہتا ہے۔ اور مرنے کے وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ سوکشم شریر نہیں مرتا۔ یہ موکش کی حالت میں مرتا ہے اور پھر مرا ہوا دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ کارن شریر اس سوکشم شریر کے اندر رہتا ہے۔ اور اس میں وہ تمام سامان موجود ہوتے ہیں۔ جو سوکشم شریر میں آکر نشوونما پاتے ہیں۔ اور بیج روپ سے پھر وہ کارن کا کارن بنا رہتا ہے جیسے بیر کے درخت کو تم برابر جتنی دفعہ چاہو چھانٹتے چلے جاؤ۔ اس کا کارن انگ جڑ میں رہتا ہے۔ اور برابر موقع پا کر اوگتا پھولتا پھلتا رہتا ہے بالکل اسی طرح اس کارن شریر کا بھی حال ہے۔ گو اس کا سمجھنا اور سمجھانا کسی قدر مشکل ضرور ہے۔

جس طرح بیر کے درخت کے برگ و بار قلم کرنے سے نئی نئی شاخیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نکلتی رہتی ہیں - ویسے ہی اِس سوکشم اور کارن شریر سے ستھول شریر پیدا ہو ہو کر مرتا رہتا ہے۔ ستھول شریر کی موت گو آخری وقت میں نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اُس میں سے تتوّں کا غبار ہر وقت خارج ہوتا رہتا ہے۔ یہ غبار روز روز صاف کرنے سے دور بھی ہوا کرتا ہے - اور اگر یہ دور نہ کیا جائے تو جسم پر میل اور کثافت کی صورت میں نمودار ہوگا جس میں خاص قسم کی بو ہوتی ہے - اور اُس کی تمیز انسان کے پسینہ اور جسم کے سونگھنے سے کی جاتی ہے۔ غبار لمحہ لمحہ دور ہوا کرتا ہے یہانتک کہ اگر تم اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کو ایک دوسرے سے ملا کر جھٹکا دو تو اُس کا بہت بڑا حصہ اُسی وقت نیچے گر پڑیگا - اور اگر انگارہ میں تم اپنے دونوں پنجوں کو مل کر جھٹکا دو تو اُس کا کچھ حصہ آگ میں گریگا اور وہ بدبو کرنے لگیگا - کیونکہ جو چیز خارج ہوتی ہے وہ پرتھوی کا بھاگ ہے اور پرتھوی میں گندھ ہوتا ہے گندھ یا بو اُس کا گُن ہے - بعض بعض جانوروں میں اِس گندھ کے سونگھنے کی خاص تمیز ہوتی ہے - تم کسی سمت کو چلے جاؤ - سُراغ لگانے والے انسان تمہارا پتہ نہ پاوینگے - لیکن تمہارے کتے کو فوراً پتہ لگ جائیگا - کیونکہ اُس میں اس غبار کے سونگھنے کی خاص طاقت ہے - چلتے وقت جو غبار تمہارے جسم سے راہ میں خارج ہوتا گیا ہے وہ اُس کتے کو تمہارے پاس تک پہونچنے میں مدد دیگا - اور وہ تمہارا پتہ لگا لیگا - بشرطیکہ وہ لطیف غبار کسی اور غبار سے ڈھک نہ گیا ہو - ہر شئے کی بو میں خصوصیت ہوتی ہے - ایک انسان کے جسم کی بو دوسرے سے نہیں ملتی - یہ وجہ ہے کہ کتوں کو اپنے مالک کی تلاش میں اتنی سہولیت ہوتی ہے - یہ غبار جو تمہارے جسم سے خارج ہوا کرتا ہے - چمکتے ہوئے شکل میں نکلتا ہے - جس طرح مکان کے اندر جب

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سورج کی کوئی کرن داخل ہوتی ہے تو تم دیکھتے ہو کہ اس میں روشنی رہتی ہے اور غبار کے ذرات اس کے درمیان کھیلتے ہوئے نظر آتے ہیں ویسے تمہارے جسم کے ہر چہار طرف ان ذرات کی حالت ہوتی ہے۔ وہ اپنی حالت کے موافق روشن رہتے ہیں۔ لیکن ہم کو اور تم کو اس وجہ سے نظر نہیں آتے کیونکہ ہماری اور تمہاری نگاہ بہت ستھول ہوگئی ہے۔ لیکن کتوں کو اور بہت کمسن بچوں کو یہ نظر آ سکتے ہیں۔ کیونکہ نسبتاً اُن کی نگاہ سوکشم ہوتی ہے۔ تم نے اکثر مہاتماؤں کے سر کے گرد روشن ہالہ بنا ہوا دیکھا ہوگا۔ یہ روشن ہالہ اُسی اڑتے ہوئے غبار کی وجہ سے ہے۔ اگر غور کیا جائے تو نہایت نیک اور سچے آدمیوں کے سر کے گرد اکثر یہ روشنی ملیگی۔ اس پر شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ ایک طرح کا قدرتی قانون ہے اور یہ وصف نہ صرف چاند سورج ستارے وغیرہ میں ہے بلکہ ہر شے اور ہر جاندار میں اس کے بساط اور اس کی لطافت اور کثافت کے لحاظ سے نظر آئیگی۔ جو شے جس قدر زیادہ لطیف ہوگی اُسی کے غبار میں اُسی قدر زیادہ چمک ہوگی۔

یہ بالاجمال ستھول شریر کا بیان ہے۔ ستھول شریر میں اور سوکشم شریر میں جو بدیہی فرق ہے وہ یہ ہے کہ اُس کے ذرات نسبتاً گھنے شکل کے ہوتے ہیں۔ سوکشم شریر کے باریک لطیف اور بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ورنہ جو باہر ہے وہی اندر ہے۔ اس کے اور اس کے درمیان سر مو فرق نہیں ہے۔

ہمارے دیکھنے کی نگاہ انہیں شریروں کے لحاظ سے ہوتی ہے اگر ہم بالکل ستھول ہیں تو ہماری نگاہ بہت موٹی ہوگی۔ اور سوا ر موٹ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

چیزوں کے اور کسی کو ہم نہ دیکھ سکینگے۔ جیسی جو چیز ہو اُس کے دیکھنے کے لئے آنکھ بھی ویسے ہی ہونی چاہئے۔ جاگتے وقت ہماری آنکھ ستھول شریر میں رہتی ہے خواب دیکھتے وقت سوکشم شریر میں رہتی ہے۔ اور گہری نیند یا سوشپتی میں کارن شریر میں جاکر ٹھہر جاتی ہے۔

یہانتک تو ہر شخص کچھ نہ کچھ سمجھ سکتا ہے۔ گو اس بات کا یقین کرانا کہ ان حالتوں میں ہماری نگاہ بدلتی رہتی ہے آسان امر نہیں ہے تاہم اتنا تو ہر شخص جان سکتا ہے کہ سوتے وقت یہ آنکھیں بند رہتی ہیں مگر اندر ہی اندر خواب دیکھتے وقت کچھ نہ کچھ دکھائی ضرور دیتا رہتا ہے۔ یہ محض خیال ہی نہیں ہے بلکہ واقعہ ہے۔ اور جس نگاہ سے خواب کے واقعات دیکھے جاتے ہیں اس کو ہم سوکشم درشٹی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں اُس وقت آتما صرف سوکشم شریر میں رہتا ہے۔ ستھول شریر میں اُس کی چھایا ماتر ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ یہ سوکشم درشٹی اس کو جاگرت حالت میں بھی نصیب ہو تو اُس کو یہ عمل کرنا پڑیگا۔ کہ جاگتے ہوئے بھی سوکشم شریر میں ٹکنے کا جتن سیکھے۔ یہ تدبیر مختلف قسم کے روحانی شغل سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ہمیشہ غور و فکر میں رہنے سے بھی ہو جاتی ہے۔ جو شغل کرتے ہیں اُن کی تو ظاہری آنکھ ہی کچھ ایسی بنجاتی ہے کہ اکثر دنیا کے لطیف واقعات خود بخود نظر آنے لگتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں ایک طرح پر چڑھی ہوئی ہوتی ہیں جیسے نشہ بازوں کی ہوتی ہیں۔ اور آکاش منڈل کے حرکت کرنیوالے ارواح نظر آنے لگتے ہیں جو شغل نہیں کرتے صرف غور و فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے انوبھو (انبھو) کی درشٹی کھل جاتی ہے جو بطور خود

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سوکشم درشٹی ہے مگر نوعیت کے لحاظ سے کچھ فرق رکھتی ہے - یہاں اس طبقہ کے لوگوں کے درمیان ستھول درشٹی اور سوکشم درشٹی کے جو اصطلاحات ہم استعمال کرینگے وہ بھوگی درشٹی اور انبھو کی درشٹی ہیں - پہلی حالت میں کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے دوسری حالت میں آتما پر عکس پڑتا ہے جس کو وہ لفظوں میں بیان کیا کرتا ہے - انبھو درشٹی اور سوکشم درشٹی میں صرف اتنا فرق ہے -

سوکشم درشٹی بمقابلہ انبھو درشٹی کے شاغل کے لئے کچھ مضر بھی ہوتی ہے - کیونکہ ممکن ہے وہ اس کو سدھی سمجھ کر اس کے لپیٹ میں آجائے مگر انبھو درشٹی سے اتنا نقصان نہیں ہوتا - حالت دونوں کی قریب قریب ایک ہی ہوتی ہے +

غزل

ہم سہارا بھی اگر لیں تو سہارا کس کا
اور نظارہ بھی کریں گر تو نظارہ کس کا

صورت خنجر خونخوار ہے ہر رگ گماہ
ہو گیا میری شہادت پہ اشارہ کس کا

چھوڑتا ہی نہیں جو ہاتھ سے آئینے کو
ہائے ہوتا ہے وہ خودبین خود آرا کس کا

اسکو ہے شاید یکتا دیگانہ کی تلاش
دیکھیں ہوتا دل دانا ہے ہمارا کس کا

ہاتھ یوں لال جو مہندی سے کئے بیٹھے ہو
خون کرنے کا ارادہ ہے خدا را کس کا

دلبری چشم فسونگر میں بھری ہے بیشک
اے حسینو! دل سفاک تمہارا کس کا

آتی ہے بوئے خوش زلف معنبر کی مہک
تجھ پہ احسان ہے اے عنبر سارا کس کا

آج وہ کس کے لئے محو خود آرائی ہیں
کون خوش بخت ہے چمکا ہے ستارہ کس کا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہم نے میخانے کی ہر روز ہوا کھائی ہے
کعبے کیا جائیں وہاں شیخ گزارا کس کا

مدعی دیکھے ہیں بن بن کے بگڑتے اکثر
تو نے اے عشق بھلا کام سنوارا کس کا

پنج روزہ ہے جہاں اس پہ بھی یہ حالت ہے
پانچ دن ہوتا ہے خوبی سے گزارہ کس کا

تیری درگاہ میں ہیں دست دعا اپنے سب
بے سہاروں کو یہاں اور سہارا کس کا

تو نے اے عشق میرے جان جگر پھونک دئے
کون سی آگ ہے وہ تو ہے شرارہ کس کا

آمد و شد میں نفس کی ہے ہم آہنگی مہر
اسمیں بجتا ہے شب و روز دوتارا کس کا

سورج نراین مہر

سلامتی

انسان کی سلامتی اگر کسی چیز میں ہے تو ایشور کے وشواس میں ہے یوں تو ایشور ہر چیز اور ہر کس و ناکس کا محافظ ہے۔ جس طرح ہوشیار مالی اپنے باغ کے ایک ایک گھاس کے تنکے کو پانی دے دے کر تر و تازہ رکھتا ہے ویسے ہی ایشور اس جگت کا پالن پوشن کیا کرتا ہے۔ جگت اُس کا ہے وہ جگت کا مالک ہے اور مالک کسی وقت اپنے شئے مقبوضہ سے غافل نہیں رہتا۔ خود اس کی سنبھال کیا کرتا ہے۔ مگر بات یہ ہوتی ہے کہ بہت کم آدمی ایسے ملینگے جو اس پر وشواس رکھتے ہیں اور یہ سبب ہے کہ وہ اس وشواس کے نہ ہونے کی وجہ سے دکھی ہوتے ہیں۔

جہاں تک ایشور کی سرشٹی کا تعلق ہے وہاں تک دکھ نہیں ہے دکھ صرف منشیہ کے اپنی سرشٹی میں ہے۔ ایشور کی سرشٹی خوبصورتی سے بھری ہوئی ہے اُس کا سوندریہ دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے۔ مگر منشیہ

کی سرشٹی میں بدصورتی ہے اور سبب ظاہر ہے۔ ایشور مکمل ہے۔ مکمل کاریگر کا کام بھی مکمل ہوتا ہے۔ انسان غیر مکمل ہے اور اس لئے اس کا کام بھی ناقص ہوتا ہے اور جتنے عیب اور برائیاں ہوتی ہیں وہ ناقص چیزوں میں ہوا کرتی ہیں۔ کاش اگر انسان نظر کو بلند کر کے اپنے من کی کلپنا کو تھوڑی دیر کے لئے علیحدہ کر دے خواہ ایشور کا سہارا لیکر اس کے رُخ کو بدل دے تو ابھی جو خرابیاں نظر آ رہی ہیں آناً فاناً میں دور ہو جائیں اور جہاں وہ اپنے من کے محدود اور ناقص جگت کو چھوڑ کر ایشور کے جگت کے نظارے دیکھنے لگا پھر نہ اس کو دکھ کا خوف رہیگا نہ پریشانی ہوگی اس کو ہر چہار طرف شانتی اور سلامتی کی گود اس کے لینے کے لئے کھلی ہوئی ملیگی۔ اور یہ پرکرتی ہر وقت اس کے خوش کرنے کی فکر میں لگی ہوئی نظر آویگی ایشور تو جیسا میں نے پہلے کہا اب بھی ہم کو اپنی سلامتی کی گود میں لئے ہوئے بیٹھا ہے مگر کیا کیا جائے۔ انسان اپنے من کی خیالی اُپج سے مجبور ہے دکھی ہوتا ہے فرضی خطرات اور آفتوں کا اپنے آپ کو آماجگاہ بناتا رہتا ہے۔ اس کی حالت مثل اس بچّہ کے ہے جو ماں کی گود میں رہ کر ہوّا کا فرضی نام سُن کر کانپ رہا ہے۔ اس میں کس کا قصور ہے؟ قصور اس کا اپنا ہے۔ انسان کے دل میں رشک ہے حسد ہے بغض ہے۔ کسی کی بھلائی نہیں دیکھ سکتا۔ خود غرضی کے مکروہ مرض میں مبتلا ہو کر اپنی کلپنا سے الٹی سیدھی باتیں سوچتا رہتا ہے اور اپنے ارد گرد اس طرح مصیبت کا جال تن لیتا ہے جیسے ریشم کا کیڑا اپنے ہی تاگوں سے قید میں آ جاتا ہے۔ وسیع نظری جاتی رہتی ہے۔ کوتاہ نظری آ جاتی ہے بلند خیالی جو اس کی میراث بھی کافور ہو جاتی ہے تنگ خیالی کا مرض گلا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

دبوچ لیتا ہے اور وہ یوں ہی شانتی اور سلامتی کو خواہ مخواہ جواب دے بیٹھتا ہے۔ بار ہا کہا جاتا ہے کہ جو طاقت باپ کے دماغ اور ماں کے پیٹ میں اُس کی رکھوالی کرتی تھی وہ زندہ ہے اور وہ بڑی ہوشیاری اور احتیاط سے اُس کی فکر کر رہی ہے۔ مگر یہاں سُنے کون۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کرونگا میں ہی کرونگا "میں" اور "تُو" آگیا اور اُس نے اُس کی زندگی پلید کر دی۔ نظر کو پھیلا کر دیکھو۔ یہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔

کارسازِ ما بفکرِ کارِ ما　　فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

ایک تو ایشور کے وشواس نہ ہونے کا یہ سبب ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ انسانی دماغ نے جس طرح ایشور کے متعلق تعلیم دی وہ زیادہ تراس قسم کی ہے کہ لوگ ایشور سے بالعوض پریم کے نفرت کرتے ہیں اِن کے دانست میں ایشور ایک جبار اور قہار وجود ہے جو آسمانی تخت پر ہر وقت ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے رعب داب کے ساتھ بیٹھا ہوا سختی کے ساتھ حکومت کرتا ہے۔ ایشور کے متعلق یہ خیال صحیح ہے یا غلط ہے اس پر بحث نہیں ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ کیا ظالم جابر اور قہار حاکم سے کسی کو پریم ہو سکتا ہے اور کیا ایسے وجود پر وشواس کیا جا سکتا ہے؟ تجربہ اس کا جواب ہمیشہ نفی میں دیگا۔ اور جب وشواس نہیں رہا تو پھر انسان کے لئے سلامتی کی امید کب اور کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ سہارا نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خیالات اور بھی قلابازیاں کرینگے اور وہ دل میں دُکھی اور نا اُمید ہوگا مگر شکر ہے۔ مالک کی دیا سے اب ایسا زمانہ آرہا ہے اور شاید آ بھی گیا ہے کہ لوگ ایشور۔ جیو۔ ایشور جیو کے تعلقات اور دنیا کے پیدائش کے مسائل کو اور طرح سے سمجھنے لگ گئے ہیں پہلے لوگ ایشور کو مورتی

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

مان سمجھتے تھے تو اب اُس کو اصول - پرم تتو اور جگت کا اصلی اور آدی کارن بھی ماننے لگ گئے ہیں اور ویدانت کے روز بروز پرچار سے آہستہ آہستہ حقیقت کی سمجھ آتی جا رہی ہے -

ایشور سب کا محافظ - سب کا رازق اور سب کا سچا دوست ہے اس میں ذرہ بھی شک نہیں مگر اس وشواس کے ساتھ ہم کو اس قانون کے بھی کسی قدر سمجھنے کی ضرورت ہے - جس کے زیر اثر وہ ہماری محافظت - رزق رسانی اور دوستی کا حق ادا کرتا ہے - اور دعا مانگنے پر وہ ہم کو ہر حالت اور ہر موقع پر رنج تردد اور آفات سے بچاتا رہتا ہے سب سے پہلے ہم اس بات کو تمہارے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ ایشور کیا ہے اور تمہارا اس کے ساتھ تعلق کیا ہے - پھر ہم رفتہ رفتہ اس قانون کی صراحت کرینگے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے - اس خاص موقع پر ہم تم کو ویدانت کے کسی دقیق مسئلہ کی اُلجھن میں پھنسانا نہیں چاہتے - جو کچھ بات کہینگے صاف صاف سیدھی سچی اور نہایت ہی سہل پیرایہ میں - تاکہ تم بہت آسانی اور سہولیت سے ہماری مراد سمجھ سکو - اور تم میں ایشور کی بھگتی اور پریم بھی پیدا ہو - معمولی دل و دماغ والوں کے لئے سمجھانے کا بہترین طریقہ درشٹانت ہے - مگر اتنا خیال رہے کہ درشٹانت کا صرف ایک پہلو لینا چاہیئے - ورنہ ٹھیک سمجھنے میں دقت ہوگی -

مثال یہ ہے - شاستر کہتے ہیں - پُتر پتا کا آتما ہے - جیسے درخت سے بیج اور بیج سے درختوں کا سلسلہ پیدا ہوتا ہے ویسے ہی ایشور سے تمام جاندار پیدا ہوتے ہیں - دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ جتنے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

جاندار ہیں وہ اُسی تتو سے ہیں جس تتو سے ایشور ہے۔ اور اس معنی میں وہ اس کے بال بچے ہیں۔ لڑکا ماں کے گوشت اور پوست کا لوتھڑا ہے وہ اس کے پیٹ میں رہتا ہے اسی جگہ ماں کے وساطت سے اس کی پرورش ہوتی ہے۔ اور وہ ماں کے ساتھ نال کے ذریعہ بندھا رہتا ہے۔ ماں اسُ کی پرورش پرداخت اور سنبھال کرتی رہتی ہے۔ اسی طرح ہم ایشور کے اندر پیدا ہوتے اسُی میں اور اسُی سے پرورش پاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ویسے ہی بندھے رہتے ہیں۔ جیسے بچہ ماں کے ساتھ بندھا رہتا ہے۔ وہ اسُ سے جُدا نہیں ہے۔ اس بات کو ذرہ توجہ کرکے سمجھ لو۔ اور پھر تم کو کبھی کسی وقت ایشور سے بمکھ ہونے کا خوف نہیں ہوگا۔ اگر تم کو یہ سمجھ آگئی تو پھر آگے کا سمجھنا آسان ہوگا بچہ کو اتنی تمیز نہیں ہے کہ وہ اپنے اور اپنے ماں کے تعلقات کو جانے۔ کیونکہ عقل نے ابتک نشو و نما کا وہ درجہ حاصل نہیں کیا جو اس کو اس کے سمجھنے کے قابل بنا دے۔ تاہم تم کو دیکھتے ہو کہ وہ چاہے سمجھے خواہ نہ سمجھے مگر ماں سے اسُ کی پرورش ہوتی ہے وہ کہیں اور جگہ سے اپنی غذا نہیں حاصل کرتا۔ اور چونکہ بچہ ماں کے جسم کا حصہ ہے ماں قدرتی اصول کے ماتحت اس کی پرورش کرنے کے لئے مجبور اور لاچار ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ کہ ماں بچہ کی طرف سے غافل ہے۔ ان کے درمیان کچھ اس قسم کے قدرتی تعلقات ہیں جو ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ہم ایشور کے پُتر اور سنتان ہیں۔ یہ بھول کر بھی نہ خیال کرو کہ ہم اور تتو سے ہیں اور ایشور دوسرا تتو ہے۔ سمندر اور سمندر کی بوندیں الگ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں ہیں۔ سورج اور سورج کی کرنوں میں فرق نہیں ہوتا۔ درخت اور درختوں کے بیج میں اختلاف نہیں ہے۔ اور جب یہ حالت ہے تو کیسے ایشور ہم سے غافل اور بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ غفلت کرنے اور بے پروا ہونے کا نقص اس میں ایک لمحہ کے لئے آ نہیں سکتا۔ تم بحیثیت شریر دھاری اپنے تمام اعضا کی سنبھال کرتے رہتے ہو۔ تم سنبھال کرنے کے لئے مجبور ہو۔ ویسے ہی ایشور بھی ہمارے پرورش پرداخت اور سنبھال کے لئے مجبور ہے۔ گو اس کی شان میں مجبوری اور لاچاری کی اصطلاح استعمال کرنا بے ادبی میں داخل ہے مگر بات سچی ہے۔ چاہے جس طرح سمجھو۔ بات میں فرق نہیں آتا۔ ناک چاہے یوں ہی پکڑو چاہے گھما کے پکڑو۔ جو لوگ ناقص تمیز کے جال میں نہیں پھنسے ہوتے اُن کو بھول کر بھی اس کا خیال نہیں آتا۔ جن کو قدرتی سلسلہ کے زیر اثر تمیز آگئی۔ اُن کے لئے کچھ خطرہ ہے اور وہ خطرہ صرف اُن کے من کی کلپنا نہیں ہے اور کچھ نہیں۔ ایک شاعر نے اس خیال کو نہایت خوبصورت پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

مجھ سے اگر یہ شاعر اصلاح کا طالب ہوتا۔ تو میں اصلاح یوں کر دیتا۔

بعقل مثل طفل شو۔ فکرت خدا کند آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش

مگر کسی طرح عقل آگئی۔ تمیز کی حالت پیدا ہو گئی۔ ایسا کیوں ہوا اس مضمون کا نفس مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اس پر غور کرنے کی چنداں ضرورت ہے۔ زندگی کے اظہار میں اس مرحلہ کا آنا ضروری

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

تھا۔ مگر اس سے ہرج کیا ہوا؟ بہت اچھا ہے۔ اسی مغائرت اور تمیز کرانے والی عقل کے ذریعہ ہم اصلیت کو سمجھ کر پھر بہ طرز دیگر ایشور کے دامن کو اُسی طرح مضبوطی کے ساتھ پکڑ سکتے ہیں جیسے کرشن یشودا کے دامن سے لٹکے ہوئے اُس سے دودھ اور چھاچھ مانگا کرتے تھے۔ اور اگر ہم ذرہ سنبھلے ہوئے اس عقل سے کام لینے کا ڈھنگ سوچیں تو کبھی اپنے اصلی استحقاق اور میراث سے محروم نہیں ہو سکتے ایشور سے لڑو۔ ایشور سے جھگڑو۔ مگر اُس کا دامن نہ چھوڑو۔ اے ایشور! تو میری ماتا ہے۔ میں تجھ کو مارونگا۔ تیرے ہاتھ سے تپانچہ کھاؤنگا روؤنگا تجھ کو رلاؤنگا۔ لایق ہوں یا نالایق تیرا دامن نہ چھوڑونگا۔ تیری گود میرے رہنے کی جگہ ہے میں تجھ سے ہوں تجھ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں یا جاسکتا ہوں۔ دیکھوں تو سہی تو مجھ کو کہاں وکب و کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

دامن نہ چھوڑونگا تیرا جب تک ہے دم میں دم۔ رہنا ہے مجھ کو شوخ تیرا سایہ بن کے ساتھ

یہ نٹ کھٹ بچہ کی گفتگو ہے۔ مگر اس گفتگو میں پریم ہے محبت ہے سچائی ہے اور تم بھی ایشور کے ساتھ اسی طرح مچلتے ہوئے سادگی اور سادہ لوحی کے ساتھ برتاؤ کر سکتے ہو۔ سادہ لوح بچوں کی نٹ کھٹی اور گستاخی ہمیشہ معاف کی جاتی ہے کیونکہ اس کے دل میں پریم رہتا ہے اور ایشور گو مستغنی الصفات کہا جاتا ہے مگر وہ بھی اس پریم کا اور اس سرل سوبھاو والے وشواس کا بھوکا اور محتاج ہے۔ وہ کہتا ہے۔ تم ہزار گناہ کرو۔ مگر پریم سے خالی نہ بنو۔ میں تمہارا ویسا ہی محتاج ہوں جیسے فقیر روٹی کا محتاج ہوتا ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

جو بسجود گدایاں چوں گدا

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہہ ما درگہہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

ایشور کے فرزند بنے رہو۔ اپنے موروثی استحقاق کو نہ چھوڑو۔ اور تم آسمان کی بادشاہت کے پھر بھی وارث بنے رہو گے۔ سرب شکتیمان ایشور میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ ایسے بچوں کو اُن کا حق ادا نہ کرے
یہاں مجھ کو ایک قصہ یاد آگیا۔ ایک شخص شیوجی کا اُپاسک تھا۔ اُس نے بہت بھجن بندگی کی شیوجی نہیں راضی ہوئے۔ آخر اُس نے ایک دن ناراض ہو کر کہا۔ جاؤ۔ آج سے میں تمہاری پوجا نہ کرونگا۔ اور اُس نے اسی وقت وشنو کی پرستش شروع کر دی مگر جب پھول وغیرہ چڑھانے لگا۔ شیوجی کی مورتی دیکھ کر خیال آیا کہ یہ بھی میرے چڑھائے ہوئے پھول کی خوشبو لیتا ہوگا۔ اُسی وقت روئی لیکر اُن کے دونتھنوں میں ٹھونسنے لگا۔ مورتی ہنسی "مانگ مانگ کیا مانگتا ہے" یہ بولا اب تک کیوں نہیں راضی ہوئے تھے شیوجی نے جواب دیا میں تیرا امتحان کر رہا تھا۔ روئی کے ٹھونسنے سے مجھ کو معلوم ہو گیا تو مجھ کو زندہ ایشور سمجھتا ہے۔ میں خوش ہو گیا"
"بنا پریم ریجھے نہیں تلسی نند کشور۔ رام رام سب کوئی کہے ٹھگ ٹھاکر اور چور" یہ قصہ ہے غلط ہو یا سہی اس سے غرض نہیں ہے۔ مگر اس میں اصلیت ہے۔

کیا تم بھی ایشور کو زندہ وجود سمجھتے ہو؟ اگر یہ بات ہے تو تم ایشور سے لڑتے ہوئے بھی اُس کے پرم بھگت ہو۔ کرشن بڑے اُتپاتی تھے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مٹکے مٹھور سب پھوڑ دیا کرتے تھے۔ دودھ۔ دہی۔ چھاچھ کے برتن اُلٹتے رہتے تھے۔ یشودا عاجز تھی۔ کئی مرتبہ رسیوں سے باندھا۔ مارا۔ اور کرشن کے ہاتھوں سے خود بھی مار کھائی۔ مگر جب کرشن رونے اور مچلنے لگے۔ ماتا سب قصوروں کو بھول گئی۔ گود میں لیکر ان کو چومنے چاٹنے لگی۔ اے میرے پڑھنے والو! تم بھی کرشن کی طرح یشودا روپی ایشور کے سچے پُتر بننے کی کوشش کرو۔ اور اس کی بال کریڑا سے پریم کا مونتر سبق سیکھو۔ کون کہتا ہے تم گیانی بنو۔ ایشور کی بھگتی میں بڑا رس ہے۔ بہت بڑا مزہ ہے۔ بہت بڑا آنند ہے۔ بھگتی اور گیان میں بھید نہیں ہے۔ نادان بھید مانتے ہیں۔ مگر اس کا سچا پریم دل میں ہو۔ ایک پریم کی ضرورت ہے پھر چاہے جیسا برتاؤ کرتے رہو

از محبت مُردہ زندہ می شود ۔۔۔ وز محبت شاہ بندہ می شود

از محبت خار گردد چون گلاب ۔۔۔ وز محبت سرکہ گردد چون شراب

آتشے از عشق در جاں برفروز ۔۔۔ سربسر فکر عبادت را بسوز

از محبت دُرد ہا صافی شود ۔۔۔ وز محبت دردہا شافی شود

اس بات کی قطعی ضرورت نہیں ہے کہ تم ایشور کو کس طرح مانتے ہو۔ اس کو ماتا سمجھو۔ اس کو باپ سمجھو۔ اس کو دوست سمجھو۔ جس طرح ہوسکے اُس کے پریم کو دل میں جگہ دو اور جس روپ سے تم اس کو یاد کروگے اسی روپ سے وہ تم کو درشن دیگا۔ اور تم اس کی اپار دیا سے کبھی محروم نہ رہوگے۔

پریم ایک بس چاہیے بھیس انیک بنائے ۔۔۔ بھاوے گھر میں باس کر بھاوے گھر میں جائے

ایشور کو ماتا کہہ ۔۔۔ سب کا ہے سب اس کے ہیں۔ آستک

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

ناستک۔ دیندار اور بیدین۔ جس نے جس طرح اس کو یاد کیا۔ وہ اسی طرح اس کو ملا۔ میں نے کتابوں میں وہ باتیں نہیں پڑھیں جو میں نے ان پڑھ بھگتوں کی زبانی سُنی ہیں۔ مجھ کو پنڈتوں سے وہ معرفت کے نکتے نہیں سُننے میں آئے جو ظاہرا نادان اور بدتمیز آدمیوں کے زبان سے سنے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں ایشور باس کرتا تھا

سرِ خفی ز عارف کامل کسے نہ گفت   در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

اے میرے پربھو! تو مجھ کو چاہے جس حیثیت میں رکھے۔ اپنا پریم مجھ کو دے۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔

جیسے لوبھی دھن چہے جیسے کامی کام   تیسے میرے من بسو میرے داتا رام

بات کیا تھی۔ کہاں جا پڑا۔ سلامتی کا وعظ سُنانے آیا تھا۔ اور کیا کہنے لگا۔ یہ جملہ معترضہ تھا۔ مگر یہ مجھ کو بہت پیارا ہے۔ اور تم بھی میرے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے اس کو پیار کروگے۔ یہی اصل میں سلامتی کی بنیاد ہے۔

جو لوگ ایشور کو اس طرح جانتے بوجھتے سمجھتے اور مانتے ہیں۔ اُن کو کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ اُن کو ابھے پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ کمزور سے کمزور ماتا کی گود میں کھیلنے والا لڑکا۔ کسی طاقتور دشمن کا خوف نہیں کرتا۔ کمزور سے کمزور ماتا اپنے بچہ کے بچانے کے لئے شیر کا مُنہ پکڑ لیگی۔ سانپ کا پھن موڑ دیگی۔ ایشور تو سرب شکتیمان ماتا ہے وہ کب اپنے بالک کی رکشا سے چُوکتا ہے۔ ایسا اپنے من میں وشواس رکھو اور تم کو ہمیشہ کے لئے خطرات سے نجات ہو جائیگی۔

جس وقت تم کو ایشور کا ایسا وشواس ہو گیا جب تم جان گئے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کہ ایشور ہی میں سارے سکھوں کا بھنڈار ہے تب اس کی پرارتھنا
کرو - پرارتھنا کیسی ہونی چاہیئے - اس کی وضاحت بھی میں اوپر کی
ورشٹانت سے کرونگا - بچہ ماں کے پیٹ میں پڑا ہے - اس کے نابھی
کی نال ماں کی نابھی سے ملی ہوئی ہے - جہاں بھوک پیاس کے وقت
اس نے ذراسا اس نلی کو حرکت دی خود بخود لطیف غذا اندر ہی اندر
اس کے پیٹ میں پہونچنے لگی - یہ پرارتھنا ہے - مانگنا - چاہنا - خواہش
کرنا پرارتھنا ہے - ماں کے پیٹ سے باہر نکلا ہوا بچہ جب روتا ہے
پرارتھنا ہی کرتا ہے - وہ روتا ہی تھا کہ ماں نے اسی وقت امرت سے
بھری ہوئی چھاتی اس کے منہ میں لگادی - اور وہ دودھ پینے لگا -
بچہ گر پڑا - چوٹ آگئی - رونے لگا - ماں نے اٹھاکر چھاتی سے لگا لیا -
اور وہی امرت مے چھاتی جو ہزاروں دردوں کی دوا ہے اس کے منہ
میں دیدی - وہ چپ ہوگیا درد دکھ بھول گیا - تم بھی یہ کر سکتے ہو -
خیال کی مدد سے ایشور تک پہونچو - تمہارے خیال کی نلی اس حقیقی
ماتا کے ستھن سے امرت لاکر منہ میں چوا دیگی اور تم ترپت ہوجاؤ گے
اس امرت کے پان کرنے والے نہ کبھی بوڑھے ہوتے ہیں نہ مرتے ہیں
وہ امر ہو جاتے ہیں - مگر مانگنا - پرارتھنا کرنا - رونا شرط ہے - جب تم
ایشور کو ماتا سمجھتے ہو تو پھر اس کے پاس رونے میں کیا شرم ہے - روؤ
اور وہ تم کو ہنسا دیگا - مانگو اور وہ تم کو دیگا - بلاؤ - وہ تمہارے پاس دوڑا
چلا آویگا - اس میں ذرہ بھی شک نہیں ہے -

تا نگرید طفل کے جنبد لبن　　تا نہ روید لالہ کے خندد چمن

بچہ کے لئے روتا ہی ضروری ہے - اور اس کو رونا بھی بچوں ہی کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

طرح چاہیئے۔

کبیر ہنسنا دور کر رونے سے کر چیت — بن روئے نہیں پائیے پریم پیارا میت
سکھیا سب سنسار ہے کھاوے اور سووے — دکھیا داس کبیر ہے جاگے اور روئے
ہنس ہنس کنت نہ پائیا جن پایا تن روئے — ہنسی ہنسی جو ہری ملیں کون دوہاگن ہوئے

اس رونے میں مزہ ہے جو صرف رونے والے ہی جانتے ہیں۔ ہم دنیا میں روتے ہوئے آئے ہیں کاش اگر ہم اسی طرح روتے رہیں تو وہ ماتا کبھی ہمارا ساتھ نہ چھوڑے۔ فقیر اور سادھوؤں کا مذہب رونے کا طریق ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس رونے کے رمز کو سمجھ لے۔

سحر ہا بگرید چنداں کہ آب — فروشوید از دیدہ شان کحل خواب
چو بیت المقدس درون پر ز تاب — رہا کردہ دیوار بیروں خراب
گدایانے از بادشاہی نفور — بہ امیدش اندر گدائی صبور

جو روتے ہیں وہی آخر میں ہنستے ہیں جو مانگتے ہیں وہی آخر میں پاتے ہیں۔

در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست — مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

ایشور سے سلامتی مانگو اور تم کو سلامتی ملیگی۔ یہ قدرت کا اصول ہے کہ ہر جنس اپنے ہمجنس ہی کو کھینچتا ہے۔ سلامتی کے خیال کو دل میں جگہ دو۔ اور جب دل یکسو ہونے لگے۔ اس کے خیال کی دھار سے سلامتی کے بھنڈار کو چھودو۔ اس میں اسی طرح حرکت پیدا ہوگی اور سلامتی تم کو مل رہیگی۔ جس طرح بچہ ماتا کے پیٹ کو اپنے نال سے حرکت دیکر غذا حاصل کرتا ہے۔ ماتا کے پیٹ کی مثال اس موقع پر بہت موزون مل گئی ہے۔ ہم تم جس میں بستے ہیں وہ بھنڈار بھی ماتا کے پیٹ کی طرح

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہے اور اُس کے ساتھ ہمارے دل کا سلسلہ ویسے ہی ہے جیسے ہیلوگراف کے رستے یا ٹیلیگراف کے تار ایک دوسرے جگہوں سے ملے جُلے رہتے ہیں۔ اس میں سرِمو فرق نہیں ہے۔ تم مانو یا نہ مانو تم سمجھو یا نہ سمجھو۔ مگر ہے ایسا ہی۔ اور جو اس تار کو ہلانا جانتے ہیں وہ نہ صرف اپنی درخواست کا پیغام ہی بھیجتے ہیں بلکہ براہِ راست اُس سے ضروری سامان حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ایک تمہارا اپنا من ہے دوسرا مالک کا برہمانڈی من ہے۔ جیسے بچہ کا پیٹ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے ویسے ہی تمہارا من برہمانڈی من کے اندر رہتا ہے۔ سمشٹی اور ویشٹی۔ عالم کبیر اور عالم صغیر۔ پنڈ اور برہمانڈ اسی طرح ملے جُلے ہیں۔ صرف خیال کے متوجہ دینے کی ذرہ سی ضرورت ہے۔ اس میں بہت محنت نہیں کرنی پڑتی۔ کیونکہ قدرت میں کہیں بھی محنت اور مشقت کرنے کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ یوں ہی ہو رہتا ہے۔ اور یوں ہی ہوا کرتا ہے۔ جو لوگ محنت کا سبق پڑھاتے ہیں وہ نادان ہیں۔ اُن کی نگاہ اونچی نہیں ہے۔ محنت بگڑے ہوئے دل کی کلپنا ہے اور کچھ نہیں

اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام
داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام
تلسی بروا باغ کا سینچے اور کمہلائے
رام بھروسے وہ رہے کہ پربت پر ہریائے

تمہارا من گو ظاہرا محدود سمجھا جائے مگر وہ محدود نہیں لامحدود ہے کیونکہ وہ برہمانڈی من سے گتھا ہوا ہے۔ جیسے بچہ کا من ماتا کے من سے پرویا ہوا رہتا ہے۔ برہمانڈی من ہر شئے کا بھنڈار ہے۔ اور یہ تمام ساز وسامان اگر تم چاہو تو ... خیال کی ... سے کھینچ منگا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

سکتے ہو۔ تمام کارخانہ خیال کا ہے جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہوا تھا یا ہوگا وہ سب خیالی ہے۔ خیال ہی سب کچھ کر سکتا ہے۔ بغیر خیال کے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ذرہ خیال کر کے دیکھو تو سہی۔ پھر کیا کیا عجائبات تم کو نظر آتے ہیں۔ ایشور پر خیال جماؤ۔ اُس کے سرب شکتیمان ہونے کا درڑھ وشواس کرو۔ فکر اور تردد کے خیالات کو دل سے نکالو۔ اُن کی جگہ پریم اور وشواس کے خیال کو بھر لو۔ اور ایشور کی گود میں مچلتے ہوئے بیخوفی اور سلامتی کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ کچھ نہ کرو۔ صرف اسی خیال کے قانون کو سمجھ بوجھ کر اپنا بنا لو اور روزانہ تم کو بہتر نتیجے دیکھنے میں آوینگے۔ اس خیال کی جگہ تمہارا اپنا دل ہے۔ دل میں دھنسنے کا جتن کرو۔ اور سلامتی تمہارے حصہ میں آویگی۔

مجھ کو اس معاملہ میں تم سے بہت کچھ کہنا ہے لیکن خوف ہے کہیں تم اکتا نہ گئے ہو۔ اس لئے اس کو یہاں ہی ختم کئے دیتا ہوں۔ پھر اس معاملہ میں مزید وضاحت کے ساتھ اپنی زندگی کے تجربات بھی نذر کرونگا جو دلچسپی سے خالی نہ ہونگے۔

غزل

قسمت میں تیری اے دل ناکام کچھ نہیں
دنیائے دوں کا راحت و آرام کچھ نہیں
چھوڑ اس خودی کو یہ دل خود کام کچھ نہیں
دنیا کی چاہ اے سگِ دنیا بہت نہ کر
عالم کی بود محض نمودی ہے مثل خواب

یہ وہ ورق ہے جسپہ کہ ارقام کچھ نہیں
افکار محض ہیچ ہیں آلام کچھ نہیں
آغاز اس کا کچھ نہیں انجام کچھ نہیں
اس سعئے بے حصول کا انعام کچھ نہیں
یاں جتنی صورتیں ہیں بجز نام کچھ نہیں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے بعد نشۂ مے راحت خمار رنج
گر پی بھی لی تو یہ مے گلفام کچھ نہیں

دامان حرص گرچہ نہایت دراز ہے
پر یہ خیال ہے بخدا خام کچھ نہیں

دنیائے دوں کے بام پہ اونچا بہت نہ چڑھ
آخر یہاں سے گرنا ہے یہ بام کچھ نہیں

سودائے خلد اور یہ اعمال بوالہوس
بس بیٹھ بھی گرہ تیری دام کچھ نہیں

سچ کہتا ہوں کہ ثمرۂ اعمال ہیچ ہے
اے پختہ کار یہ ثمر ہیں خام کچھ نہیں

دنیائے پنج روزہ میں کس کو قیام ہے
شہرت تمام ہیچ ہے اور نام کچھ نہیں

جن کو ہے تم سے عشق وہ بیکار محض ہیں
دنیا سے اور دین سے انہیں کام کچھ نہیں

اللہ رے سادگی مری امید وصل ہے
حالانکہ ان سے نامہ و پیغام کچھ نہیں

اٹھے اور اٹھکے ان کی گلی میں چلے گئے
بس اور کام یہاں سحر و شام کچھ نہیں

تیری نگاہ مست سے سرشار ہو گئے
ساقی قدح کشوں کو سر جام کچھ نہیں

بیدینی اور دین سے حقیقت جدا ہے چیز
اے شیخ کفر کچھ نہیں اسلام کچھ نہیں

بدنام و نیک نام کا انجام ہیچ ہے
اے مہر اسی لئے ہوس نام کچھ نہیں (سورج نراین مہر)

سفلی دل کے مشورے *

سفلی دل کو تم حیوانی دل بھی کہہ سکتے ہو۔ جو تمام جانداروں میں عام ہیں اور تمام جاندار اس کے جذبات کے زیر اثر اپنا کام کرتے رہتے ہیں صوفیوں میں اسی کو دل مدوّری کہتے ہیں۔ یہ دل کا سب سے ادنی طبقہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کے کام کرنے کا رقبہ بہت وسیع رہتا ہے۔ سوچنے سمجھنے والا دل درمیانی دل ہے۔ جو زیادہ تر انسان سے مخصوص ہے اور

* یہ مضمون بہت وسیع ہے اس لئے بار بار شائع ہوا کرتا ہے ۔ ایڈیٹر

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جس کے کام کرنے کا دائرہ بہت ہی محدود ہے۔ اس سے اونچے درجہ کا دل ہے جو روحانی آدمیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جس کے جذبات اور سمجھ بوجھ کو انبھو کہتے ہیں۔ اس کے کام کا بھی دائرہ بہت بڑا ہے۔ مگر جب تک آدمی کچھ روحانی ترقی نہ کر جائے۔ اس کی اچھی طرح سمجھ نہیں آتی۔ تاہم اس کی ہستی سے کسی کو انکار نہیں ہوگا۔

اس سے تم سمجھ گئے ہوگے کہ دل کے تین طبقات ہیں اعلےٰ۔ اوسط ادنےٰ۔ سوا درمیانی طبقہ کے باقی اوپر تلے کے طبقات اتنے لمبے چوڑے ہوتے ہیں کہ اس کا سمجھانا مشکل ہے۔ تم کھانا کھا رہے ہو۔ کھانے کی لذت محسوس کرنا یہ درمیانی دل کا کام ہے۔ جب تک وہ حلق کے نیچے نہیں اترتا۔ درمیانی دل اس کو جانتا رہتا ہے۔ مگر حلق کے نیچے آتے ہی جس طرح وہ تحلیل ہوتا ہے لیٹی۔ عرق اور خون بن کر رگ و ریشوں میں دوڑتا ہے وہ کام سفلی طبقہ کا ہے۔ اور تم دیکھ سکتے ہو کہ باوجودیکہ کام کرنیوالے تم ہی ہو۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ کیسے کام ہو رہا ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو سوا تھوڑے سے سوچ وچار کرنے کے باقی ہر کام میں سفلی دل کا ہاتھ رہتا ہے۔ دانتوں سے چبانا۔ ہاتھ ہلانا۔ آنکھوں کا تلملانا۔ رگ و ریشوں کی حرکت۔ مچھر کے ڈنس مارتے ہی ہاتھوں کا زخمی جگہ پر پڑ جانا وغیرہ وغیرہ یہ سب دل کے سفلی طبقہ کے کام ہیں۔ اعلےٰ طبقہ وشنو ہے جس میں ستوگن پردھان ہے۔ ادنیٰ طبقہ شیو ہے جس میں تموگن پردھان ہے۔ درمیانی طبقہ برہما ہے جس میں رجوگن پردھان ہے۔ اس پورانک تشریح سے تم شاید دل کے ان طبقات کو اور اچھی طرح سمجھ جاؤ گے اور گنوں کی کمی بیشی پر غور کرتے ہوئے ان کے ذات اور صفات کے علم سے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بے بہرہ نہ رہ سکو گے۔

اگر اور تشریح درکار ہو تو من کے تین روپ پر غور کرو۔ ان تین روپوں کو بدھ۔ چت۔ اہنکار کہتے ہیں۔ بدھی میں پرکاش ہے۔ چت میں چنچلتا ہے اہنکار میں اندھکار ہے۔ بدھی دیوتاؤں میں ہے۔ چت (سوچنے سمجھنے کی طاقت) آدمیوں میں ہے۔ اہنکار سب میں ہے یہاں تک کہ قدرت کے ایک ایک ذرہ میں ہے اور سب کا کام بغیر جانے اور جنائے ہوئے اسی کے زیر اثر ہو رہا ہے۔ سانکھیہ کار کہتا ہے کہ مہت تتو سرشٹی کا پہلا تتو ہے اس نے اس کی تشریح اور طرح پر کی ہے۔ ہم نے اپنے ڈھنگ پر تمہارے سمجھانے بجھانے کے واسطے من کو مہت تتو کی جگہ مان لیا ہے اور بدھی چت اور اہنکار کو اس کے تین روپ اعلےٰ اوسط۔ ادنےٰ بتا دئے ہیں۔ تاکہ ہماری مراد تم اچھی طرح ذہن نشین کر سکو۔ شاستروں کے لفظوں پر نہ جاؤ۔ صرف سار کو گرہن کرو۔ اور اگر سار پر نگاہ ہے تو تم کو بہ آسانی سمجھ میں آجائیگا۔ کہ سرشٹی میں پردھان کے بعد من ہی پرم تتو۔ پرتھم تتو اور پردھان تتو ہے جس کے بدھی۔ چت اور اہنکار تین روپ ہیں اور جو اس طرح انسان میں بالخصوص رلے ملے ہوئے کام کرتے ہیں کہ ان میں سے تم کسی کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتے۔ اگر من کے معنی منن شکتی کے لئے جاویں تو چت کے معنی چنتن شکتی کے ہونگے اصل میں منن اور چنتن میں کوئی بعید نہیں ہے صرف لفظی جھگڑا ہے۔ اس لئے اس وقت تم ہمارے کہنے سے من کو سرشٹی کا پرم تتو سمجھ لو۔ اور باقی تینوں کو اس کے روپ جانو۔ اگر اردو زبان کے اصطلاحات میں ہم بدھی۔ چت اور اہنکار کو لانا چاہیں تو عام فہم لفظوں میں ان کا ترجمہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عقل روحانی - عقل انسانی اور عقل حیوانی ہوسکیگا - ان سے اور بھی ہماری مراد کی وضاحت ہوگئی - انبھو عقل روحانی ہے - سوچ و بچار عقل انسانی ہے - بلا غور و فکر محض قدرتی جذبات کے زیر اثر کام کرنا عقل حیوانی ہے - دنیا میں ہر جگہ اس عقل ثلاثہ کا ظہور ہو رہا ہے - اور وہ دیوتاؤں سے لیکر گھاس کے تنکے تک میں عام ہیں - فرق صرف اتنا ہے جس میں جس کا ظہور زیادہ ہوتا ہے - وہ اسی نام سے پکارا جاتا ہے - اور بس - مگر زندگی میں کوئی ایسا وقت نہیں آتا - جب تم ان میں سے ایک دوسرے کو الگ کر سکو - کیونکہ جس میں یہ تینوں رہتے ہیں وہ من ہے من ترگن آتمک ہے اور وہی مہت تتو ہے - اور یہ مہت تتو بطور خود پرکرتی سے پیدا ہوا ہے جو تینوں گن ست - رج - تم کی امتزاجی حالت ہے - شاید اب تم اس کو سمجھ گئے ہوگے -

اگر تم نے اچھی طرح ان کو ذہن نشین کر لیا - تو اب سفلی من کے کاروبار کے سمجھنے میں تم کو ذرہ بھی دقت نہ ہوگی - اور تم بطور خود دیکھ سکوگے کہ اس کے کام کا رقبہ کتنا لمبا چوڑا ہے - جس کی ماپ کرنا عقل انسانی کی طاقت سے باہر ہے - اسی کے زیر اثر کام - کرودھ - لوبھ - موہ رہتے ہیں - اسی کی مدد سے قدرت میں ہر جگہ خوش ترتیبی کے نظارے ہر جگہ ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ میں نظر آتے ہیں یہ بولتا نہیں کام کرتا ہے - اس کو زبان نہیں ہے - مگر یہ وقت پر اپنا کام کر گذرتا ہے - میں بیٹھا ہوا لکھ رہا ہوں جسم کے رگ رگ اپنے فرائض میں مصروف ہیں - پانی برف بنتا ہے بھاپ ہو جاتا ہے - رقیق - سیال - ٹھوس اور بخارات کی صورت میں اسی کی وجہ سے تبدیل ہوتا رہتا ہے - پھول کھلتے ہیں - خوشبو اڑتی ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

آندھی چلتی ہے۔ جذب و اخراج۔ حرکات تنفس۔ سونا۔ اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ ہاتھ پاؤں کا متحرک رہنا سب یہ سفلی من کے تماشے ہیں۔ وہ پانی میں ہے۔ مٹی میں ہے۔ ہوا میں ہے آگ میں ہے آکاش میں ہے۔ کیلاش اُس کا بھنڈار ہے۔ شیو اس کا نام ہے۔ دُرگا اسُ کی شکتی ہے۔ بھوت پریت پشاچ سانپ بچھو نندی۔ بھرنگی اسُ کے گن ہیں۔ زہر۔ امرت سب اس میں موجود ہیں کیونکہ وہ عقل انسانی سے بے اثر رہ کر کسی کے درمیان تمیز کا خط نہیں کھینچ سکتا۔

پانی تہہ خاک کو رواں ہے | لو شعلہ کی سوئے آسمان ہے
آندھی نے مچایا شور محشر | آتش نے جلایا سب کو یکسر
مٹی کے ذرّوں کا تصادم | دریاؤں میں موج کے تلاطم
دن کے اور رات کے تماشے | کہسار کے دشت کے نظارے
بلبل کا چہکنا شاخ گل میں | اور نشہ کا آنا جام و مُل میں
رہ رہ کے جو ذرّہ ہے چمکتا | رہ رہ کے جو قطرہ ہے مچلتا
ہیں کام یہ سارے سفلی دل کے | رہتا ہے وہ بیچ آب و گل کے

یہ سب کاروبار سفلی دل کے ہیں۔ جو ہم میں تم میں سب میں عام ہے۔ اب تم نے غالباً اچھی طرح ہمارا مطلب سمجھ لیا ہوگا۔ زیادہ تشریح کی ضرورت کا اب احساس نہ ہوگا۔

سفلی دل اس طرح کا ہے۔ مگر دنیا میں ایسے انسان کم ملینگے۔ جو اس کی اہمیت پر اچھی طرح غور کرتے ہونگے۔ میں چاہتا ہوں۔ تم میرے کہنے سے اسُ پر غور کرو۔ اور نظر کو ہر چہار طرف سے ہٹا کر کچھ دیر کے لئے صرف اسُی کی طرف اپنی توجہ لگا دو۔ اس وقت کچھ میں تم کو رائے

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

دینا چاہتا ہوں۔ اُس کو سوچ سمجھ کر کام میں لاؤ۔ اس سے تمہارا بھلا ہوگا۔

اگر تم عقل انسانی سے کام لیکر اس سفلی دل خواہ عقل حیوانی کو اپنا غلام بنالو۔ تو تم کو قدرت کے تماشوں کے دیکھنے کا نہایت خوبصورت موقع ہاتھ آئیگا۔ اور کسی وقت تم خود اقرار کروگے کہ میرا مشورہ تم کو بہت فایدہ بخش ثابت ہوگا۔

میں کہتا ہوں۔ اس سفلی دل سے کام لینا سیکھو۔ کام تو وہ یوں ہی کر رہا ہے۔ لیکن اگر تم کبھی کبھی مالک بن کر اُس کو حکم دینے کا راز جان لو۔ تو اور بھی تم کو زیادہ فایدہ ہوگا۔ اور کاش اگر اس اپنے زرخرید غلام کو جو بطور میراث تم کو ملا ہوا ہے۔ بالکل اپنا بنالو۔ تو قدرت کے جن معموں کے گرہ کشائی کے واسطے تم اس قدر پریشان ہوا کرتے ہو۔ بہ آسانی پریشانی و حیرانی سے بچ جاؤگے۔

میرا معمول تھا۔ جب میں مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ محض اوروں کی سُنی سنائی باتوں پر یقین کر کے سوتے وقت سونے سے پہلے اپنے من سے متوجہ ہوکر کہدیا کرتا تھا۔ دیکھو۔ آج ٹھیک دو بجے مجھ کو جگا دینا۔ اور دیکھو میں عین اس وقت جاگ پڑتا تھا۔ جب گھنٹے ٹن ٹن بولتے ہوئے۔ دو بجنے کی خبر دیا کرتے تھے۔ اور اسی وقت کھاٹ سے اُٹھ کر پڑھنے لگ جاتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ چاہا کہ دو کا گھنٹہ سُن کر ذرہ اور سولوں۔ مگر کیا نیند آتی تھی۔ من سونے نہیں دیتا تھا۔ ہزار انگڑائیاں لو۔ کروٹیں بدلو۔ آنکھوں کو میچو۔ مگر مجال نہیں تھی کہ پھر نیند آتی۔ خواہ سُست بن کر بیٹھا رہتا یا کھاٹ پر پڑا رہتا۔ کیونکہ یہ قسیو کا اصلی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دُوت اس قدر اپنے منصبی فرض کو سمجھتا ہے کہ لاکھہ کرو۔ مگر یہ جگا کر چھوڑیگا دم نہ لینے دیگا۔ تم اس کا خود تجربہ کر سکتے ہو۔ کوئی مشکل بات نہیں ہے آج ہی سے اس پر عمل کرنا سیکھو۔

میں مدرسہ کا جب ہیڈ ماسٹر ہوا۔ اگر دو بجے دن کو کسی سے ملنے کا اقرار کرتا تھا تو من سے کہہ دیا کرتا تھا۔ دیکھنا دو بجے یاد دلانا۔ ایسا نہ ہو میں وعدہ کو بھول جاؤں اور وقت پر اس سے نہ مل سکوں۔ مصروفیت بُری ہوتی ہے۔ کام کی دُھن میں ممکن ہے یاد جاتی رہے۔ مگر نہیں۔ اُدھر دو بجے۔ ادھر من نے چٹکیاں لینی شروع کیں۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور جس سے ملنا تھا مل آیا۔ اور وعدہ خلافی کی شرم سے بچگیا کس نے مجھ کو یاد دلایا۔ یہ میرا اپنا من تھا۔ جو بیچارہ سچے خادم کی طرح کام کرتا تھا۔ بارہا اس کی آزمایش کی گئی۔ اور ایک مرتبہ بھی اس نے خطا نہیں کی۔ تم آزما کر دیکھو۔ یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ میرے فلسفہ میں محض لفظی گورکھ دھندا نہیں ہے۔ میں تم کو ہر وقت اپنی تحریر و تقریر و طرز عمل سے عمل کی کنجی دیا کرتا ہوں۔ اگر تم اس کو لیکر اپنا کام کرتے ہو۔ فی الہا چشم ما روشن دل ما شاد۔ اگر نہیں مانتے ہو نہ مانو۔ اس کی بھی شکایت نہیں۔

میرے سمجھہ میں ایک بات نہیں آئی۔ غور کرنے کا موقع نہیں تھا۔ اور یہی کام کاج کرتے تھے۔ مگر میں نے کام سے پہلے من سے مخاطب ہو کر کہہ دیا۔ دیکھنا میں کام کرنے جاتا ہوں تم آپ اپنے اندر ہی اندر اس گتھی کو سلجھا رکھنا اور وقت پر بتا دینا کہ اس میں کیا راز ہے اور دیکھو غریب من اندر ہی اندر کریدتا رہا۔ ابھی کام سے فرصت بھی نہیں ملی تھی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس نے کہا - او خداوند! تمہارے سوال کا جواب حاضر ہے - میں خوش ہو گیا من کو شاباشی دی - اور اس کے مشورہ اور صلاح سے کام کا سلسلہ شروع کیا - کامیابی نتیجہ ہوئی - کس نے اس عقدہ کو سلجھایا؟ یہ میرا اپنا من ہی تو تھا - کہیں دوسرے نے تو مدد نہیں کی - تم اس کو خود کر کے دیکھ لو - میں سچ کہتا ہوں - تم مانو یا نہ مانو - لیکن ذرا اپنے سفلی من پر وشواس کرنے لگو - ویسے ہی نتیجے دیکھو گے - آزما لو - آزمانے میں کیا لگتا ہے - کہیں دور جانا نہیں - کسی اور سے پوچھنا نہیں - سب من کا کھیل ہے - مگر اس کا بھی خیال رہے - بھول کر بھی اپنے من کی بےعزتی نہ کرنا - ورنہ وہ دکھی ہو جائیگا اور اس کے دکھ سے تم کو بھی دکھی ہونا پڑیگا - کیونکہ یہ سفلی من شیو کا دوت ہے - اگر اس کی پیشانی پر امرت کا چندرما چمکتا ہے - تو اس کے گلے میں زہر - سر اور کمر میں سانپ اور ہاتھ میں ترسول ہے - یہ تھوڑے ہی میں ناراض اور تھوڑے ہی میں خوش ہو جاتا ہے - اس کا نام آشوتوش ہے - کہاں مارے مارے پھرتے ہو - اپنے من کو اپنا بنا لو اور پھر ہلدی لگے نہ پھٹکڑی رنگ چوکھا آوے - آزماؤ - آزماؤ - اور ذرہ اس کا تماشہ تو دیکھو -

کنوار کا مہینہ تھا شاید یہ ۱۹۰۵ء کا واقعہ ہے - مجھ کو زور کا بخار آ گیا - ہاتھ پاؤں کانپنے لگے - میرے چھوٹے بھائی بابو سورج نرائن سنگھ اور میرے شاگرد لالہ رام رکھا جی سابق مینجر سادھو میرے ساتھ تھے - میری حالت دیکھ کر گھبرائے - رضائی - کمل - دوتہی سب اوڑھا دیا - اور دونوں آدمی میرے اوپر چڑھ بیٹھے - مگر لرزہ کم نہ ہوا - یہ دوا علاج کی تدبیر سوچنے لگے - میں نے من سے پوچھا - کیا تدبیر ہو کہ میں کل اچھا ہو جاؤں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور سادھو کے مضمون لکھنے کے قابل بنجاؤں؟ مین نے کہا۔ تم اس وقت خوب دہی پی لو۔ کل صبح اچھے ہوجاؤ گے۔ مین نے ان سے کہا۔ بھائی! بازار جاکر آدھ سیر دہی لے آؤ۔ مجھے پلا دو۔ میں کل بھلا چنگا ہوجاؤنگا۔ وہ پس وپیش کرنے لگے کہ کہیں بخار اور نہ بڑھ جائے۔ دہی پلانے میں ان کو تامل تھا۔ میں نے کہا۔ اچھا۔ اگر دہی نہیں پلاتے تو میں کم سے کم پندرہ دن تک بخار میں مبتلا رہونگا۔ تمہاری خوشی۔ جیسا چاہو ویسا کرو۔ لالہ رام رکھا جی کو تامل تھا۔ مگر سورج نراین سنگھ کو مجھ پر وشواس تھا۔ دہی لائے۔ میں نے خوب پی لیا۔ اور دیکھو۔ صبح اُٹھکر میں حسب معمول کام کاج کرنے لگا۔ بخار ایسا گیا گویا آیا ہی نہیں تھا۔ یقین نہ ہو۔ اُن سے پوچھ دیکھو۔ وہ تم کو بتادینگے۔ کہ یہ واقعہ لفظ بلفظ صحیح ہے۔ اُس وقت تک مجھ کو یقین بھی نہیں تھا۔ کہ دہی بخار کی دوا ہوسکتا ہے۔ میں نے حکیم درگا پرشاد صاحب دہلوی سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ وہ کہنے لگے۔ یونانی طب میں یہ بھی ایک قسم کا معالجہ ہے کہ جو دل کھانے کو چاہے اُس کو دو صحت ہوجائیگی۔ اس کے لئے انہوں نے "القا" کی اصطلاح بھی بتائی۔ جس سے میں ناواقف تھا۔ یہ لفظ صحیح ہے یا غلط مجھ کو یاد نہیں ہے اگر "القا" نہیں کہا گیا تھا تو اسی قسم کی اور کوئی اصطلاح رہی ہوگی۔ بعد کو حکیم گیان چند جی سے تذکرہ ہوا اُنہوں نے کہا دہی بخار کی دوا بھی ہے۔ خیر ایک یہ واقعہ تھا جو میں نے تم کو سُنا دیا۔

اسی ۱۹۰۸ء میں میرے دفتر میں ایک لالہ وسندھا رام رہتے تھے اُن کو خارش تھی۔ اور بہت بڑی خارش تھی۔ میرے یہاں سب کو خارش

ہوگئی۔ مجھ کو بھی اُس کی چھوت لگ گئی۔ شام کے وقت میں راوی کے کنارے سیر کرنے گیا۔ ۹ بجے رات کو آیا۔ کھانا کھاکر سو رہا۔ ۱۲ بجے کے قریب زور کی خارش ہونے لگی۔ وہ تکلیف ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ نیند حرام ہوگئی۔ بھائی کو جگایا۔ اتفاق وقت کوئی دوا بھی نہیں تھی۔ وہ کہنے لگے اس وقت میں کیا کروں۔ مجبوری ہے۔ من نے اُسی وقت کہا۔ نیازبو (دونا) کے پتے پیس کر لیپ کر دو۔ آرام ہو جائیگا۔ بھائی نے میری بات سُن کر نیازبو کے پتے توڑے جو میرے گھر میں لگے ہوئے تھے۔ کھرل میں ڈال کر اُن کو پیس لیا اور جس وقت خارش پر لیپ کر دی۔ میں تم سے کیا کہوں۔ دو منٹ کے بعد آنکھیں کھل گئیں ٹھنڈک پڑ گئی۔ یہ معلوم ہوا۔ کسی نے برف رکھدیا ہے۔ اور میں آرام سے سو گیا۔ دیکھو۔ یہ من وقت وقت پر سچے معالج کا کام دے جاتا ہے بشرطیکہ تم اس کی سنو اور اُس کے مشورہ پر کاربند ہونا سیکھو۔ یہ وہ سچا رفیق ہے جو کبھی تم کو دھوکا نہ دیگا۔

ابھی پرسوں ۳۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء کا ذکر ہے۔ رات کو کھٹمل بہت ستانے لگے۔ نیند نہیں آتی تھی۔ میں نے من سے پوچھا۔ کیا کروں؟ اس نے جواب دیا۔ نیازبو کے پتے توڑ کر بستر کے نیچے اوپر جا بجا رکھ دو۔ وہ نہ ستائینگے میں نے ایسا ہی کیا۔ اور سچ مچ اُن کی تکلیف سے نجات ہوگئی کل یعنی ۴۔ اکتوبر کی رات کو بھی یہی دقت پیش آئی۔ مگر مجھ کو من کا مشورہ یاد تھا۔ پتے توڑ کر جابجا بکھیر دئے اور صبح تک آرام سے سوتا رہا۔ میں نہیں جانتا نیازبو کے پتوں کی بو کی کیا تاثیر ہے۔ مگر اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ان دونوں موقعوں پر مجھ کو [illegible] آرام ملا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

یہ چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں جو ایک سرل سوبھاؤ والے انسان کے تجربے ہیں۔ میں ان کو اس لئے پیش نہیں کرتا ہوں کہ تم خواہ مخواہ ان کو صحیح تسلیم کرلو۔ یا یوں ہی امنّا صدقنا کہنے لگ جاؤ۔ میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ میری طرح تم بھی اس سفلی من سے مشورہ لینے کی عادت ڈالو۔ میں تم کو نہ غلط تعلیم دیتا ہوں نہ گمراہ کرنا چاہتا ہوں۔ بات سیدھی سادی ہے۔ تصنع نہیں بناوٹ نہیں۔ ممکن ہے میری طرح تم کو بھی اس کا تجربہ ہو جائے۔ اور مجھ کو تو یہاں تک اس من کے صلاح و مشوروں پر وشواس ہے کہ میں کبھی اُس کو جھوٹا کہنے کے لئے تیار نہ ہونگا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ دل کو ناحق کے وسوسات سے آزاد کر کے تب اس سے مشورہ لیا کرو۔

بھگتی بھاؤ کے معاملہ میں دل کی یکسوئی کے بارہ میں خوف و خطر کی حالت میں اور معمولی معمولی باتوں میں ذرہ اس کی طرف توجہ کرنے کی عادت تو ڈالو۔ پھر دیکھو کس طرح یہ تمہاری مدد کرتا ہے۔

من گورکھہ من گوبندا۔ من ہی اوگھڑ سوئے
جو من راکھے جتن کر۔ من ہی کرتا ہوئے

اگر اس سفلی من کو بس میں کر لو۔ اُس کی سنو۔ اُس کی کہو۔ وہ تمہارا بنجائے۔ پھر تم عقل انسانی اور عقل روحانی کے طبقات کی بھی بتدریج سیر کرنے کے قابل بنجاؤ گے اور اپنی زندگی کے مشن کی بہ آسانی تکمیل کر لوگے۔

سفلی من کو میں نے شیو کا طبقہ کہا ہے۔ درمیانی من برہما کا اور اعلےٰ من وشنو کا طبقہ ہے۔ ایک میں Sub conscious

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوسرے میں Consciousness اور تیسرے میں Unconscious ہے انہیں کو دل مدوری۔ دل صنوبری اور دل نیلوفری کہتے ہیں شیو سے شروع کرو۔ اور آہستہ آہستہ برہما اور وشنو کی ماہیت سمجھنے لگ جاؤ گے۔ ان کے پرے آتما کا طبقہ ہے۔ جو گنوں سے رہت ہے اور جہاں پہونچکر پھر انسان کے لئے کسی قسم کے خطرات کا خوف نہیں رہتا ٭

قصہ

ایک راجہ جو اپنے عدل و انصاف کے لئے بہت مشہور تھا۔ کسی گاؤں میں تن تنہا سیر کرنے کے لئے گیا۔ کسی درخت کے تلے چار لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ پاس ہی تھوڑے فاصلہ پر ایک سادھو بھی اپنے خیال میں مست تھا۔ لڑکیاں باتیں کر رہی تھیں۔ راجہ نے توجہ کے ساتھ ان کی گفتگو سنی۔

ایک لڑکی بولی سب سے زیادہ مزہ گوشت میں ہے دوسری نے کہا شراب اس سے بھی میٹھی ہے۔ تیسری بولی۔ محبت میں اس سے بھی زیادہ مٹھاس ہے۔ چوتھی نے کہا نہیں نہیں۔ مزیدار چیز صرف جھوٹ ہے۔ فقیر ان بھولی بھالی لڑکیوں کی باتوں کو سن کر قہقہہ مار کر ہنسا۔ لڑکیاں شرما گئیں۔ راجہ نے چاہا کہ ان سب سے اُن کی گفتگو کا مطلب پوچھے۔ مگر موقع دوسری طرح کا تھا۔ صبر کے ساتھ بیٹھا رہا۔ جب یہ سب اپنے اپنے گھروں کو گئیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ اور اُن کے مکانوں کا پتہ لیکر محل میں چلا آیا۔

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

صبح کے وقت اُس نے اپنے وزیر کو بھیجکر ان لڑکیوں کے وارثوں کو بلایا اور کہنے لگا- میں تمہاری لڑکیوں سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں ان کو تعجب معلوم ہوا- کہنے لگے- آپ اپنی رعیت کے ماں باپ ہو لیکن چونکہ ہم لوگ شہر کے معزز آدمی ہیں- اس طرح لڑکیوں کے بلانے سے ہماری بے عزتی ہوگی- راجہ نے کہا کوئی بات نہیں جیسی وہ تمہاری لڑکیاں ہیں ویسے ہی وہ میری لڑکیاں ہیں- میں پالکی بھجوا دیتا ہوں تم اُن کو لے آؤ-

لڑکیاں آئیں- سادھو بھی بُلایا گیا-

راجہ نے لڑکیوں سے پوچھا- بیٹیو! تم اُس روز درخت کے تلے کیا بات چیت کرتی تھیں؟ لڑکیاں لجائیں- راجہ نے ان کو تسلی دی- تب بنیئے کی لڑکی بولی- مہاراج میں نے یہ کہا تھا- کہ گوشت میں بڑا مزہ ہوتا ہے-

راجہ نے پوچھا- تو کس کی لڑکی ہے؟

وہ بولی- میرا باپ جینی ہے-

راجہ نے کہا- پھر تجھ کو گوشت کا حال کیا معلوم ہے؟ جینی تو مُنہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں- تاکہ کوئی کیڑا مُنہ و ناک میں نہ چلا جائے پانی بھی اسی وجہ سے چھان کر پیتے ہیں-

اس نے کہا- جو آپ کہتے ہیں یہ سچ ہے- مگر میرے مکان کے قریب ایک قصائی رہتا ہے- اور میں دیکھتی ہوں کہ لوگ جانوروں کے گوشت پوست سب اٹھا لیجاتے ہیں کوئی چیز نہیں چھوڑتے- ہڈیاں کتوں کے حصوں میں آتی ہیں- اگر کوئی ہڈی اُن کے مُنہ سے بچ جاتی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے۔ تو چیلہ کوّے اڑا لیجاتے ہیں۔ اور جب ان سے کچھ چھوٹ جاتا ہے چیونٹی کیڑے اُس وقت تک نہیں چھوڑتے۔ جب تک سب کھا نہیں لیتے۔ اس سے میں نے سمجھا گوشت میں بڑی لذت ہوگی۔

راجہ اُس کے جواب سے خوش ہوا اور اس کو انعام دیکر گھر بھجوا دیا تب وہ دوسری لڑکی سے مخاطب ہوا۔ بیٹی! تو کیا کہتی تھی۔ اس نے جواب دیا۔ میں کہتی تھی شراب میں سب سے زیادہ لذیذ اور مزیدار چیز ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

راجہ نے پوچھا۔ تو کس کی لڑکی ہے۔

اس نے کہا۔ میں براہمن کی لڑکی ہوں۔

راجہ۔ پھر تو نے تو کبھی شراب پیا تک نہیں اس کے لذت کی تجھ کو کیا خبر ہے؟

وہ بولی۔ یہ سچ ہے میں نے کبھی شراب نہیں پی ہے۔ مگر میرے مکان کے قریب شرابخانہ ہے۔ دو آدمی سفید پوش آئے۔ پہلے وہ بھلے چنگے تھے۔ دکان پر بیٹھ کر شراب پی۔ متوالے ہو گئے۔ باہر نکل کر خندق میں گر پڑے ایک کتے نے ان پر پیشاب کر دیا۔ آخر بڑی دُرگت کے ساتھ کسی طرح اُن کے رشتہ دار گھر لیگئے۔ میں نے سمجھا۔ اب وہ کبھی بھول کر بھی شراب نہ پئینگے۔ مگر دوسرے دن وہ پھر آئے۔ وہی حالت پھر ہوئی اور وہ روز آتے ہیں تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ میں نے اس وجہ سے سمجھا شراب میں بہت بڑی لذت ہوگی۔

راجہ اس کے جواب سے بھی بہت خوش ہوا۔ اور انعام دیکر اُس کو واپس کر دیا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تب اس نے تیسری لڑکی سے کہا۔ تو نے کیا کہا تھا؟

اس نے جواب دیا۔ میرا خیال یہ ہے کہ محبت میں بڑی لذت ہے۔

راجہ نے کہا۔ تو ابھی بہت کمسن ہے تجھ کو محبت کی کیا خبر ہے۔ تو کس کی لڑکی ہے؟

وہ بولی میں بھاٹ کی لڑکی ہوں میں دیکھتی ہوں عورتوں کو لڑکوں کی پیدایش کے وقت کیسے مصیبت ہوتی ہے۔ جس کا حد وحساب نہیں۔ میں پہلے سوچتی تھی کہ ایک بچہ پیدا کر کے پھر عورتیں باز آوینگی۔ مگر نہیں وہ اپنی تکلیف کا خیال نہیں کرتیں اس سے صاف ظاہر ہے اس میں خاص قسم کی لذت ہوگی۔ وگرنہ کوئی ایسی مصیبت اٹھانا نہیں چاہیگا۔

راجہ بولا۔ لڑکی تو سچ کہتی ہے اور اس کو انعام دیکر گھر بھجوایا۔

پھر چوتھی لڑکی کی باری آئی۔ راجہ نے سوال کیا۔ بیٹی! تو کس کی لڑکی ہے اور تو نے اس دن کیا کہا تھا؟

جواب دیا گیا۔ میں کسان کی لڑکی ہوں۔ میں نے کہا تھا۔ جھوٹ بولنے میں بڑا مزہ ہے۔

راجہ۔ تو نے کیسے جانا؟

لڑکی نے کہا۔ میں اس طرح اس کا جواب نہ دونگی۔ مجھ کو دو لاکھ روپے دیجئے۔ اور چھ مہینہ کی مہلت عطا کیجئے۔ اس وقت میں اپنی بات ثابت کر دونگی۔ اور آپ خود ایک دن جھوٹ بول کر میری بات کا ثبوت دینگے۔ پھر راجہ سادھو کی طرف مخاطب ہوا۔ بھلا آپ ان لڑکیوں کی باتوں پر کیا ہنسے تھے۔ سادھو بولا میں اس کا جواب اس وقت دونگا جب یہ لڑکی اپنی بات صحیح کر دکھائیگی۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

راجہ نے اُس کو دولاکھہ روپیہ دیا- اور وہ اس رقم کو لے کر شہر کے قریب ایک جنگل میں چلی آئی- وہاں عالیشان مندر بنوایا- جس کو ہر پہلو سے آراستہ کیا- جب وہ تیار ہو گیا- اس نے راجہ سے کہلا بھیجا- آپ اپنے درباریوں کے ساتھ آکر ذرہ دیوتا کا درشن کر جائیے- جب وہ آئے لڑکی نے کہا- پہلے وزیروں کو ایک ایک کر کے جانے دیجئے- اگر یہ صحیح النسل ہیں تو ان کو دیوتا کا درشن ہوگا- آپ سب کے آخر تشریف لیجائیے-

راجہ نے کہا- بہت اچھا- ایسا ہی ہوگا-

جب پہلا وزیر مندر کے قریب پہونچا- اس کے لئے دروازہ کھولا گیا- مندر آراستہ تھا- مگر کہیں دیوتا کا نام و نشان تک نہیں تھا اس نے سوچا اگر میں جاکر کسی سے کہتا ہوں کہ اس میں دیوتا نہیں ہے تو لوگ مجھ کو صحیح النسل نہ خیال کرینگے- میری ہنسی ہوگی- اس نے باہر آکر راجہ کے سوال کرنے پہ کہا- دیوتا بہت خوبصورت ہے اور میں نے اس کو دیکھا ہے- اُس کے بعد دوسرا وزیر آیا- اُس کو بھی دیوتا نظر نہیں آیا- مگر اس نے سوچا- پہلا وزیر دیکھ کر گیا ہے- اگر میں انکار کرتا ہوں تو لوگ مجھ کو بعزت کرینگے- اس لئے اُس نے بھی کہا کہ مجھ کو دیوتا کا درشن ہوا ہے- اسی طرح اور وزیروں نے بھی کہا- آخر میں راجہ آیا- مندر میں کوئی دیوتا تو تھا ہی نہیں جو نظر آتا- اس کو سخت تعجب ہوا- مگر اس نے بھی سوچا- سب دیوتا کو دیکھ گئے ہیں- اگر انکار کرونگا تو سب مجھ کو غیر صحیح النسب خیال کرینگے- اس لئے اُس نے بھی باہر آکر دیوتا کے درشن کا حال کہہ سنایا- اور اس کی نورانی صورت کی تعریف کی-

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جب راجہ دیوتا کے گن گا رہا تھا۔ لڑکی اس کے پاس آکر پوچھنے لگی۔ کیوں مہاراج! کیا سچ مچ تم نے دیوتا کے درشن کیئے۔ اس نے کہا ہاں۔ کیا اس میں کچھ شک ہے۔ مگر جب لڑکی غور کے ساتھ اس کو دیکھنے لگی وہ ڈر گیا۔ وزیر بھی ڈر گئے۔ راجہ نے ہنس کر کہا سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے کسی دیوتا کو بھی نہیں دیکھا۔ لڑکی بولی۔ مہاراج! ہم لوگ غریب آدمی ہیں۔ ہم لوگ اپنی زندگی بچانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں آپ نے اپنی زبان کو کیوں گناہ سے آلودہ کیا۔ کیوں کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ جھوٹ میں بہت بڑی لذت ہے۔ اگر آپ کو مزہ نہ ملتا تو جھوٹ کیوں بولتے"۔

راجہ اس لڑکی کی چالاکی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس کو اس بات کا یقین آگیا کہ یہ بڑی ہوشیار لڑکی ہے۔

جب سب کچھ ہو چکا۔ سادھو بلایا گیا۔ اور جب راجہ نے اس سے پوچھا۔ تو کیوں ہنستا تھا۔ سادھو نے جواب دیا۔ ان کم سن لڑکیوں کی باتوں پر مجھ کو پرمارتھ کی سچی تعلیم کا سبق مل رہا تھا۔ میں اپنے دل میں اس لئے ہنستا کہ دیکھو بھگوان چھوٹے لڑکوں کے ذریعہ بھی بڑے بڑے بوڑھوں کو سبق دیا کرتے ہیں۔ ان چاروں لڑکیوں کی باتوں میں روحانی تعلیم کا خلاصہ تھا۔ انسان لذات نفسانی اور لذات جسمانی کا غلام ہو کر ان سے دکھ اٹھاتا ہے۔ مگر پھر بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ یہی حالت کام کرودھ وغیرہ کی بھی ہے۔

راجہ نے آخر میں اس کسان کی لڑکی کے ساتھ شادی کر لی اور ہر معاملہ میں اس سے رائے لیتا رہا اور اس کے مشورہ سے اس نے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بڑی خوبصورتی اور عدل و انصاف کے ساتھ راج کیا +

ہندو فلاسفر اور اُن کا فلسفہ

(نمبر ۳)

ارہن جی

ارہن جی جین دہرم کے زبردست پرچارک گذرے ہیں۔ بلکہ اگر سچی بات کہی جائے تو وہ یہ ہے کہ جین دہرم کی بنیاد جس بزرگ نے رکھی تھی وہ یہی صاحب تھے۔ یہ سچ ہے کہ جین دہرم کی ابتدا مہاراجہ رشبھ دیو جی سے بتائی جاتی ہے۔ جو بطور خود نہایت پاک اور زبردست شخصیت تھے۔ مگر انہوں نے کیا تعلیم دی۔ کیا اصول سکھائے۔ کس طرح دہرم کا پرچار کیا۔ اس قسم کے سوال ہیں جن کا جواب کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔ رشبھ دیو جی کی آعلےٰ تعریف یہ تھی کہ وہ دنیا کے مہاں ورت دھاری۔ تیاگی۔ بیراگی اور اشترنشٹ راج رشی ہوئے ہیں۔ مگر ان کی زندگی دراصل بیخودی اور محویت کی زندگی تھی۔ ممکن ہے کہ اس دہرم کے اصول کے ماخذ وہی ہوں اس سے نہ کسی کو بحث ہے نہ اعتراض ہے۔ مگر جین دہرم کی قدامت کو مانتے ہوئے بھی اس بات کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس کے عملی صورت دینے والے ارہن جی تھے۔

پیدایش

ارہن جی پرسدھ جین آچاریہ یودھشٹری سمت کے ۲۴۴۴ ایس پیدا ہوئے تھے جنم بھومی صوبہ بہار کا مشہور شہر پٹنہ ہے پسنسکارت

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

اور پراکرت کے بہت بڑے عالم اور پنڈت تھے۔ باریک بین اور نازک خیال تھے۔ تھوڑی ہی عمر میں علم سے فراغت پائی۔ سماج کی حالت کی طرف نگاہ کی۔ جن مذہبی خیالات کا ملک میں پرچار تھا۔ ان میں اُن کو کمی نظر آئی اور جیسا کہ جینیوں کے گرنتھوں میں لکھا ہے۔ از سر نو رشبھ دیو کے آئین کے تازہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اُس کی اشاعت میں اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔

یگیشور بھٹ کا حوالہ

آریہ ودیا سودھاکر نام ایک سنسکرت کی مشہور کتاب ہے جس کا مصنف یگیشور بھٹ بتایا جاتا ہے۔ یہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ " سب سے پہلے چارواک نے ویدوں کے برخلاف اپنا مت جاری کیا جس کا عقیدہ یہ تھا کہ آتما شریر ہے۔ کوئی آتما شریر سے مختلف نہیں ہے۔ اس کی تردید کا بیڑا بدھ دھرم نے اٹھایا۔ جو یہ سکھاتا تھا کہ آتما چھنک وگیان ہے۔ لمحہ لمحہ تبدیل ہونیوالی بدھی ہی آتما ہے۔ اور آتما کوئی نہیں۔ بدھ کی تردید کے لئے جین دھرم اُٹھ کھڑا ہوا جو آتما کو چیتن ماننے والا ہے۔ اس مت کے دو بھید ہیں۔ دگمبر اور سویت امبر۔ دگمبر برہنہ مادر زاد رہتے ہیں۔ سویت امبر سفید کپڑے پہنتے ہیں "

ارہن جی کا ایک بودھ آچاری کے ساتھ شاستر ارتھ

ہندوؤں میں یہ بات پرمپرا سے چلی آتی ہے کہ جب کوئی فرقہ پیدا ہوتا ہے وہ سب سے شاستر ارتھ کر کے اپنی سچائی کا اعلان کرتا ہے ارہن جی کے ساتھ اور کن کن مذہبوں کے مباحثے ہوئے اس کا پتہ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہیں چلتا- صرف بودھوں سے شاستر ارتھ کرنے کا حال معلوم ہوتا ہے- اور اس میں کلام بھی نہیں ہے- کہ بودھ شاستر ارتھ بڑے زور کا ہوا ہوگا- ارہن جی کہتے ہیں- اے بودھ! تم کہتے ہو بدھی جو لمحہ بدلتی ہے وہی آتما ہے- اگر آتما ایسا ہی تبدیل ہونیوالا ہے- ایک شخصیت دوسرے وقت جب تبدیل ہوکر دوسری بنجاتی ہے تو پھر کرم کا پھل کس کو ہوگا- اگر یہ کہو کہ ایک شخص کرم کرتا ہے دوسرے کو پھل ملتا ہے تو یہ بات کچھ غیر ممکن سی معلوم ہوتی ہے ایک شخص گناہ کرے اور دوسرا اس کے بدلے پھانسی پاوے- یہ کیسے ممکن ہے مانا چیلا کارج اور گورو کا گیان اس کا کارن ہے- چیلے کا گیان گورو سے آیا ہے- مگر یہاں گورو کی شخصیت اور اس کے اعمال کا چیلے کے ساتھ کیا سنبندھ ہے- کچھ بھی نہیں- اگر اس چھنک گیان ریت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو یہ تو بتاؤ گے- گیاتا- گیان کی ترپٹی کا سمبھو کہاں ہوگا- تمہاری دلیل میں نقص ہے- وہ قبول کرنے کے قابل نہیں ہے اس لئے آتما چھنک وگیان نہیں ہے وغیرہ وغیرہ-

ارہن جی کے سدھانت

ارہن جی کہتے ہیں- پانچ چیزیں انادی ہیں- دربیہ شکتی- پدارتھوں کا سوبھاو- جڑ اور چیتن بنانے کا کال کا سوبھاو- نیت اور ادرشٹ کرم- ان پانچوں کے ملنے سے چیزیں بنتی ہیں- جگت کا کرتا ایشور کوئی نہیں- کیونکہ وہ کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا- جو جیو کہ مکت ہو گئے ہیں وہی اٹھارہ قسم کے عیب سے پاک ہیں وہی ایشور ہیں- اور ان ہی کو جن اور ارہنت وغیرہ کہتے ہیں یہ سروگیا ایک

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

نہیں ہیں مگر سروگیہ ہیں جنھوں میں سروویاپک ایشور کا خیال بالکل نہیں ہے۔ برہمہ اور مایا کا خیال غلط مانتے ہیں۔ یہ برہمہ خواہ آتما کو ایک نہیں مانتے انیک مانتے ہیں چیتن ہے۔ گیان سروپ۔ کرم بھوگنے والا۔ جنم و مرن پانیوالا موکش کا ادھکاری جیو ہے اور جیو پدارتھ نت ہے۔ دوسری چیز جڑ ہے۔ جو جیوؤں سے مختلف مزاج کی ہے۔ اور اجیو کہلاتی ہے۔ جیسے جیو پدارتھ اننت ہیں۔ ایسے ہی اجیو پدارتھ بھی اننت ہیں۔ ایک ایک جیو کے شریر الگ الگ ہیں۔ جیو۔ اجیو۔ یہ جین دہرم کے دو پرم تتو ہیں۔ انہیں دونوں تتوں کے وچار پر جین دہرم کی بنیاد پڑی ہے۔

ان کے بعد جو شاگرد ہوئے وہ سات خواہ نو تتو ماننے لگے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ جیو۔ اجیو۔ پُنیہ۔ پاپ۔ آسرو۔ سَوَرُ۔ نرجرا۔ بندھ۔ موکش یہ نو تتو ہیں۔

ان کے یہاں جیو دو قسم کے ہیں سنساری اور موکش۔

سنساری دو قسم کے ہیں۔ سمنسک اور اسمنسک۔

سمنسک کی پھر دو قسمیں ہیں ستھاور۔ اور ترس۔ اور پھر ستھاور کے پانچ بھید اور ترس کے چار بھید مانتے ہیں۔ ستھاور جیو ایک اندری والا ہے۔ اور دو اندری والے۔ تین اندری والے۔ پانچ اندری والے غرضیکہ بہت سے جیو مانتے ہیں اور ان کی چھپن قسمیں قایم کرتے ہیں۔ ان میں کیڑے مکوڑے درخت وغیرہ سب آجاتے ہیں۔

دھرم سے موکش اور ادہرم سے جنم مرن مانتے ہیں۔

موکش کے سادھن

جین دہرم میں موکش کے تین سادھن ہیں۔ پہلا سمیک درشن

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دوسرا سمیک گیان۔ تیسرا سمیک چرتر۔
سچے دل سے ارہن گورو کا درشن کرنا اُن کے بچن پر سچا وشواس لانا اور جین دہرم کے تتوّں کا اُن کے زبان سے سن کر قبول کرنا سمیک درشن ہے
جیو ماتر پدارتھ جو دنیا میں ہیں۔ اُن کی حقیقت ممتا (خودی) کو چھوڑ کر اس طرح سمجھ لینا کہ پھر سنشے کا خوف نہ ہو۔ سمیک گیان کہلاتا ہے اس گیان کی پانچ قسمیں ہیں (۱) متی گیان (۲) شرت گیان (۳) اودھی گیان (۴) منہ پریار گیان (۵) کیول گیان۔
دوش اور پاتک پیدا کرنیوالے کرموں کا تیاگ سمیک چرتر ہے۔ آدمی کا چلن چلن۔ اور بیوہار۔ اس قسم کا ہو کہ اس سے کسی کو ضرر نہ پہونچے۔ اس کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں (۱) آہنسا (کسی کو ضرر نہ پہونچانا) (۲) سونرت (پیارا اور سچا بولنا) (۳) آستیہ (کسی کا حق نہ مارنا) (۴) برہمچریہ (استری تیاگ) (۵) اپری گرہ (سب کا تیاگ کرنا)

ان تین مکھیہ سادھنوں سے موکش ملتی ہے

من بانی اور شریر سے پاک رہ کر۔ ریاضت کرتے ہوئے۔ گیان میں چلا جائے۔ اس طرح کہ سارے پہلے کے کرم اور ان کا سنسکار دگدہ ہو جائے۔ اور اپنے سروپ میں قایم ہو۔ یہ موکش کہلاتی ہے۔
جب کرم میں پھر انکُر جمنے اور پھل دینے کا سنسکار نہ رہیگا۔ ہمیشہ کے لئے جنم مرن سے رہائی مل جائیگی۔ اور جیو اس وقت شُدھ۔ ایشور ارہن۔ جن اور کیولی کی اوستھا میں چلا جائیگا۔ اسی سادھن کے سلسلہ میں اُن کے یوگ جپ تپ دہرم وغیرہ سب آجاتے ہیں۔

ارہن جی کی موت

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اس طرح دیش دیشانتر میں گھوم پھر کر دھرم کی منادی کرنے کے بعد ارہن جی نے بہت سی مذہبی کتابیں تصنیف کیں۔ جگہہ جگہہ پر اپنے مٹھ قایم کئے۔ جن میں سے راجپوتانہ کی طرف کے مٹھ مضبوط تھے۔ اس طرح کام کرتے کرتے چالیس برس گذر گئے۔ اس عرصہ میں مگدھ کا راجہ مہانندی مر گیا۔ کشتریوں سے راج جاتا رہا۔ اور ان کی گدی پر نند راج شودر راج کرنے لگا۔ اس نے ۳۵ برس تک راج کیا۔ اس وقت ارہن جی کی عمر نوے برس کی ہو گئی۔ دہرم کی بنیاد قایم ہو چکی تھی۔ بہت سے آدمی ان کے مت میں شریک ہو چکے تھے۔ آخر یودہشٹرہی سمت ۱۵۳۳ میں جیٹھ بدی دوادشی شنکر بار کے دن پشکر تیرتھ میں دھینوں کے نروان پد میں داخل ہو گئے۔ آج ان کو گذرے ہوئے چوبیس سو برس سے زیادہ ہوتے۔ مگر اب تک ان کے جشن کی پتا کا کھڑی ہے۔

یہاں ایک بات اور سوچنے کے قابل ہے۔ گوتم بدھ کو گذرے ہوئے صرف پچیس سو برس بتایا جاتا ہے۔ سوال کیا جائیگا کہ پھر ارہن جی کا ان کے کسی شاگرد کے ساتھ مباحثہ کیسے ہو سکتا تھا۔ اس سوال کا جواب ہم خاطر خواہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اس قدر کہہ سکتے ہیں۔ کہ جیسے جینی اپنی پرمپرا کے لحاظ سے بہت قدیم ہیں ویسے ہی بودھ بھی قدیم ہیں۔ جو گوتم بدھ سے پہلے اپنے دہرم کا پرچار کرتے رہے ہونگے۔ کیونکہ گوتم بدھ جی سے تو ارہن جی پہلے گذرے ہیں بلکہ ہماری دانست میں جینیوں کے چوبیسویں تیرتھنکر مہابیر سوامی جی بدھ دیو کے ہمعصر تھے

جین دہرم میں اختلافات

ارہن جی کے مرنے کے بعد جینیوں میں مت بھید ہونا شروع

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہوا۔ پہلے کسی قسم کی ایسی امتیازی خصوصیت نہیں تھی۔ بعد میں سادھو بھیک مانگنے لگے۔ سر کے بال چیونٹی سے نکالنے اور ہاتھوں میں کمنڈل رکھنے لگے۔ اور اختلاف عقاید کی بھرمار شروع ہوگئی۔ یہانتک کہ شری مہابیر سوامی جی کے بعد تک شیو بھوتی ان کا اٹھواں نمبر تھا۔ پہلے سب شویت امبر تھے۔ پھر ڈگمبر ہو لئے۔ یہ دو فرقے ابتک جابجا موجود ہیں۔ مہابیر سوامی ڈگمبر تھے۔ اور اس فرقہ کے لوگ اپنے آپ کو قدیم بتاتے ہیں۔ اب ڈگمبر فرقہ کے سادھو رنگین لباس پہنتے ہیں۔ اور انجلی سے پانی پیتے ہیں۔ بعضوں کا تو یہ حال دیکھا گیا کہ ارہن تک کو نہیں مانتے۔ بدھ کو مانتے ہیں۔ سویت امبر والے سب کپڑے پہنتے ہیں۔ یہ اختلافات ان میں کیسے پڑ گئے کہا نہیں جاسکتا۔

۱۸۹۷ء میں میں ہوشنگ آباد گیا تھا۔ چونکہ مجھ کو جینیوں کے حالات دریافت کرنے کا عرصہ سے شوق ہے۔ گھومتے پھرتے ایک مندر میں جا پہونچا۔ ایک کمسن ستری وہاں تھی وہ مجھ کو مکان کے اندر لیگئی۔ ایک چبوترہ دکھلایا جس پر جینیوں کی دہرم پستک رکھی ہوئی تھی۔ وہ عورت پڑھی لکھی تھی۔ مجھ کو اپنے مذہب کے عقاید بتانے لگی۔ مورتی پوجا کا تشدید ھ کیا۔ میں بہت حیران ہوا کیونکہ جینیوں میں مورتی پوجا پرمپرا سے چلی آئی ہے۔

بمبئی اور احمد آباد میں بھی میں نے ان کے کئی مندر دیکھے۔ عام طور پر جینیوں میں تعلیم کا سلسلہ قابل اطمینان نہیں ہے۔ نہ یہ اپنی مذہب کے دعووں کو آسانی سے ثابت کر سکتے ہیں۔ وجہ ظاہر ہے۔ یہ صرف نام کے جینی رہ گئے ہیں۔ چونکہ دہرم پستکوں کے پڑھنے کا رواج کم ہے۔ مذہبی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اصول سے عام طور پر ناواقف ہیں اور نہ جین دہرم کے فلسفہ کی خبر رکھتے ہیں

ہندو دہرم

مختصر ریویو

سوال کیا جاتا ہے۔ ہندو مذہب کیا ہے؟ تم کس کو ہندو کہتے ہو۔ ہندوں میں ویدوں کے ماننے والے ہیں جو ایک ادتیہ ایشور کی اُپاسنا کی تعلیم دیتے ہیں۔ ہندوں میں ویدانتی ہیں۔ جو سوائے برہمہ کے کسی کے قایل نہیں ہندوں میں چارواک ہیں جو ایشور۔ وید۔ کرم دہرم۔ لوک پرلوک کسی کو نہیں مانتے۔ ہندوں میں بودہ ہیں جو صرف پاکانہ زندگی بسر کرنے کا وعظ سناتے ہیں۔ جینی ایسے ہندو ہیں۔ جو صرف مکمت جیول کو ایشور کہتے ہیں۔ جو ان کی تعریف کے موافق سرو دیاپک نہیں۔ ہندوں میں راما نج سنپرداوالے وششٹ ادویت کے قایل ہیں۔ ہندوں میں شنکر کے مقلد ادویت بھاو کی صدا بلند کرتے ہیں۔ ہندوں میں مادھو اچاریہ کے شاگرد دویت ادویت کے قایل ہیں۔ ہندوں میں بلبھہ آچاریہ کے پیرو کار شدہ ادویت کا راگ گاتے ہیں۔ ہندوں میں کبیر صاحب۔ نانک صاحب رادھا سوامی صاحب کے چیلے خاص قسم کی تعلیم دیتے ہیں۔ آستک۔ ناستک۔ سب ہی اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں۔ کیا یہ سب ہندو ہیں؟ کیا ہندو دہرم اجتماع ضدین کا طریق ہے؟ آخر یہ کیا ہے؟ اس سے ہم کیا سمجھیں؟ یہ سوالات ہیں جو آجکل نادان رشی سنتان کی زبان پر رہتے ہیں۔ مگر وہ بالعوض اس کے کہ سچائی کو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سمجھتے اور اصلیت دریافت کرتے مذاق اور تمسخر سے کام لیتے ہیں اور گمراہی کے گہرے خندق میں گرے جارہے ہیں۔

ہندو دہرم کیا ہے؟ ہندو دہرم دنیا کا سب سے مکمل مذہب ہے جس میں کسی پہلو سے کمی نہیں ہے اور جس میں ہر قسم کے خیالات جن کا انسان کے دل و دماغ سے تعلق ہے موجود ہیں۔ اس کی حیثیت ایک بہت بڑے سمندر کی ہے جس میں کوڑی۔ شنکھہ۔ موتی۔ رتن وغیرہ سب کچھ ہیں تاکہ جس شخص کو قدرت نے جس قسم کی طبیعت و عقل عطا کی ہے وہ اسی کے موافق اس میں سے اپنے لئے ضرورت کا سامان تلاش کرے۔ ہندو دہرم کی یہ خوبی ہے کہ وہ اپنے دروازہ سے کسی شخص کو محروم نہیں کرتا اور بڑی دریا دلی سے ہر ایک کے درس تدریس۔ اور مذہبی میلان کے سامان اکٹھا کردیتا ہے۔ یہ بات دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے۔ اور سبب ظاہر ہے۔ یہ مکمل طریق نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ سب میں کمی ہے سب کے لئے ان میں گنجایش نہیں ہے۔

سوال کیا جائیگا۔ یہ دہرم کیا ہوا یہ تو ایک طرح کا معجون مرکب ہے اس قسم کے سوال کرنیوالوں سے میرا یہ سوال ہوگا۔ کہ جب ایک لباس ہر شخص کے جسم میں نہیں آسکتا۔ اور نہ ہر شخص موزونیت کے ساتھ اس کو پہن سکتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ عقلی و دماغی قوتوں کی کمی بیشی کے نقص کی موجودگی میں ایک ہی مذہبی خیال ہر شخص کو روحانی ترقی کا مفاد بخش سکے۔ بچہ کی عقل بچوں ہی کی طرح ہوگی۔ اُن کا مذہب بھی بچوں کا سا مذہب ہوگا۔ نوجوانوں کی عقل نوجوانوں کی طرح ہوگی ان کا مذہب بھی نوجوانوں کا طریق ہوگا۔ ہزار کوشش کیا جائے۔ لڑکے جوان

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بوڑھے کبھی سب کے سب عقل و دماغ کی لحاظ سے ایک ہی طبقہ پر نہ بٹھائے جا سکینگے۔ لڑکے طبعتاً چلبلے ہوتے ہیں نوجوان قدرتاً منچلے ہوتے ہیں بوڑھے فطرتاً سنجیدہ مزاج ہوتے ہیں۔ کیا سب کے طرز خیال۔ طرز عمل۔ طرز فکر میں عامیت آ سکتی ہے؟ یہ فضول خیال ہے۔ اسی طرح انسانی گروہ میں ہزاروں پیر نابالغ ایسے ملینگے۔ جن کے جذبات بالکل بچوں کے سے ہیں لاکھوں ایسے نظر آوینگے جنہوں نے حیوانی طبقہ سے کچھ ہی زیادہ عقلی و دلی نقطہ نگاہ سے ترقی کی ہے۔ سینکڑوں ایسے ہیں جو ابھی دلی جذبات کے سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ ایسی حالت کی موجودگی میں سب کے لئے ایک ہی اصول کی تلقین کیسے مقرر کی جا سکتی ہے۔ اختلافات کی دنیا میں کیسے ممکن ہے کہ مختلف الحالی اور مختلف الخیالی کا خیال معدوم کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دور اندیش رشیوں نے ہندو دہرم کے سلسلہ میں اس قسم کا التزام کیا ہے کہ ہر کس و ناکس کو مذہبی مفاد حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آوے اور کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔ میں اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہوں۔

ہندو مذہب کی مختلف الحالی دراصل روحانیت کے بام کے سینکڑوں زینے ہیں۔ جس کی نگاہ جتنی اونچی ہے۔ جس کی تمیز و ادراک کی طاقت جتنی بڑھ گئی ہے۔ وہ اسی اندازہ سے اس کا نفع حاصل کرے اور بتدریج فایدہ حاصل کرتا ہوا برابر ترقی کرتا جائے۔ اور آخر میں زندگی کے بڑے مقصد کی تکمیل کر لے۔ یہ وجہ ہے کہ ظاہری طور پر ہندوؤں میں اس کثرت کے ساتھ مذہبی اختلافات موجود ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی سبب نہیں ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اختلافات دنیا کی جان ہے۔ ایک قوم دوسرے سے مختلف ہے۔ ایک عضو دوسرے سے نہیں ملتا۔ ایک ہی شاخ کے تمام پتے یکساں نہیں ہوتے۔ ایک ہی ہاتھ کی تمام انگلیاں برابر نہیں دیکھی جاتیں۔ ایک باپ کے تمام لڑکے مختلف الجذبات کے انسان ہوتے ہیں۔ دنیا میں ایک ہی قسم کا غلہ نہیں پیدا ہوتا۔ ایک ہی طرح کا پانی ہر جگہ کا نہیں ہے نہ ایک طرح کی ہوا ہے۔ سوچنے دیکھنے غور کرنے کے طریقے الگ الگ ہیں۔ ایک سوال میں مختلف پہلو ہوتے ہیں۔ جس کی نگاہ جس پہلو سے مطابقت رکھتی ہے۔ وہ صرف اسی کو دیکھ سکتا ہے۔ مزاج جداگانہ ہیں طبعیتیں جدُی جدُی ہیں۔ ایک ہی مرض کے لئے مزاج۔ سکونت اور آب وہوا کے لحاظ سے مختلف ادویات بتائی جاتی ہیں یہ ہمارا اور تمہارا روزانہ زندگی کا تجربہ ہے۔ پھر ذرہ سوچو تو سہی مذہب میں کیسے یکسانیت ہو سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہندوں میں مذہبی اختلافات کے اتنے شعبے موجود ہیں یہ بالکل قدرت کے موافق ہیں۔ اور یہ سب مل کر ہندو مذہب کو مکمل۔ محیط کل اور سرودیاپک بناتے ہیں۔ جس کو تم ہندو مذہب کا نقص سمجھتے ہو وہ دراصل اُس کا کمال ہے۔ نظر کو وسیع کرو۔ اور تم سچائی کو دیکھ سکوگے۔

تم کہوگے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر ناستکوں کو کیسے ہندو کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وہ ایشور کی ہستی تک کے قایل نہیں ہیں۔ میں کہوں گا۔ اگر وہ ایشور کو نہیں مانتے تو ہرج کیا ہے۔ ابھی عقل کے اُس زینہ پر نہیں پہونچے جس پر چڑھ کر ایشور کا درشن کیا جاتا ہے۔ ان کو اپنی سی کہنے دو۔ ہندو مذہب نے ایسا سامان پیدا کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے ہی طریقہ پر سوچنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سمجھتے ہوئے کسی وقت اس کو ساکشاتکار کرنے کے قابل ہو سکینگے۔ چمگادڑ کہتا ہے سورج نہیں ہے نہ سہی۔ اُس کو سورج کے دیکھنے کی آنکھ عطا نہیں ہوئی۔ مگر اس میں زندگی ہے۔ زندگی کی ترقی کے سلسلہ میں جب اُس کی آنکھوں کو زیادہ روشنی برداشت کرنے کی طاقت آویگی۔ وہ کسی وقت خود دیکھ لیگا۔ کہ سورج کوئی چیز ہے یا نہیں۔ تم کو کیا استحقاق ہے۔ کہ اُس کو زندگی سے محروم کرنا چاہتے ہو۔ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ جس طرح جیسے سامان کے ساتھ اس کی پیدایش ہوئی ہے اس کو آہستہ آہستہ اُسی سامان کے ساتھ ذرہ آگے بڑھنے کا موقع دیتے جاؤ۔ ایک دن اُس کا انکار اقرار سے تبدیل ہو جاویگا۔ اور ہندو مذہب اس ناستک کو بھی اپنے مفاد سے محروم نہیں رکھتا اور تجربہ کہتا ہے کہ اکثر ناستک سوچ وچار کرتے کرتے خود آستک بنگئے اور ایشور کے بھگتوں کی فہرست میں اُن کا نام داخل کیا گیا۔

جینی کسی خاص ایشور کو نہیں مانتے۔ مگر روحانی ترقی کے سلسلہ میں وہ انبھو کرتے ہیں کہ بعض انسان ترقی کرتے کرتے ایشور کوٹی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مانا تمام و کمال وہ اصلیت کو نہیں سمجھتے۔ مگر اس میں ہرج کیا ہے۔ جین مذہب اصلیت تک پہونچنے کا ایک خاص طرح کا زینہ ہے اسی طرح بدھ مت والوں کو شخصی ایشور کی ہستی سے انکار ہے۔ مگر جو لوگ بُدھ کی پاک اور پارسایانہ زندگی سے واقفیت رکھتے ہیں کیا اُن کو اُس کی ذات میں وہ خوبیاں نظر نہیں آتیں جو ایشور سے مخصوص کی جاتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آخر میں اس بدھ کو ہندو اوتار کی طرح ماننے لگے منزل مقصود تک پہونچنے کی راہیں بے شمار ہیں۔ کوئی دکن کی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

طرف سے چلتا ہے۔ کوئی پچھم کی طرف سے آتا ہے۔ کسی کی راہ پورب کی سمت سے آتی ہے کوئی اُتر سے اُس کی طرف چلا ہے۔ یہ سب منزل مقصود کی طرف چلے آرہے ہیں۔ اُن کے راستے الگ الگ ہیں اُن کے راستوں کے نظارے الگ الگ ہیں۔ کسی کی راہ میں جنگل پہاڑ پڑتے ہیں کوئی ہموار میدان سے آتا ہے۔ کوئی کشتی پر چڑھا ہے۔ کوئی گھوڑے پر سوار ہے۔ کسی کے پاس زیادہ ساز و سامان ہے کوئی مانگتا کھاتا ہوا آرہا ہے۔ ان میں سے کوئی مریض ہے کوئی صحیح الجسم ہے سب کے حالات ایک سے نہیں ہیں اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں۔ مگر رُخ سب کا منزل کی طرف ہے۔ ہندو مذہب اس کو جانتا ہے۔ اور سب کو تحریک اور ترغیب کی صدا سُنا سُنا کر کہتا ہے "بیدار ہو۔ اُٹھو۔ چلو۔ اور جب تک منزل مقصود پر نہ پہونچ لو۔ تب تک چین نہ لو۔ اور نہ راہ میں ٹھہرنے کا خیال کرو"۔ یہ خوبی تم کو کہاں ملیگی۔ یہ بات صرف ہندو مذہب میں ہے اور کسی میں نہیں ہے۔

ہندو مذہب بربادی کا مذہب نہیں ہے بلکہ درستگی۔ زندگی ترقی اور تسلی کا طریق ہے۔ اس کو اس تلوار کے ہاتھ لگانے سے گریز رہا ہے جو سوا ایک خاص طریقہ کے پیروکاروں کے دوسروں کو موت کے گھاٹ اُتارتی رہتی ہے۔ ہندو مذہب تعصب سے بری ہے وہ نہیں کہتا کہ سچائی صرف ہماری ہی میراث ہے بلکہ وہ اوروں میں جزوی سچائی کو دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے اور اُن کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے اُن کا حوصلہ بڑھاتا رہتا ہے۔ ہندو مذہب میں ہٹ دھرمی نہیں ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ تم زبردستی خواہ مخواہ کسی عقیدہ پر ایمان لاؤ۔ وہ پرماتما کو سب کچھ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سب میں سمجھتا ہے اور سب کو جائز عزت دینے کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہ ہندو مذہب ہے۔

اور تم دیکھتے ہو کہ ہندو مذہب کے اس اعلےٰ آزادی اور زبردست درگذر اور آزاد پسندی کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اس میں ہر قسم کے مذہبی خیالات اور روحانی اصول مکمل حالت میں نظر آتے ہیں۔ جن مرحلوں سے ابھی دنیا کے خاص خاص مذاہب کو گذرنا ہے وہ سب ہندوؤں میں تمام و کمال اپنے اصلی آب و تاب میں موجود ہیں۔ ہندو مذہب میں دویت واد کا ذکر جس زوردار لہجہ میں کیا گیا ہے وہ دوسرے اس قسم کے مذاہب میں نام کو بھی نہیں۔ ہندو مذہب میں ادویت واد اور سچی وحدانیت کی جو تعلیم دیگئی ہے اس کے جذب کرنے میں دنیا کے دوسرے ایسے مذہبوں کو صدیاں لگینگی۔ الغرض مذہب کے کسی پہلو کو دیکھو اس میں تمام و کمال موجود ہے۔ باوجود اس کے کہ آجکل کے زمانہ کو تہذیب پر اس قدر ناز ہے مگر کیا اس ترقی کے زمانہ نے ہمارے مذہبی فلسفوں کی طرح ابتک کسی مکمل فلسفہ کے پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے؟ کبھی نہیں جو شخص ایسا دعوےٰ کرے وہ جھوٹا دعوےٰ ہے۔ مادہ پرستوں میں ابتک چارواک کی شخصیت کا ایک آدمی بھی پیدا نہیں ہوا۔ اور میڈم بلیوٹسکی سچ کہتی ہے کہ اگر اس وقت چارواک موجود ہوتا تو ہربرٹ سپنسر اور ہکسلے سے اہل دماغ اس کی شاگردی کا فخر کرتے۔ وحدانیت کے سمجھنے والوں میں کہاں کسی نے شنکر اچاریہ کی ایسی اعلےٰ اور زبردست شخصیت پیدا کی اور جرمنی کا مشہور فلاسفر شوپنہار اس اقرار میں حق بجانب ہے کہ اپنشدوں سے بہتر خیال کا اظہار کہیں بھی سنا نہیں ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

اور وہ دنیا میں ہمیشہ عزت اور تعظیم کی نگاہ سے دیکھی جائیگی۔
یہ ہندو مذہب کی خوبی اور بزرگی ہے۔

تم کہو گے۔ کیا بُت پرستی بھی ہندوؤں کا طریق ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ ہندوؤں کو جو شخص بُت پرست کہتا ہے وہ سخت نادان اور غلط کار ہے اس نے ہندو مذہب کو نہیں سمجھا۔ کہاں کوئی ہندو مورتی کے سامنے کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے کہ "اے مورتی! تو پتھر سے بنی ہے۔ تجھ کو بت تراش نے کاٹ کو گڑھا اور ایسی خوبصورت بنائی"۔ وہ تو ہمیشہ یہ پرارتھنا کرتا ہے "بھگوان! تو اپرم پار ہے۔ تیری مہما کوئی نہیں جانتا۔ تو انتریامی ہے سرب شکتیمان ہے گھٹ گھٹ کا باسی ہے"۔ کیا یہ مورتی کی تعریف ہے؟ کیا مورتی گھٹ گھٹ کی باسی اور سرب شکتیمان ہے؟ ذرہ غور کرنے سے خود بخود اس اعتراض کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

ہندوں میں مورتی صرف ایک چنہہ کی طرح استعمال ہوتی رہی ہے۔ تاکہ اس کے سہارے دلی جذبات کو یکسو ہونے کا موقع ملے۔ جو لوگ اور طرح پر دل کی ورتیوں کو نہیں روک سکتے تھے۔ ابتدائی مرحلہ میں اس کو اپنا سہارا بناتے تھے۔ بعد کو اس سے تعلق بھی نہیں رہتا تھا۔ میں ہندو ہوں مگر میں مورتی پوجا نہیں کرتا نہ اس کا حامی ہوں مورتی کا سہارا صرف وہ لوگ لیتے تھے جو عقل کے کثیف ہوتے تھے۔ جن کا خیال ذرہ اونچا ہے وہ مادہ کے ان کثیف چنہوں کو جواب دیکر خیالی سہارا لیتے تھے۔ کیونکہ یہ روحانیت کے بام پر چڑھنے کا دوسرا زینہ ہے۔ یہاں خیالی مورتی ہوتی تھی۔ کیونکہ جو شخص ایشور کو باپ۔ ماں راجہ۔ دوست۔ مالک کہہ کر یاد کرتا ہے وہ بھی اصل میں اپنے دل کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جذبات یکسو کرنے کے لئے ایسی خیالی مورتی سامنے رکھتا ہے۔ بات ایک سی ہے وہاں مادہ کا کثیف چنہہ ہے یہاں مادہ کا لطیف چنہہ ہے کیونکہ خیال پھر بھی مادہ ہی ہے مادّہ سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں ہے۔ ورنہ ایشور اصل میں نہ ماں ہے نہ باپ ہے نہ راجہ ہے۔ نہ دوست ہے جو اس کو ماں باپ کہتے ہیں وہ بھی اس کو مورتی مان بناتے ہیں۔ اور ان کے سامنے بھی انسان کی خیالی مورتی رہتی ہے۔ یہ روحانیت کا دوسرا مرحلہ ہے۔ آگے چل کر تیسرا مرحلہ جوگیوں کا آتا ہے جس کے تعلیم پرتیاہار۔ دہارنا۔ اور دھیان میں دیکھائی ہے۔ یہاں بھی خیال کے لئے ایک نہ ایک مرکز قایم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ کوئی سمجھائے بھی تو کس کو سمجھائے۔ یہاں تو محض اعتراض جمانے سے تعلق ہے۔ بھلا کوئی شخص مجھ کو یہ تو بتا دے کہ سرو ویاپک کا دھیان کیسے ہو سکتا ہے کیسے کیا جا سکتا ہے۔ انسان کو اتنی عقل کہاں ہے کہ وہ اس سرو ویاپکتا کے راز کو تو سمجھ سکے۔ آنکھیں بند کرو۔ یا تو تم محیط سمندر کو لہریں مارتے ہوئے انبھو کرو گے یا زیادہ سے زیادہ آکاش کا خیال کرو گے۔ مگر آکاش بطور خود مادہ ہے۔ اس کی سرو ویاپکتا صرف نسبتی ہے ورنہ ایشور کی درشٹی سے وہ بھی محدود غلیظ ہے۔ لوگ سمجھے بوجھے خاک نہیں اور ہندو دھرم پر نکتہ چینی کرنے کو مرے جاتے ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب جو ہندوؤں کو بُت پرست کہتے ہیں سخت گمراہ ہیں کیا وہ ایشور کے سمجھنے کے لئے کسی چنہہ کا سہارا نہیں لیتے؟ اپنے ارد گرد دیکھو۔ اور تم ان کو زیادہ بھولا ہوا پاؤ گے۔ یہ اس مختصر اعتراض کا جواب ہے جس میں ہندوں کو بغیر سمجھے بوجھے مورتی پوجک

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ خود مورتی پوجک ہیں۔

بغیر چنہہ کی مدد کے انسان کسی طرح دل کو قابو میں نہیں لاسکتا چنہہ نہ ہو تو نہ دھارنا ہوگی نہ دہیان ہوگا۔ حرف بطور خود چنہہ ہیں کتاب بطور خود چنہہ ہیں یہ آپ تو علم نہیں ہیں مگر اُن کے سلسلہ میں علم کا گیان ہوتا ہے ان کی جڑ کاٹ دو۔ پھر تم علم کیسے حاصل کرسکوگے دنیا کے تمام کتاب پرست اہل کتاب اگر مورتی پوجک نہیں ہیں تو کیا ہیں وہ اپنی کتابوں کو لاکہہ کلام الٰہی کہیں مگر کتابیں ہیں تو مورت مورت سے زیادہ ان کی وقعت نہیں ہے۔ برہمانڈ مورتی ہے۔ پنچ تتو مورتی ہیں۔ زمین و آسمان سب مورتی ہیں۔ ان کی جڑ کاٹ دو۔ اور پھر دیکھیں تو سہی تم کو کس طرح ایشور کا انبھو ہوتا ہے۔ یہ اعتراض تمام و کمال غلط ہے۔ اور اس کو ٹھہرنے کے لئے ذرہ بھی پانوں نہیں ہے۔ بفرض محال ہندو اگر بت پرست ہیں تو وہ اس طرح کے بُت پرست ہیں۔

یہ سب کچھ ہوا۔ مگر یاروں کے اعتراضات کا ابتک کافی جواب نہیں دیا جاچکا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ بعض ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی جائز ہے۔ بعض اس کے مخالف ہیں۔ ان میں سے کون ہندو ہے اور کون نہیں۔ میں کہتا ہوں دونوں ہی ہندو ہیں۔ کیونکہ یہ پہلے ہی بتادیا گیا ہے کہ ہندو دہرم مکمل دہرم ہے۔ اس میں ہر سوال موجود ہے۔ جس کی جیسی عقلی حالت ہے اُس کے طریقے اُسی کے مطابق ہیں۔ ایک شخص کثیف غذا کھاکر ہضم کرسکتا ہے۔ اُس کے لئے موٹے ناج کھانے کی ممانعت نہیں ہے۔ مگر جس کا ہاضمہ صرف لطیف غذا کو قبول کرتا ہے۔ اُس کے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

لئے اُس کی ممانعت ہے۔ لیکن موقع۔ محل اور ضرورت کے وقت ہندو دھرم میں قدم قدم پر اصلاح اور تبدیلی کرنے کا حکم ہے بہت سی سمرتیوں کی موجودگی بدیہی ثبوت ہے کہ وقت کے لحاظ سے ہندوں کے طریقوں میں ردوبدل ہوتے رہے ہیں۔ اور اب بھی جب کبھی ضرورت ہوگی آپت کال وبپریت کال کے وقت وہ جدوجہد کر کے اصلاح کرتے رہینگے اور کر لینگے۔ اگر زمانہ کے ہیر پھیر سے کچھ پرنالی بگڑ گئی ہے تو اس پر شکایت کرنے یا لعن طعن کی زبان دراز کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ دنیا کا قاعدہ ہے۔ کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے۔ یہاں جب لمحہ لمحہ حالت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو پھر خیالات میں کیوں نہ تبدیلی ہوگی۔ وقت آپ آہستہ آہستہ سارے سمے حل کر لیگا ؛

چہل درویش

پانچویں سمپتی۔ شردھا یا اعتقاد

بیسویں سادھو کی کہانی

(شردھا گو روہیں)

درکار ہے راہ گیر کو راہنما　　اپنا خود آپ ہی نہ ہو راہنما

عرفاں کے ہیں ہیچدار رستے اُس میں　　چل راہ وہی چلائے جو راہنما

کر قول پہ ارباب ہدایت کے یقین　　یہ قول تیرے واسطے ہے حبل متین

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تاثیر دوا میں ہو تو کیونکر ہو مہر بیمار کو اعتقاد ہی جبکہ نہیں

ایک مہاتما بولے۔ مہاراج۔ شردھا کے معنی اعتقاد یا یقین کے ہیں اصطلاح میں شردھا گورو یا شاستر کے بچن میں اعتقاد رکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی گورو نے جو کچھ کہا ہے یا شاستر میں جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اگر سمجھ میں نہیں آتا تو سمجھ کا قصور ہے۔ گورو یا شاستر کا قصور نہیں جہاں اس اعتقاد کے ساتھ تعلیم لی جاتی ہے۔ وہاں بہترین نتائج حاصل ہوا کرتے ہیں۔ جہاں یہ خوش اعتقادی نہیں ہے۔ وہاں آدمی کے پلے کچھ نہیں پڑا کرتا۔ الٹا محروم رہا کرتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں۔ کہ آدمی آنکھیں بند کر کے گورو یا شاستر کی ہر ایک بات خواہ اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے آمنّا و صدّقنا کہہ کر اندھوں کی طرح مانتا چلا جائے۔ بلکہ دونوں جگہ دلیل عقلی کے لئے میدان کھلا پڑا ہے اور بحث کی جتنی چاہے گنجایش موجود ہے۔ لیکن دلیل و بحث ایک تو محض جاہلانہ ہوتی ہے جس میں بحث و دلیل صرف بحث و دلیل کی خاطر کی جاتی ہے اور دوسری اس غرض سے کہ اس بحث و دلیل سے کسی نتیجے پر پہنچنا ہے پہلا شخص لفظی ہیر پھیر کے دائرے میں محدود رہتا ہے اور دوسرا مغز سخن کو پہنچکر تسلی اور تسکین قلب حاصل کرتا ہے۔ پس ایسی بحثوں اور دلیلوں سے پرہیز لازم ہے جن کا نتیجہ سوائے سر کھپانے کے اور کچھ نہیں یہاں شردھا یعنی خوش اعتقادی درمیان میں آتی ہے اور آدمی کو کجروی سے بچا کر سیدھے راستے کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی کو شردھا کا سبق بچے سے لینا چاہیئے۔ اس سے کہتے ہیں۔ پڑھ الف وہ کہتا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہے الف اور پہچان کر اس کو یاد کر لیتا ہے۔ اگر وہ شروع ہی سے اعتراض کرے کہ اس حرف کا نام میں الف کیوں کہوں کچھ اور کیوں نہ کہوں تو وہ نعمت علم سے محروم رہجائیگا۔ شری بھگوان کرشن نے گیتا میں کہا ہے کہ گیان شردھا والے آدمی کو نصیب ہوتا ہے اور گیان سے وہ پرم شانتی کو پہنچتا ہے۔ یہ مقولہ من وعن درست ہے اور اس کی وجہ اظہر من الشمس ہے۔ گیان کا راستہ کٹھن ہے۔ اور گیان مشکل چیز ہے۔ مبتدی شروع کرتا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ پوری طرح گورو کی بات آتی ہے۔ نہ شاستر کا لیکھ آتا ہے۔ لیکن اپنا قصور فہم وہ گورو اور شاستر کے سر پر رکھا چاہتا ہے اور اپنی غلط فہمی اور نادانی کا اعتراف نہیں کیا چاہتا اس ہٹ دہرمی کو چھوڑ کر شردھا سے کام لینا چاہیئے۔ اور بھروسا رکھنا چاہیئے کہ گورو اور شاستر سچ بات کہتے ہیں۔ آج میری سمجھ میں نہیں آئی کل آئیگی۔ ایسے شردھا والے آدمی سے گورو خوش ہوتا ہے۔ شوق سے بتاتا اور سمجھاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا پردہ جہالت وتاریکی دور ہو کر گیان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

گورو کے بچن پر شردّھا کی ایک کہانی میں آپکو سناتا ہوں۔ شاستر کے بچن پر شردھا کی کہانی کوئی اور مہاتما سنائینگے۔ چونکہ شردھاوان آدمی ہوں۔ اس واسطے کوئی من گھڑت قصہ آپکے سامنے بیان نہیں کرونگا بلکہ سچا نتیجہ خیز واقعہ سناؤنگا۔

ایک سادھو شہر سے دو میل کے فاصلے پر ایک جنگل میں کٹیا بنا کر رہتے تھے۔ ان کا نام جیوانند تھا۔ پچیس چھبیس برس کا سن وسال۔ کشیدہ قامت خوش اندام آدمی تھے۔ شاستر میں اچھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دخل تھا اور قوت تقریر نہایت اچھی پائی تھی۔ صبح شام کتھا بانچا کرتے تھے اور اس کی شہرت دور و نزدیک پھیلی ہوئی تھی۔ بہت سے پریمی بھگت کیا مرد اور کیا عورتیں سننے آیا کرتے تھے۔ صبح کے وقت زیادہ اور شام کو کم۔ وجہ یہ تھی کہ جہاں ان مہاتما کی کٹی تھی وہاں ایک خوبصورت تالاب بھی تھا۔ صبح لوگ چلے جاتے تھے وہیں اشنان کرتے تھے اور ٹھہر کر کتھا سنتے تھے۔ عورتوں کی شردھا ہندوستان میں مشہور ہے۔ بہت سی دیویاں صدق عقیدت سے مہاتما سادھو کے درشنوں کو جاتی تھیں اور کتھا کا امرت رس پان کرتی تھیں۔

ایک دن کا ذکر سنیے کہ یہ مہاتما کتھا بانچ رہے تھے کہ ایک بوڑھا سادھو آیا اور وہ بھی سُننے والوں کے حلقے میں بیٹھ گیا۔ جیوانند کا دھیان کتاب کی طرف تھا۔ انہوں نے اُسے نہ دیکھا اور بڑی فصاحت و بلاغت سے خوش کلامی کے ساتھ کتھا کہتے رہے۔ جب ختم کر چکے اور لوگ اٹھے۔ اس وقت اس سادھو پر ان کی نظر پڑی۔ یہ ان کے گورو تھے۔ جن کا نام آپ کے اسم مبارک کی طرح برہمانند تھا۔ جیوانند چوکی پر سے اُتر کر گورو کے قدموں پر گرے اور معافی چاہی کہ مجھے آپکے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ کتاب کی طرف ایسا دھیان تھا کہ آپ آکر بیٹھ گئے اور میں پڑھتا اور تشریح کرتا رہا۔ چوکی پر بیٹھے رہنے کی معافی چاہتا ہوں۔ گورو کو لایق چیلے کا یہ انکسار بہت پسند آیا۔ صدق دل سے اس کی سعادت مندی اور لیاقت کی داد دی اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جب لوگ چلے گئے اور یہ دونوں گورو چیلے اور سوامی برہمانند کے دوتین گرہستی چیلے جو اسی شہر میں رہتے تھے رہ گئے تو وہ جیوانند سے مخاطب ہوکر کہنے لگے۔ بیٹے جیوانند تمہاری کتھا کی تعریف ہم سے لوگ اکثر کیا کرتے تھے۔ آج ہم نے اپنے کانوں سے سُنی۔ اور حق یہ کہ جیسی تعریف لوگ کرتے ہیں اس سے بھی بڑھکر ہے۔ کیا صبح شام روز ایسی ہی بھیڑ یہاں رہتی ہے۔ جیوانند نے کہا مہاراج صبح مرد اور عورتیں ذرا زیادہ آتی ہیں اور شام کو کم۔ کیونکہ یہاں سے شہر کا فاصلہ دو میل سے کچھ زیادہ ہے۔ ہاں شام کے وقت بھی کچھ مرد اور بعض پریمی عورتیں روز آہی جاتی ہیں۔

سوامی برہمانند بولے۔ دیکھو بیٹے۔ تم نوجوان نوعمر آدمی ہو۔ تمہاری کٹی میں نوجوان عورتوں کا دونوں وقت آنا مناسب نہیں ہے۔ یہ کام یعنی جذبۂ نفسانی ایک بڑی طاقتور چیز ہے۔ عورتوں کا سنگ سنیاسی کے لئے نازیبا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ تمہارا سنیاس کا برت بھنگ ہو جائے اور پشیمانی اُٹھانی پڑے۔ جیوانند کے گورو بھائی بھی اس بات پر مسکرا دئے لیکن خود جیوانند کو گورو کا بچن اور گورو بھائیوں کا مسکرانا تلخ گذرا۔ ہاں پاس ادب سے صرف اتنا کہا۔ کہ مہاراج میں ان عورتوں کو گھر بلانے نہیں جاتا۔ اپنی شردھا سے کتھا سُننے چلی آتی ہیں۔ ابتک آپکی کرپا سے کام نے مجھے کبھی نہیں ستایا۔ آئندہ سے اور احتیاط رکھونگا۔ سوامی برہمانند چیلے کی بے رُخی کو تاڑ گئے۔ کیونکہ ایک زمانہ دیدہ اور سنجیدہ آدمی تھے۔ خیر بات آئی گئی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد برہمانند کے گرہستی چیلوں نے کہا۔ مہاراج شہر چلیئے۔ جیوانند نے کہا مہاراج یہیں ٹھہرئے

کچھ دیر کی قیل وقال کے بعد آخر فیصلہ یہی ہوا کہ برہمانند اپنے گرہستی چیلوں کے ساتھ شہر چلے گئے اور کہتے گئے کہ صبح پھر درشن دینگے۔

شام کے وقت جیوانند نے روز کی طرح کتھا کہی اور حسب دستور غروب آفتاب سے کچھ پہلے ختم کر دی تاکہ لوگ رات سے پہلے گھر جا پہنچیں جب سب سننے والے گھر چلے گئے تو جیوانند اٹھکر باہر ٹہلنے لگے۔ بڑا سہانا سماں تھا اور اس سے بھی سہانا ان کا ستھان تھا کٹی کے قریب ہی ایک خوشنما پختہ تالاب بنا ہوا تھا اور اس کے کنارے کہن سال درخت سایہ افگن تھے۔ انمیں سے کسی میں پھول آتے تھے کوئی پھلوں سے لدے ہوئے کھڑے تھے۔ ٹھنڈی خوشبودار ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ اور جانور درختوں پر بیٹھے نغمہ خوانی کر رہے تھے۔ یہ بہت دیر تک اپنے باغیچے اور باہر کے درختوں کے جھنڈیں گلگشت کرتے رہے اور غروب آفتاب کی بہار دیکھتے رہے۔ جانب مشرق سے ابر سیاہ اُٹھتا آتا تھا۔ لیکن مغرب کے بادل نیرنگہائے شفق سے رنگین ہو رہے تھے۔ اور درختونکی پھننگ پر ابھی سونا سا منڈھا ہوا نظر آتا تھا۔

رفتہ رفتہ ہوا زیادہ تیز ہوتی گئی اور آناً فاناً میں کالے کالے بادل تمام آسمان پہ چھا گئے۔ جیوانند ٹہلتے ٹہلتے کٹی سے کچھ فاصلے پر نکل گئے تھے۔ جلد جلد واپس آئے کہ کہیں بارش نہ آجائے۔ یہ قدم اُٹھائے چلے آتے تھے کہ سامنے سے ایسے آواز آئی۔ جیسے کوئی عورت پاؤں میں زیور پہنے چلی آتی ہے۔ کٹی قریب ہی تھی ادہر تو یہ پہنچے۔ ادہر دروازے کے قریب ہی زیور کی جھنکار کان میں آئی۔ انہوں نے پوچھا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

کون ہے ۔کیونکہ اب تاریکی میں صورت نہیں نظر آتی تھی ۔ایک نہایت ہی دلگداز اور شیرین آواز گوش زد ہوئی ۔کیا سوامی جیوانند کی کٹی یہی ہے ۔انہوں نے جواب دیا ہاں یہی ہے ۔تم کون ہو۔ اسی شیرینی کے ساتھ جواب ملا کہ دو مسافر عورتیں ہیں۔ مینہ آیا چاہتا ہے اور ہم شہر جایا چاہتی ہیں ۔راستے میں آگیا تو مصیبت ہوگی ۔کٹی میں پناہ گزین ہونے کو آئی ہیں۔

آواز نہایت ہی شیرین اور دلگداز تھی۔اس سے جیوانند کے دل پر بھی چوٹ لگی۔ لیکن ساتھ ہی صبح کی گورو کی باتیں بھی یاد آئیں کہ سنیاسی کے گھر عورتوں کا آنا اچھا نہیں ہے۔ دل نے کہا کٹی کا دروازہ نہ کھولو۔ اور آپ ہمراہ جاکر ان عورتوں کو یا تو شہر پہنچا دو یا راستے میں جو مندر دس منٹ کی راہ ہے وہاں چھوڑ آؤ۔ یہ اس پس و پیش میں تھے کہ وہی شیرین آواز پھر کان میں آئی۔ مہاراج کیا سوامی جیوانند تم ہی ہو۔ تمہارا گیان اور مہمان نوازی دور دور مشہور ہے ہم غریب عورتوں پر رحم کرو۔ ہمیں کوئی اس سنسان جگہ مینہ بوندی میں لوٹ نہ لے یا ہماری عزت نہ خراب کرے ۔جیوانند کے دل نے پھر کہا۔دیکھ تو سنیاسی ہے رات کے وقت سنیاسی کی کٹی میں عورت کا کیا کام۔ ابھی وقت ہے انہیں اور جگہ پہنچا آ۔ گورو مہاراج بھی عورتوں کے سنگ سے منع کر گئے ہیں۔ پھر وہی شیرین آواز آئی۔ مہاراج بولتے کیوں نہیں۔

اس وقت یہ شیرین آواز کفایت کر گئی ۔جیوانند نے کہا۔ ہاں میں ہی جیوانند ہوں ۔ٹھہرو دروازہ کھول کر چراغ روشن کرتا ہوں۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ کہکر دروازہ کھولا اور کٹی میں آکر چراغ روشن کیا۔ کٹی ایک بڑے احاطے میں تھی۔ جس کے چاروں طرف کچی مٹی کی دیوار تھی اور اسمیں دروازہ تھا۔ شمال رویہ ایک بڑا دالان تھا جسمیں کتھا ہوا کرتی تھی اور ست سنگی آکر بیٹھا کرتے تھے۔ اس کے پہلو میں ایک کوٹھڑی تھی۔ دالان کھلا ہوا مکان تھا۔ مگر کوٹھڑی میں کواڑ تھے اور قفل لگایا جا سکتا تھا۔ اس میں سوامی جی کا اسباب بھی رکھا رہتا تھا۔ اور جاڑے میں سونے کے کام بھی آتی تھی۔

چراغ روشن ہوا تو سوامی جی نے دالان کی دہلیز پر دو عورتوں کو کھڑا پایا۔ ایک امنیں سے بوڑھی معلوم ہوتی تھی اور اس کے لباس سے عیاں تھا کہ ملازمہ ہے۔ اس کے کندھے پر کپڑوں کا ایک بقچہ تھا۔ کچھ اس کے باعث اور کچھ اس کی میلی چادر کے باعث جسمیں چہرہ کچھ کچھ چھپا ہوا تھا اس کی صورت صاف نظر نہیں آتی تھی۔ دوسری عورت کو دیکھ کر سوامی جیوانند حیران رہ گئے۔ سولہ سترہ برس کا سن و سال تھا۔ اور بلا کا حسن و جمال۔ گورے رنگ پر سونے کے زیور خوبصورتی کو دوبالا کئے دیتے تھے۔ لباس خوش رنگ پہنے ہوئی تھی اور جامہ زیبی اس پر ختم تھی۔ معلوم ہوتا تھا کسی شریف گھرانے کی لڑکی ہے اور جانی پہچانی صورت ہے۔ چنانچہ سوامی جیوانند نے اس سے پوچھا۔ دیوی تم کون ہو اور رات کے وقت اس سنسان جنگل میں کس مطلب سے پھر رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے تمہیں پہلے دیکھا ہے۔

حسینہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ ہاں مہاراج۔ میں اپنی ماتا کے ساتھ کئی دفعہ آپکے ست سنگ میں کتھا سُن گئی ہوں۔ آپ کے گرستی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

گورو بھائی دھنی رام کے خاندان میں سے ہوں۔ اور کام دیئی میرا نام ہے پاس گاؤں میں سسرال ہے۔ میکے یعنی باپ کے گھر جا رہی تھی۔ کام دھندے میں وقت گزر گیا۔ دیر کر کے چلی تھی۔ مگر خیال تھا شام تک گھر جا پہونچونگی۔ میری یہ نوکرانی بوڑھی ہے۔ بہت ہولے ہولے چلتی ہے۔ راستے میں کالی گھٹا گھر آئی اور اندھیرا چھا گیا۔ میں نے سوچا سوامی جی کے ہاں کچھ ست سنگی ابھی ہونگے۔ وہ مجھے گھر پہنچا دینگے۔ اکیلے جاتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن سب ست سنگی چلے گئے ہیں۔ اور مینہ سر پر کھڑا ہے۔ سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ کہ آج رات کو مجھے آپ اسی پوتر ستھان میں ٹھیرنے دیں۔ آپ سادھو جن ہیں اور بیکسوں کی امداد آپ کا فرض ہے۔

حسینہ کی آواز نہایت شیریں تھی۔ اور طرز کلام ایسا دلربا اور خوش انداز تھا کہ جیوانند متحیر ہو گئے۔ کہنے لگے ہاں دیوی تمہاری صورت دھنی رام کے لڑکے لکھپت رائے سے بہت مشابہ ہے۔ دھنی رام ہمارے گورو بھائی ہیں۔ اس کٹی کو اپنا گھر سمجھو اور تم اور یہ بوڑھی نوکرانی شوق سے یہاں رہو۔ پھر بوڑھی عورت کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کیوں مائی تو کچھ کیوں نہیں بولتی۔ کام دیئی نے مسکرا کر کہا۔ مہاراج یہ بیچاری گنوار ہے بولتے شرماتی ہے۔ اور دیکھو تو شرم کے مارے کیسا منہ لپیٹے لیتی ہے یہ کہکر کام دیئی بے تحاشا قہقہہ مار کر ہنسی۔ اس کی ہنسی کی دلربا حرکت سوامی جی کو بہت بھائی۔ اور خود ہنسکر کہنے لگے۔ کام دیئی! تجھے تو شرم نہیں آتی۔ کیسے منہ کھولے باتیں کرتی اور ہنستی ہے۔ کام دیئی نے مسکرا کر جواب دیا۔ مہاراج مجھے آپ سے شرم کا ہیکی۔ آپ سنیاسی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

ہیں اور سنیاسی کی نظر میں تمام عورتیں بیٹی بہنیں ہیں۔ پھر میں آپ کے گورو بھائی کی رشتہ دار- آپ سے شرم کرے تو یہ پھواڑ گنواری بڑھیا کرے۔ یہ کہکر پھر اُس نے قہقہہ لگایا۔

ابھی یہ دونوں عورتیں کھڑی تھیں۔ بیٹھنے نہ پائی تھیں کہ جیوانند کے دل نے پھر کہا- دیکھ گورو مہاراج کہہ گئے ہیں کہ سنیاسی کے واسطے عورتوں کا سنگ اچھا نہیں- ابھی بارش نہیں آئی- چل انہیں پاس کے مندر میں پہنچا آ- لیکن اپنے دل کو دھوکا دینا کیسے نہیں آتا- خیال پیدا ہوا- کہ گورو مہاراج عورتوں سے بچنے کو کہہ گئے ہیں- تم اس حسینہ کو رات کو یہیں رکھو اور صبح فخریہ گورو سے کہو- کہ نوجوان حسین عورت رات بھر کٹی میں رہی- لیکن ہم ایسے نفس کش ہیں- کہ دل میں ذرا بھی دغدغہ پیدا نہوا- بایں ہمہ جیوانند تھے سمجھدار آدمی- سوچنے لگے کہیں ایسا نہ ہو- میری نیت میں حقیقت میں ہی فرق آجائے- کچھ ایسی تجویز کرنی چاہیئے جسمیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے- یہ سوچکر انہوں نے کوٹھڑی کھولی اور اپنا بستر نکال کر کام دیئی سے کہا- بہن تم دونوں اس کوٹھڑی میں آرام کرو- یہ قفل لو- اندر سے لگالینا- باہر سے میں دروازہ بند کر کے زنجیر لگالیتا ہوں- دیکھو خبردار خبردار جب تک صبح یہاں ست سنگی جمع نہ ہوجائیں- دروازہ نہ کھولنا- اس مکان میں ایک بھوت رہتا ہے- وہ تم سے کچھ کہے بھی اور اپنا نام جیوانند بتائے بھی تو تم اُس کے فریب میں نہ آنا- یہ کوٹھڑی منتروں سے کیلی ہوئی ہے- بند دروازے میں کوئی بھوت نہیں جاسکتا- ہاں تم نے غلطی سے کھول دیا تو وہ تم دونوں کو کھا جائیگا۔

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

عورتوں نے کچھ خوف کے آثار ظاہر کئے۔ لیکن کوٹھڑی میں جاکر اور دروازہ بند کر کے قفل لگا لیا۔ باہر سے جیوانند نے زنجیر دیدی اور ایک کتاب ہاتھ میں لیکر چراغ کی روشنی میں پڑھنے لگے۔ لیکن آنکھیں کتاب کے حروف پر تھیں اور کانمیں کام دیئی کی دلفریب باتوں اور دلربا ہنسی کی آواز گونج رہی تھی۔ خیال میں اس کا لاثانی حسن و جمال اور بے مثال ادا و انداز تھے سوامی جی بار بار دل کی ملامت کرتے تھے۔ کہ کیا ناپاک خیالات سے پالا پڑا ہے۔ لیکن پھر پھر کر وہی خیالات پھر عود کرتے تھے۔ اور جیسے بندر والا بندر کو نچاتا ہے ویسے ہی من سوامی جی کو نچاتا تھا۔ آخر سوامی جی اٹھ کھڑے ہوئے اور کٹی سے باہر نکل کر صحن میں ٹہلنے لگے۔ برسات کی ٹھنڈی ہوا سے آتش شوق اور تیز ہوئی۔ اور کام کی ایسی ترنگیں من میں اٹھنے لگیں کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر چند من کو ملامت کرتے تھے۔ کہ کمبخت تو نے گورو کی آگیا کا پالن نہیں کیا۔ یہی تیرا قصور بڑا بھاری ہے۔ اب مجھے کیوں ستاتا ہے۔ مگر چنچل من ہاتھ سے نکلا جاتا تھا۔ اور بار بار کہتا تھا۔ کام دیئی کی کوٹھڑی کا دروازہ کھلواؤ۔ اس کی صورت دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو اور اس کے کلام کا امرت رس کانمیں ڈالو۔

کوئی نصف شب تک یہی کش مکش کی حالت رہی۔ آدھی رات کے بعد بارش ہونے لگی۔ تو سوامی جی اندر گئے۔ بستر بچھا کر لیٹے مگر نیند کب آتی تھی۔ انہیں خیالات میں سرگرداں تھے۔ پڑے پڑے گھنٹہ بھر ہو گیا۔ آخر اٹھے اور پھر کتاب لیکر بیٹھے لیکن ایک لفظ نہ پڑھ سکے۔ گھنٹہ بھر کے بعد جب سخت پریشان ہو گئے تو دل کی مجبوری سے انہوں نے چارو ناچار کوٹھڑی کا دروازہ زنجیر سے کھٹ کھٹایا اور کہا۔ کام دیئی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دروازہ کھول اور اپنی توگرانی کے ساتھ باہر آ۔ میری نیند اڑ گئی ہے میں کتھا سناؤں گا اور تم دونوں سُنا۔ بار بار کے کھٹ کھٹانے سے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے کوئی نیند سے اٹھکر جمجائی لیتا ہے۔ ساتھ ہی ایک ہلکی چیخ کی سی آواز آئی۔ جیسے کوئی ڈرتا ہے۔ پھر کچھ باہم سرگوشی کی سی آواز آئی۔ جیسے کوئی بہت دبی آواز سے باتیں کرتا ہے۔ سوامی جی نے پھر کھٹ کھٹایا اور پکارا کہ میں سوامی جیوانند ہوں تم دونوں کو باہر بلاتا ہوں کام دیئی نے سہمی سی آواز سے جواب دیا کہ تو سوامی جیوانند نہیں ہے۔ بھوت ہے۔ ہم ہرگز باہر نہیں آئینگے۔ اب سوامی جی ہیں کہ کبھی سمجھاتے ہیں کبھی گڑگڑاتے ہیں۔ کبھی دھمکاتے ہیں اور کام دیئی ہے کہ اندر سے کہی جاتی ہے جا بھائی بھوت اپنے گھر جاکر آرام کر۔ تو ہمیں کھانا چاہتا ہے اور ہمیں جان پیاری ہے۔ ہم نہ باہر نکلینگے نہ دروازہ کھولینگے۔

آخر جیوانند نے جھنجھلا کر کہا۔ تم دروازہ نہ کھولوگی۔ تو میں لاتیں مار مار کر اس کو توڑ ڈالوں گا۔ اور زبردستی اندر چلا آؤنگا۔ اس پر کام دیئی نے قہقہہ مارا اور کہا۔ بھائی بھوت۔ کواڑ مضبوط ہیں۔ تو نے لاتیں چلائیں تو تیرے ہی پاؤں کو تکلیف ہوگی۔ سوامی جیوانند نے طیش میں آکر زور زور سے تین چار لاتیں دروازے پر ماریں۔ لیکن حقیقت میں انہیں کے پاؤں میں چوٹ لگی۔ دروازے پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر ایک اور تجویز سوچی۔ دیہاتی کچے مکان میں گڑیاں باہر بھی نکلی ہوتی ہیں۔ انہوں نے ایک بیلچہ دانتوں میں دبایا اور رسی لیکر اور باہر جاکر ایک کڑی میں ڈالی اور چھت پر چڑھے۔

پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہاں رقیب　　سچ ہے حرامزادے کی رسی دراز ہے

بارش اب بند ہوگئی تھی اور کچی چھت کی مٹی چونکہ تر تھی بیلچے سے تھوڑی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

دیر میں اتنا سوراخ ہو گیا کہ یہ اندر کود سکیں جو پتلی پتلی تختے چھت کو سہارے تھے۔ وہ انہوں نے زور سے کھینچے۔ کچھ کھرچیں لگیں۔ کچھ ہاتھ زخمی ہوئے۔ لیکن آخر یہ سوراخ شگفت میں سے کود ے۔ گویا زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

کودا کوئی یوں گھر میں تیرے ہم سے نہ ہوگا   جو کام ہوا ہم سے وہ رستم سے نہ ہوگا

ان کا کودنا تھا کہ دروازہ جھٹ سے کھلا اور کوئی جھپٹ کر باہر گیا۔ ابھی یہ اُٹھنے نہ پائے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان باہر والان میں سے چراغ لئے چلا آتا ہے۔ اور اُن کے گورو برہمانند دروازے پر کھڑے ہیں سوامی جیوانند کے اٹھنے کی دیر تھی کہ برہمانند نے کان پکڑ کے ایک طمانچہ زور سے اس گال پہ رسید کیا اور دوسرا اُس پر۔ جیوانند حیران و پریشان کہ اسرار کیا ہے۔ برہمانند نے کہا۔ کیوں نالایق جیوانند! میں نے تجھ سے نہ کہا تھا۔ کہ عورتوں کا سنگ اچھا نہیں ہے۔ تو نے گورو کی آگیا کا پالن نہیں کیا۔ تجھے گورو کے بچن میں اعتقاد نہیں رہا۔ دیکھ کیا ذلت اٹھائی ہے۔ کام دیبی کوئی عورت نہ تھی۔ دھنی رام کا بیٹا لکھپت ہی جو پرلے درجہ کا شیطان ہے عورتوں کے کپڑے پہنکر میرے ساتھ آیا اور وہ پھوا اڑ گنواری نوکرانی میں تھا۔ ہمارے عورتوں کے کپڑے اس بقچے میں بندھے رکھے ہیں۔ اب تیری سزا یہ ہے کہ یہ شیطان لکھپت سارے شہر میں تیری بدنامی کا ڈھونڈا پیٹے اور تجھے کسی کو منہ دکھانے کو جگہ نہ رہے۔

جیوانند گورو کے قدموں میں پڑا اور رو رو کر معافی مانگی۔ سوامی جی نے جب دیکھا کہ اس کی پشیمانی سچی ہے اور اپنے کئے پر سخت نادم ہے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

تو اسے معاف کیا۔ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور کہا بیٹا اس تبدیل لباس سے ہم تمہیں گورو کے بچن میں بشواس رکھنے کا سبق دینے آئے تھے۔ تم جوان آدمی ہو اور تمہارا عورتوں کے سامنے کتھا کہنا مناسب نہیں ہے آج سے تم ہمارے ساتھ رہو اور اس ستھان کو چھوڑ دو۔ چنانچہ دوسرے روز سے جیدانند گورو کے ساتھ ہو لیا۔ جو جو وہ کہتے تھے وہی کرتا رہا۔ گورو خوش ہوئے اور اپنی کرپا سے گیان کا وہ اپدیش دیا کہ وہ شانت پد میں ستھت ہو گیا۔ یہ کہکر بھگتی بھاؤ سے پریمی سادھو کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور گدگد بچن سے بولا۔ مہاتماؤ۔ یہ بتانا شاید ضروری نہیں ہے کہ وہ جیوانند میں ہی ہوں اور سوامی برہمانند آپ کے سامنے بیٹھے ہیں*

سورج نراین مہر

خیالات کی دنیا

پرارتھنا

جے روپ بھوپ انوپ نرگن سگن گن کاری پربھو!
جے امر اجر۔ اتیت۔ سوبھا سندھو۔ ہتکاری پربھو!
نہیں بھید تیرا کوئی جانے۔ گیان گہن دھرنی دھرم
تو منتر جنتر ہے تنتر گوپ ہے۔ سنت جن من رنجنم
جو پر گٹ۔ گپت۔ اشوچ۔ نرمل۔ اسم سم سیتل سدا
سوئی ناتھ کرونا پنج! دیجے داس سیوک پر دیا
وار پار اپار۔ ناتھ۔ اننت۔ آدی۔ بشیشورم
تیری بندنا کریں بھگت نس دن کام کھل دل گنجنم

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

جیسے نیتی نیتی پوکارے اگم - نگم نہ بھید کو پاوہیں
جب جوگ تیاگ وراگ سنجت - یوگی رشی منی دھیاوہیں

برائی کس بات میں ہے؟ برہمہ دت بنارس کا راجہ اور ملک کوسل کا راجہ دونوں ایک شہر میں سفر کر رہے تھے۔ دونوں ہی رتھ پر سوار تھے برہمہ دت ایک طرف سے آ رہا تھا۔ دوسرے طرف سے ملک کا رتھ چلا آتا تھا۔ گلی تنگ تھی۔ ملک کے کوچوان نے کہا گاڑی ایک طرف کرو۔ مگر برہمہ دت کا کوچوان بولا نہیں۔ یہ برہمہ دت کاشی راج کی گاڑی ہے"۔ اس نے کہا اس پر ملک کوسل راج بیٹھا ہے۔ معاملہ نازک تھا۔ دونوں طرف راجے تھے۔ کوچوانوں کو مصیبت تھی۔ کیا کریں کیا نہ کریں۔ آخر یہ رائے ہوئی کہ جو عمر میں چھوٹا ہو وہ بڑے کا ادب کرے مگر حسن اتفاق دونوں ایک ہی عمر کے تھے۔ پھر یہ سوچا گیا کہ جس کا ملک بڑا ہو وہ بیٹھا رہے دوسرا اتر جائے۔ مگر دونوں کے ملک وسعت میں برابر تھے۔ پھر یہ کہا گیا جس کا خاندان بڑا ہو اور جس کی طاقت بڑی ہو اس کا لحاظ کیا جائے اس میں بھی وہ برابر برابر نکلے۔
تب یہ رائے ہوئی کہ جو اخلاق و تہذیب میں دوسرے سے قابل ترجیح ہو اس کو بڑائی دی جائے اور کوچوان ان کی بالترتیب خوبیوں کا اظہار کریں مہاراج ملک کے کوچوان نے کہا "میرا راجہ ان کے لئے نیک ہے جو نیک راہ پر چلتے ہیں۔ لیکن وہ بُروں کو سزا دیتا ہے"۔ برہمہ دت کے کوچوان نے کہا "میرا راجہ نیک اور بد دونوں کے ساتھ

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

مہربانی سے پیش آتا ہے اور بدی کے عوض نیکی کرتا ہے!!

جب ملک نے یہ بات سُنی چپکے سے نیچے اُتر پڑا۔ اور کاشی راج کا رتھ آگے کی طرف بڑھا۔

دونوں راجے اپنے اپنے ملک کو گئے۔ اس واقعہ نے اُن کے دلوں پر بہت بڑا اثر کیا۔ اور وہ نیکی مجسم بنگئے +

ایک عقلمند نمبردار:۔ کسی کسان نے ایک ہنڈی کے برتن میں اناج بھر رکھے تھے۔ ایک بکری آئی اناج کو دیکھ کر اس میں مُنہ ڈال دیا اس کا سر برتن میں چلا تو گیا مگر سینگیں اٹک رہیں اور ان کا نکلنا دشوار ہوا۔ بکری ویسے ہی سر ڈالے ہوئے دیر تک کھڑی رہی۔ کسان اور اس کے سارے نوکر حیران تھے۔ کیا کریں کیا نہ کریں آخر گاؤں کا نمبردار بلایا گیا جب وہ آیا۔ بکری کا مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ بولا یہ کیا مشکل بات ہے۔ ایک تلوار لاؤ۔ میں ابھی سب سمجھا دیتا ہوں۔ جب تلوار آئی۔ اس نے ایک ضرب لگایا۔ سر کٹ گیا۔ بکری کا دھڑ الگ جا پڑا۔ اس نے کہا لو یہ تمہارا گھڑا ہے یا تمہاری بکری ہے۔ الگ الگ ہو گئے۔ سارا گاؤں نمبردار کے عقل کی تعریف کرنے لگے۔ واہ واہ۔ کیا کام کیا ہے۔ یہ بات کس کو سوجھنے والی تھی۔ اتفاق وقت سے وہاں ایک اور آدمی موجود تھا اس نے کہا یہ سب صحیح۔ مگر ابھی بکری کا سر تو برتن کے اندر ہی ہے اس کی نسبت کیا کرنا چاہیئے۔ نمبردار بولا۔ تمہارے لئے یہ معمہ پیچیدہ ہے میرے لئے آسان ہے۔ دیکھو میں ابھی اس کو سلجھا دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور [illegible]

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

ٹوٹ گیا۔ دیہاتی آدمی خوشی سے تالیاں بجانے لگے۔ واہ واہ کیا عقل ہے اور باوجودیکہ غریب کسان کی بکری مر گئی۔ برتن ٹوٹ گیا۔ غلہ بکھر گیا۔ مگر یہ بھی بہت خوش ہوا اور واہ واہ کرنے لگا کہ نمبردار نے اس کو بڑی دقت سے بچا دیا۔

اس قسم کے آدمی دنیا میں بہت ہیں جو اگیان کے بس میں آ کر جسمانی ریاضت کر کے جیتے جی مر جاتے ہیں اور اپنے شریر کا ستیاناس کر لیتے ہیں۔ کام کرودھ لوبھ وغیرہ جو جسم کے اندر ہیں۔ وہ اور طریقہ سے آتما سے دور کئے جا سکتے ہیں ان کے دور کرنے کا اپاؤ گیان کا سادھن ہے جو یک سے سب کچھ ممکن ہے۔ یہ تو ہوتا نہیں۔ اپنے جسم کو گشت دے دے کر مارتے اور مر جاتے ہیں اور اگیانی کے اگیانی بنے رہتے ہیں۔

تبدیلی:- ایک ملّا نے اپنے کسی ہم مذہب سے پوچھا۔ تم زیادہ دنوں کے ہو یا تمہاری ڈاڑھی؟ اس نے جواب دیا میں زیادہ دنوں کا ہوں ملا بولا۔ کتنے حیرت کی بات ہے۔ تمہاری ڈاڑھی پہلے سیاہ تھی اب سفید ہونے لگی۔ مگر تم جیوں کے تیوں ہو۔ جیسے پہلے لوگوں کا نقصان کرتے تھے اب بھی وہی حال ہے۔ تم کب تبدیل ہو گے؟

یہ سوال ہم میں سے ہر ایک شخص پر کیا جا سکتا ہے۔ روز بروز ہم موت سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ مگر اپنے چال چلن میں ذرہ بھی تبدیلی نہیں کرتے۔ یہ سمجھتے ہیں گویا ہمیشہ دنیا میں رہینگے۔

کایا مرے نہ دتن مرے۔ مر مر جائے شریر
مایا ترشنا نا مرے۔ کہہ گئے داس کبیر

ایک مینڈھک اور کشمیر:- ایک مینڈک کسی کے ڈھیلے پر چڑھنا

چاہتا تھا۔ بیچارہ کئی مرتبہ اُچھلا کود اگر گر پڑا۔ آخر اس پر چڑھ گیا۔ ایک گائے قریب چر رہی تھی۔ مینڈھک نے سمجھا میں اُس سے اونچا ہوں۔ کہنے لگا۔ میں کشمیر کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا اچھا نظارہ ہے۔ گائے ویسے ہی چرتی رہی۔ اس کی طرف کچھ پرواہ نہیں کیا۔

بعض آدمی تھوڑا بہت پڑھ لکھ کیا جاتے ہیں گویا قدرت کا تمام بھید اُن کو مل جاتا ہے۔ اور وہ دوسروں کو نادان سمجھ کر الٹی سیدھی باتیں سنانے لگ جاتے ہیں۔ یہ بھی اونچے ڈھیلے پر چڑھ کر کشمیر کی سیر کرنیوالے مینڈھک ہیں +

اونٹ اور چوہا ؛ کسی اونٹ کی نکیل ایک چوہے کے ہاتھ میں آگئی اور وہ رسی پکڑ کر اس کو لیچلا۔ اور دل میں سوچتا جاتا تھا میں بڑا طاقتور ہوں۔ آخر وہ ایک دریا کے کنارے پہونچے۔ اونٹ نے کہا۔ چلو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتا ہوں اس نے کہا نہیں بہت گہرا پانی ہے۔ اونٹ بولا پانی صرف گھٹنوں تک ہے اور وہ بیچ دھارا میں آکر کہنے لگا دیکھو کہاں پانی گہرا ہے۔ چوہا بولا تمہاری ٹانگیں بہت لمبی ہیں مجھ کو اپنی پیٹھ پر بٹھالو۔ اونٹ نے کہا۔ پہلے تم اقرار کرو کہ تمہارا غرور بیجا تھا۔ اور آیندہ کے لئے عاجزی اور انکساری کے ساتھ رہنے کا وعدہ کرو۔ تب میں پار لیجاؤں گا۔ چوہے نے اقرار کیا۔ تب وہ اس کو پیٹھ پر بٹھا کر پار لیگیا +

جب چھوٹے آدمی دیکھتے ہیں کہ کوئی بڑا آدمی کسی وجہ سے اس کا محتاج ہو گیا ہے تو اپنے آپ کو اس سے بڑا ماننے لگتے ہیں۔ آخر ان کی بھی حالت اس قصہ کے چوہے کی سی ہوتی ہے۔

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

چیتا اور بلّی :۔ پہلے زمانہ میں چیتے بڑے نادان ہوا کرتے تھے۔ آخر چیتوں کا بادشاہ بلّی کے پاس آیا۔ اور اُس سے تعلیم پانے کا خواستگار ہوا۔ بلّی نے اُس کو دیکھنے غور کے ساتھ دیکھنے اور شکار پر موقع کے ساتھ اُچھلنے کا راز سکھا دیا۔ جب چیتا ہوشیار ہو گیا۔ وہ بلّی پر اچھلا تاکہ اُسی کو اپنا پہلا شکار بنا لے۔ بلّی فوراً درخت پر چڑھ گئی۔ چیتے نے کہا۔ نیچے اُتر آ۔ اُس نے کہا نہیں۔ بہت اچھا ہوا کہ میں نے تم کو درخت پر چڑھنے کا فن نہیں سکھایا۔ ورنہ تم مجھ کو زندہ نہ چھوڑتے۔

ایسے شاگردوں سے ہمیشہ دور ہی رہنا چاہیئے۔

کس نہ آموخت علم تیز از من   کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

جولاہہ اور ایک رئیس :۔ ایک جولاہہ بہت غریب تھا۔ کئی روز سے فاقہ کر رہا تھا۔ کسی نے کچھ بھی کھانے کو نہیں دیا۔ اتفاق وقت ایک رئیس اپنے خوش پوش نوکروں کو لئے ہوئے اُدہر سے گذرا۔ اس کو دیکھ جولاہے نے زور سے نعرہ مار کر کہا "اے خدا! کیا اچھا ہوتا۔ اگر تو اس رئیس سے سیکھ جاتا کہ اپنے بندوں سے کیسے سلوک کرنا چاہیئے"۔

ہزار کوشش کیجئے۔ معمولی انسان ایشور کو جب سمجھیگا بڑے آدمی ہی کی حیثیت میں سمجھیگا۔ اس سے زیادہ اس کی عقل نہیں جاتی۔

باپ بیٹے :۔ ایک آدمی مر گیا۔ لوگ اس کا جنازہ اُٹھا کر لیگئے۔ اس کا کمسن لڑکا رو رو کر کہنے لگا۔ باپ! لوگ تم کو اب ایک تنگ و تاریک گھر میں لیجاوینگے نہ جہاں روشنی ہے نہ کھانا پانی ہے۔ ایک پیالہ بھی وہاں نہ ہوگا"۔ اتفاق وقت ایک اُسی عمر کا کمسن لڑکا اپنے

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

باپ کے ساتھ جنازہ میں شریک تھا۔ اپنے باپ سے کہنے لگا۔ یہ لاش لوگ میرے ہی گھر اُٹھا کر لئے جا رہے ہیں۔ باپ نے کہا نہیں بیٹے! تیرے یہاں نہیں لیجاوینگے۔ اُس نے کہا آپ سنتے ہیں۔ غ مُردہ کا لڑکا کہہ رہا ہے۔ تنگ و تاریک اندھیرا گھر۔ جس میں نہ چراغ ہے نہ روٹی پانی ہے۔ یہ تو ہمارے ہی گھر کا حال ہے۔ باپ دلمیں بہت شرمندہ ہوا۔ اُس دن سے اپنے کنجوس پنے کی عادت چھوڑ دی

بعض وقت کی باتیں انسان میں آناً فاناً تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں

چاہ کندہ را چاہ در پیش:۔ ایک مالی اور ایک کمہار نے ایک اونٹ کرایہ پر لیا۔ اور اپنا مال ایک ایک طرف لاد کر بازار میں بیچنے کو لیچلے مالی سبزی اور ترکاری لیچلا تھا۔ اونٹ اُس میں مُنہ مار کر کھانے لگا۔ کمہار دل میں بہت خوش ہوا۔ مالی سے کہنے لگا۔ اچھا ہے۔ راستہ بھر میں تمہاری سبزی اونٹ سب کھا جائیگا۔ مالی چُپ بیچارہ کچھ نہ بولا۔ بازار میں پہونچتے وقت تک ترکاری کا بہت بڑا حصہ اونٹ کھا گیا تھا۔ آخر جب اونٹ سے بوجھ اتارنے کا وقت آیا۔ چونکہ ایک طرف کا بوجھ ہلکا ہو رہا تھا۔ کمہار کے برتن بھانڈے سب کے سب زمین پر گر کر چور چور ہو گئے۔ مالی نے چپکے سے کہا دیکھا۔ تم نے میری بُرائی سوچی تھی۔ تمہارا سب نقصان ہو گیا میرا تو کچھ بچ بھی رہا ہے۔ میں تمہارا نقصان نہیں چاہتا تھا۔

جو اوروں کا بُرا چاہتے ہیں اُن کی برائی پہلے ہوتی ہے۔

سرائے:۔ ایک فقیر راہ کا تھکا ماندہ کسی بادشاہ کے محل کی طرف سے ہو کر گذرا۔ اور اُس کو سرائے سمجھ کر ایک کنارے بوریا

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بچھا کر سو رہا۔ ابھی اُس کو لیٹے ہوئے دیر نہیں ہوئی تھی کہ بادشاہ کے ملازم آئے۔ اور سخت سست کہنے لگے۔ فقیر سادہ مزاج تھا۔ بولا۔ بابا گالیاں نہ دو۔ سرائے میں ہر شخص آکر ٹھہرتا ہے۔ میں بھی چلا آیا۔ مجھ سے دو چار پیسہ کرایہ کے لے لو۔ بُرا بھلا کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ملازم اس کی سادہ لوحی پر ہنسے اتفاقاً بادشاہ بھی اس کی بات سُن رہا تھا وہ خود وہاں چلا آیا۔ اور فقیر سے کہنے لگا۔ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں یہ میرا محل ہے اور تو اس کو سرائے سمجھتا ہے۔ یا تو فقیر پیسہ نکال کر شاہی ملازموں کو دینے والا تھا۔ یا اب وہ بادشاہ سے مخاطب ہوا۔ آپ میری غلطی پر ہنستے ہوگے۔ لیکن اگر میرے دو تین سوالوں کا جواب دیدیجئے تو میں آپ کو بتادوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہے۔ بادشاہ نے کہا بہت اچھا سوال کرو۔ فقیر نے پوچھا۔ تم سے پہلے اس مکان میں کون رہتا تھا۔ اس نے کہا میرا باپ۔ اور اس سے پہلے کون تھا؟ میرے باپ کا باپ۔ بہت اچھا اب تمہارے پیچھے کون رہیگا؟ میرا لڑکا۔ فقیر نے کہا دیکھو۔ یہاں کوئی ہمیشہ نہیں رہتا ایک آتا ہے ایک جاتا ہے۔ سرائے کے مسافروں کا بھی یہی حال ہے۔ اب تم سوچو۔ میں نے غلط کہا تھا یا صحیح کہا تھا۔ بادشاہ تو ان کلموں کو سُن کر سوچنے لگا اور فقیر بوریا بستر باندھ کر وہاں سے چلتا ہوا۔

یہ دنیا ہے بس چند روزہ سرا رہیگا کوئی یاں نہ شاہ و گدا
نہیں اسکا ہرگز کبھی اعتبار اسے کہتے ہیں لوگ ناپایدار

ایک باورچی جو ہوگیا کسی جوہری کے یہاں ایک رسوئیا

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

روٹی بنانے کے کام پر نوکر تھا - اتفاقاً ایک دن جوہری کسی شخص کو موتی دکھلا رہا تھا - رسوئیے کی نگاہ اس پر پڑی حیران ہو گیا - اور اس کی روٹی جل گئی - جوہری نے پوچھا تو نے روٹی کیوں جلادی - یہ بولا آپ موتی دکھار ہے تھے - اس کی چمک سے میری آنکھ چوندہیا گئی - جوہری ہنسا بھلا باورچی کو موتی سے کیا کام! تیرا کام صرف روٹی بنانے کا ہے - تو موتیوں کی قیمت کیا جان سکتا ہے - نوکر نے جوہری کی بات سُنی - دوسرے دن استعفا دیدیا - اور بھیکھ مانگتا ہوا بنارس جا پہونچا - جہاں اُس نے برسوں رہ کر سنسکرت پڑھی اور زبردست پنڈت ہو گیا - اس کے بعد وہ جا بجا شاستر ارتھ کرنے کے لئے نکلا - اور سب لوگ اس کی ودیا کا لوہا ماننے لگے - تلاش کرتے کرتے آخرکار وہ اس جوہری کے یہاں بھی گیا جو کسی وقت اس کا مالک تھا - جوہری غریب ہو گیا تھا - دیوالہ نکلنے کے سبب اب اُس کے پاس کچھ بھی نہیں رہا تھا - پنڈت نے اس کو کئی موتیوں کے مالے دئے جو راجاؤں نے اس کو بھینٹ دئے تھے ویدئے اور اس نے ہاتھ باندھکر اس کا شکریہ ادا کیا کہ اگر تم نے روٹی جلنے پر مجھ کو سخت سُست نہ کہا ہوتا تو آج میری حالت اچھی نہ ہوتی -

جوہری بولا - مجھ کو اپنی سخت کلامی پر بعدازاں افسوس آیا مگر تم چلے جا چکے تھے ورنہ میں تم سے اپنی ندامت ظاہر کرتا - پنڈت نے کہا میرا کوئی نقصان نہیں ہوا - چلو میں تم کو کسی راجہ کا خزانچی اور توشہ دار مقرر کرا دیتا ہوں - اور اس کی سفارش سے وہ جلد معزز منصب دار ہو گیا -

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

یہ رسوئیا پنڈت اتنا دانشمند اور تجربہ کار نکلا کہ بعد چند روز کے مادھو راؤ پیشوا نے اس کو اپنے ملک کا جج مقرر کیا۔

اس قصہ سے کئی نصیحتیں نکلتی ہیں۔ اول دولت پر کبھی ناز نہ کرو یہ کبھی ہے کبھی نہیں ہے۔ دوسرے کسی شخص کو حقیر نہ سمجھو۔ ممکن ہے کل وہ بڑا آدمی ہو جائے۔ تیسرے شرم والا آدمی ایک بات سُنکر اپنی حالت درست کر لیتا ہے۔ چوتھے اچھے آدمی بُری بات سے بھی ناراض نہیں ہوتے بلکہ اس کے لئے بھی احسان مانتے ہیں پانچویں جو سچے لوگ ہیں وہ اپنے محسن اور مالک کو خوش اقبالی کے وقت نہیں بھولتے۔

اگر کچھ بھی ہے تجھ میں عقل و خرد نہ انسان کو کہہ تو کبھی نیک و بد
نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

لالچ بُری بلا ہے۔ ایک دھوبی دریا کے کنارے کپڑے دھو رہا تھا دوسرے کنارے پر اُس کو ایک پتھر نظر آیا۔ جو اس کے پتھر سے کہیں بڑا تھا۔ اس نے کپڑوں کو اس پتھر پر رکھ دیا۔ اور دوسرے پتھر کے لینے کے لئے دوسری طرف گیا۔ جب اس کو اُٹھایا اس کے تلے ایک ہانڈی نظر آئی۔ جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے مُنہ میں پانی بھر آیا۔ اور اس کو کھود کر کنارے رکھ دیا۔ ابھی اس کو مشکل سے اس کام سے فرصت ملی تھی کہ دریا کا پانی لہریں لینے لگا اور کپڑے بہنے لگے۔ یہ پانی میں کود پڑا۔ جب تک کنارے پہونچے سارے کپڑے بہہ گئے تھے۔ آخر جب دوسرے کنارہ پر اشرفیوں کی ہانڈی کی غرض سے گیا۔ پانی کی سیلاب نے اس کو بھی وہاں سے بہا دیا تھا۔ الغرض بیچارے نے دونوں سے ہاتھ دھویا۔ کپڑے بھی گئے اور اشرفیاں

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

بھی نہیں ملیں ہاتھ ملنے اور پچھتانے لگا کہ لالچ بُری بلا ہوتی ہے۔

طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی از ان نیست مرطامعان را بہی

سات پانچ کی لاٹھی تو ہر شخص اپنے ہاتھ میں چھڑی رکھتا ہے اور اس کے لینے میں، وسنبھالنے میں دقت نہیں ہوتی۔ لیکن دس پندرہ آدمیوں کی لکڑیاں اکٹھا کر کے اگر کسی ایک شخص کو دید یجا دیں تو اس کے لئے بوجھ ہو جائینگی بالکل اسی طرح آدمیوں کو کسی کی تھوڑی سی مدد کرنے میں دقت محسوس نہیں ہوتی۔ مگر جس کی مدد کی جاتی ہے۔ اُس کے لئے تقویت کا پورا پورا سامان ہو جاتا ہے۔

آیندہ دسمبر میں سادھو کی ساتوین جلد ختم ہو کر آٹھویں جلد شروع ہو گی۔ ہم نے کہانتک اپنے خدمتی فرض کو ادا کیا اس کا بیان کرنا ہمارا کام نہیں ہے تاہم اس قدر کہنے کی جرات ہوتی ہے کہ سادھو نے قریب قریب وہ کام کئے ہیں جس کی اس کے ذات سے اُمید تھی۔ اور ہم کو اب اطمینان ہو چلا ہے کہ جو لوگ برابر سادہو کا سوادہیا کرتے رہے ہیں اب ان کو کسی حد تک مذہب کی اصلیت اور درشنوں کی حقیقت جاننے میں سہولیت ہو گی۔ اور لوگ پڑھنے والوں کو ناحق لفظوں کے گورکھہ دہندے میں پھنساتے رہے ہیں سادھو میں جو باتیں ہوتی ہیں سہل اور آسان جن کی نگاہ ذرہ اونچی ہو گئی ہے اُن کے مطالعہ کے اور مضبوط بنانے کے لئے ہم نے ویدانت وغیرہ کے سلسلہ کی کتابیں لکھیں جن کا پنجاب میں بالخصوص رواج ہو چلا ہے۔

اس خدمت کے لئے ہم آپ سے کسی طرح کا معاوضہ نہیں چاہتے کیونکہ ہم نے صرف آپ کی سیوا کے لئے ہی یہ بانا اختیار کیا ہے۔ اور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

سادھو کی سیوا کی کوئی مزدوری بھی نہیں دیتا اور نہ وہ دیجا سکتی ہے۔ نہ سادھو اپنے کام کے لئے حق الخدمت چاہتے ہیں لیکن ایک بات ہے اگر آپ کو یہ خیال ہے کہ آپ کی طرح اور لوگ بھی سادھو کے مطالعہ سے فیضیاب ہوں تو ہر خریدار کو چاہیئے کہ کم از کم دو نئے خریدار ضرور بہم پہونچائے تاکہ اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہو جائے۔ یہ بات بہت سہل ہے سادھو کو امیر غریب اعلےٰ ادنےٰ سب ہی پڑھتے ہیں وکیل بیرسٹر راجہ رئیس جج منصف غرضیکہ سوسائیٹی کے ہر طبقہ کے آدمیوں میں وہ گشت لگاتا ہے۔ انگریزی دان گروہ بھی انگریزی رسالوں میں ان خیالات کو نہ پاکر اس کی طرف مایل ہے۔ ایسی حالت میں آپ کے لئے سفارش کرنا اور دو خریدار بہم پہونچانا آسان ہے۔ یہ مدد ہے جو ہم آپ سے مانگتے ہیں اور ہم کو اُمید رکھنی چاہیئے کہ ہماری درخواست نامنظور نہ ہوگی۔ بعض اصحاب کہتے ہیں ہم سے روپیہ لو۔ اور اس کا پرچار کرو۔ روپیہ کی مدد ہم کسی سے نہیں چاہتے اور نہ اس قسم کی مدد سے کبھی خوش ہوتے ہیں کیونکہ اسکا انجام سادھو کی آیندہ ہستی کے لئے مضر ہوگا۔ آپ بھی کبھی بھول کر نہ روپیہ سے ہماری مدد کیجئے نہ اوروں کو ترغیب دیجئے۔ ہماری مدد صرف یہ ہے کہ اس کا پرچار کرائیے۔ اور دو خریدار دیدیجئے۔ بس اتنا ہی کافی ہے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہوگا۔ سادھو کے مفید و دلچسپ بنانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہوگا + سارے جگت کا سیوک شیو

اور بھی سُن لیجئے } دسمبر کا سادھو بھگوت گیتا کا نہایت دلچسپ۔ آسان اور عام فہم ترجمہ ہوگا جو نظم میں کرایا گیا ہے یہ حسب معمول آپ کی خدمت میں بھیجا جائیگا۔ اس کے ساتھ کلام مہر جلد ثانی

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

نہایت خوبصورت چھاپا گیا ہے - اور ہر پہلو سے جلد اول سے کہیں بہتر ہے - آپ کو مفت نذر ہوگا - ضخامت پونے تین سو صفحوں کی ہے - آپ اس کو پاکر خوش ہونگے اور مکرمی منشی سورج نراین صاحب مہر کی دریا دلی کی داد دینگے جو یہ قیمتی تحفہ آپ کو مفت اور ہدیتہً نذر کرتے ہیں - اس کا محصولڈاک آپ کو ادا کرنا ہوگا جو تین آنہ خواہ ۴ر تک ہوگا اور احتیاطاً آپ کے پاس اروی - پی کرکے بھیجا جائیگا تاکہ راہ میں گم ہونے کا خوف نہ رہے - یہ ایک آنہ اسی تین خواہ چار آنہ محصول ڈاک میں شامل ہوگا زیادہ چارج نہ کیا جائیگا - نہ کچھ پیکینگ وغیرہ کے لئے لیا جاویگا - یہ تحفہ سادھو کے تمام پڑھنے والوں کے پاس بھیجا جاویگا اور تا وقتیکہ وہ انکار نہ کریں ہم اُن کو بونا فائیڈ آرڈر دینے والا سمجھینگے - وقت کافی ہے اگر یہ تحفہ منظور نہ ہو تو لکھ بھیجے تاکہ صرف سادھو ہی جناب کی خدمت میں بھیجا جائے -

شیو

صلاءِ عام } سادھو کے خریداروں کو ہمیشہ حق رہیگا کہ وہ سادھو کے دفتر کی کل موجودہ کتابیں رعایتی قیمت پر منگاتے رہیں لیکن دیوالی مبارک کے دن تک یہ حق ہم نے ہر شخص کو دے رکھا ہے - جو صاحب چاہیں اس سے فایدہ اُٹھاویں - آپ بھی اپنے دوستوں کو خبر کر دیجئے +

شیو

خط و کتابت } انتظامی معاملات کے متعلق میرے نام کبھی خط و کتابت نہ ہو - صرف مینجر صاحب سادھو کے نام ہو - ممکن ہے میں لاہور میں نہ ہوں اور جواب میں ناحق دیر ہو جائے سادھو کے لئے کسی صاحب سے مضامین نہیں لئے جاتے اس لئے اس کے واسطے تکلیف نہ گوارا کی جائے +

شیو

CC-0 In Public Domain. Digitized by eGangotri

فہرست کتب موجودہ دفتر سادھو لاہور

۱- گیان کلپدرم ۔ ویدانت کی نایاب کتاب ضخامت ۵۳۲ صفحہ قیمت ۱/۶
۲- وچار کلپدرم ۔ ویدانت (ادویت واد) مطالعہ کے قابل " ۲/۴
۳- چرتر کلپدرم ۔ مہاتماؤں - رشی - منی راجاؤں وغیرہ کے چرتر " ۱/۱۰
۴- وویک کلپدرم ۔ زندگی کی سراب کے نظارے " ۱/۱۰
۵- کتھا کلپدرم ۔ بھگتی بھاؤ کی لاثانی کتاب " ۱/۶
۶- پراچین ماتائیں ۔ (ہندی) ہندو عورتوں کی پاک اور مبارک زندگیاں " ۱/۷
۷ و ۸- گیان کلپدرم سار ۔ وچار کلپدرم ہندی " " ۱/۸
۹- وشنو پران قیمت عہ ۱۰- کلکی پران قیمت ۸/
۱۱- کلام اختر ۔ منشی گوری شنکر لال اختر کا کلام جنکی عمر نیدرہ سال کی ہے " ۴/
خاص رعایتی قیمت پر سادھو کے خریداروں اور ان کے دوستوں کو جیسا کہ ستمبر کے سادھو صفحہ ۱۳۱ پر اعلان کیا گیا ہے ۔ یہ کتب دیجاتی ہیں ۔
۱۲- مندرجہ ذیل کتابیں زیر ترتیب ہیں ۔ برہم وچار کلپدرم (اپنشدوں کا عطر) ویدانت کلپدرم راماین کلپدرم ۔ گیتا کلپدرم (ساری گیتاؤں کا مکمل ترجمہ) سرت شبد کلپدرم (سرت شبد یوگ کی کنجی) اگیان کلپدرم (شیوجی کا اپنا انوبھو معرفت و حقیقت میں)

منشی سورج نراین مہر کی تصنیفات

(۱) کلام مہر جلد اول ضخامت ۴۳۲ صفحہ بے جلد عہ مجلد سنہری ۶/ (۲) کلام مہر جلد ثانی ضخامت ۴۰۷ صفحہ بے جلد دیسی کاغذ پر ۸/ مجلد سنہری نفیس کاغذ پر جسمیں مصنف اور ایڈیٹر سادھو کی تصاویر بھی ہیں عہ (۳) جہل و روشن ضخامت تقریباً ۵۷۶ صفحہ سنہری مجلد معہ تصاویر مصنف و ایڈیٹر سادھو ہے (۴) گیتا کا ترجمہ اردو رباعیات میں ضخامت ۱۳۴ صفحہ قیمت ۸/ (۵) گلدستہ نظم بچوں کیواسطے دلکش اور نصیحت خیز نظمیں جن کے نمونے کلام مہر میں ہیں حصہ اول چھوٹے بچوں کی نظمیں ۶/ حصہ دوم مڈل و ہائی سکول کے طلبا کیلئے ۶/

(۶) فلسفہ سانکھیہ اور ویدانت سوامی وویکانند کے لیکچروں کا ترجمہ ۸/ المشتہر مینجر سادھو لاہور

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri

THE HERMIT

LAHORE

امریکا اور انگلینڈ سے اکثر اصحاب لکھتے ہیں کہ سادھو کے قسم کا ایک رسالہ انگریزی زبان میں بھی نکالا جائے۔ تاکہ انگریزی پڑھنے والے اس قسم کے مفید مضامین سے محروم نہ ہیں۔ ان کے بار بار کے اصرار سے ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ پانچ سو خریدار مل جائیں تو انگریزی کا رسالہ جنوری سے جاری کر دیا جائیگا اس کا نام ہرمٹ (Hermit) ہوگا۔ سادھو کے دفتر سے نکلیگا قیمت عہ سالانہ ہوگی۔ اور مضامین حسب ذیل ہونگے:-

(۱) ویدانت اور ویدانت کا مقصد (۲) یوگ (۳) اعلیٰ خیالات جن کی لہر آجکل دنیا میں آئی ہوئی ہے۔ ٹیلیپتھی۔ کرسچن سائنس نٹلزم۔ ہپناٹزم وغیرہ (۴) قدیم رشیوں کے سوانحات۔ حالات اور خیالات (۵) خیالات کی دنیا (۶) امریکن و انگلینڈ کے اعلیٰ رسالوں کے انتخابات (۷) نو حاصل کی کتابوں کی ریویوز نویسی

اس کی تقطیع گو سادھو سے بڑی ہوگی مگر مضامین اسی قسم کے ہونگے۔ جن سے لوگوں کو بلند نظر بننے کا موقع ہاتھ آئیگا۔ جن کو ضرورت ہو ابھی سے درخواست بھیج دیں تاکہ انتظام کیا جائے۔ جو لوگ انگریزی سے تعلق رکھتے ہیں ان کو ادھر ضرور توجہ کرنی چاہئے۔ درخواست اس پتہ سے آویں۔ خط و کتابت انگریزی میں ہو۔

مینجر ہرمٹ لاہور۔ دفتر سادھو

CC-0 In Public Domain. Digitzed by eGangotri